بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بہار دانش اردو منظوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں مطبوع ہوئی

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست ہر ایک شایق کو چھاپے خانے سے ملسکتی ہی جسکے ملاحظہ ومعاینہ سے شایقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیل پیج کی تین صفحہ سادہ مین کلیات ودواوین اردو ودواوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کلیات ودواوین اردو

کلیات انشاء اللہ خان از نتیجہ طبع شاعر نامی میر انشاء اللہ خان۔

کلیات ناسخ عمدہ کلیات جسمین نادر رسائل شامل ہین۔ ۱ شاہد عشرت ۲ سخن شعرا ۳ اشعار ناسخ ۴ مرغوب دل ۵ دفتر بیمثال ۶ گنج تواریخ ۷ چشمہ فیض ۸ قند پارسی ۹ زبان ریختہ ۱۰ قطعہ منتخب از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان بہادر

کلیات سودا قصاید ومثنویات ودواوین ورباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا

کلیات نظیر اکبرآبادی۔

کلیات تراب مجموعہ جسمین چند کتاب ہین ۱ دیوان ۲ مثنوی عاشق صنم ۳ ٹھمریان ۴ شجرۂ نادریہ۔

کلیات ناسخ طبعزاد سخنور نامی شیخ امام بخش ناسخ معاصر آتش لکھنوی

کلیات تسلیم جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہی از جوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد نسیم دہلوی۔

کلیات ظفر کلام الملک ملک الکلام چار جلد مین ۱ جلد اول ودوم یکجائی۔ جلد سوم وچہارم یکجائی۔

کلیات مومن خان۔

بہارستان سخن اسمین تین استادون کا کلام ہے ہمطرح وہم ردیف وہم قافیہ غزلین ۱ شیخ امام بخش ناسخ ۲ خواجہ حیدر علی آتش ۳ مہدی حسینخان آباد

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بہار دانش اردو منظوم

بمطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں بطبع مطبوع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان کیا کروں حمد پروردگار — کہ عجز بیاں سے ہوں بس شرمسار
زبان کو تکلم کا یارا نہیں — تعقل کا یاں کچھ گذارا نہیں
زہے جلوۂ قدرت کردگار — کہ ہر ایک پنہاں میں ہے آشکار
بیاں کس سے ہووے ثنا ہیں تمام — رکھے ہے کہاں اتنی وسعت کلام
سدا یاد میں اسکی مرغ سحر — سو نغمت ہے ہر شاخ ہر نخل پر
فلک بے رضا اسکی کب پھر سکے — اجازت اسی کی ہو تب پھر سکے
اسی نے کیا حسن و عشق آشکار — ہوا کوئی دلدار کوئی دلفگار
شرر کو چھپایا ہر اک سنگ میں — نہاں جیسے گل کی ہر اک رنگ میں
جہاں دیکھیے واں وہ موجود ہے — وہی شاہد اور وہی مشہود ہے
قدم بڑھ سکے آگے حد کے کہاں — نہیں اتنی میری زباں میں بیاں

کہ طاقت کہاں ہے قدر نطق کو — جو تحمید اسکی سر انجام ہو
خرد کہنہ میں اسکے معذور ہے — کہ ادراک قاصر سے وہ دور ہے
ہر اک آشکارا میں پھر ہے نہاں — نہ ہے وہ نہاں نہ ہے وہ عیاں
ملک اسکی طاعت میں تسبیح خواں — اسی کے ہیں سجدہ میں سب قدسیاں
نسیم صبا کو وہ ہے جستجو — ہر اک غنچہ و گل میں ہے اسکی بو
اسی کا یہ سب فیض ہے عام کو — نباتات کو اور اجرام کو
رخ مہر و مہ اسنے تاباں کیا — کتاں اور ذرے کو نگراں کیا
گل و شمع کو اسنے بخشی نمود — دیا مرغ و پروانہ کو بھی وجود
ادا حمد اسکی کہاں کر سکوں — کب اس منہ سے اسکا بیاں کر سکوں
عناں ادب کا ہے بس لحاظ — مؤدب کو لازم ہے یکسر لحاظ

شفیع امم کا لوں نام اب — کہ عفو معاصی مرا ہووے تب

در نعت حضرت رسول خدا خیر الورا

محمد وہ سر دفتر انبیا — کہ قرآن ہے جس پہ نازل ہوا
رسول معظم حبیب الٰہ — گنہگاروں کا حشر میں دادخواہ
خدا کا وہ مقبول محبوب ہے — خدا طالب اسکا وہ مطلوب ہے
شریعت کی کھلائی جس نے راہ — کہ بھٹکے نہ ہرگز کسی کی نگاہ

سر مرسلیں سرور جزو و کل — شفیع الامم سرو باغ سبل
رسالت کی اسکو کتاب ملی — شرافت کی مہر نبوت ملی
کیا ماہ انگشت سے جسنے شق — ہوا سا یقیں بہر جسکو سبق
اگرچہ ہوا آخر اسکا ظہور — ولیکن مقدم ہے سب پر وہ نور

کہاں شان اسکی ہو مجھ سے بیان
وصی ہی پھر اسکا علیؑ ولی
امامت کرامت اسی سے ہوئی
دعا مغفرت مین کرون اپنی جب
الٰہی تپش کی مناجات سُن
ہین الکن ہون و سخت عاجز بیان
سخن کو مرے بخش حسن قبول
عطا کر مرے قول کو وہ اثر
تلفظ مین جو لائے میرا کلام
قلم جب مرا کچھ نگارش کرے
کوئی تجھ سے کچھ مانگئے تیا ہی تو
طبیعت کو تھا ایک شب اضطراب
دل و سینہ بھی متصل تھا طپان
اسی بیکلی مین یہ گذرا خیال
کرون طبع مصروف شعر و سخن
کرون عشق موزون جہاندار کا
سخن وہ کہ ہووے مفید انام
پس اسکی ہی تنظیم کچھ خوب ہی
زہے عہد حکام گوہر شناس
حکایات و افسانہ ہائے کہن
نکات لطیف و کلام ظریف
عجب عصر ہی اور عجب دور ہی
ہی ہر فرد کو کسب فضل و ہنر
یون ہی کمپنی کی حکومت ہے
گورنر بہادر معلّی جناب

در منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ

زہے وہ نبی و رہے وہ وصی
ولایت اسی پر ہوئی منتہی
پڑھوں بیت شیخ سعدی کی تب

مناقب کہ اسکی کہان مجھکو حد
کہوں آل پر اسکے ہر صبح و شام
الٰہی بحق بنی فاطمہؑ

در مناجات

تکلم مین الجھی ہی میری زبان
قبول طبائع ہو مجھکو حصول
کہ ہر مستمع جس سے ہو چشم تر
وہ اکبارگی ہووے دلخون تمام
تو خون دل اس سے ترا ٹپکے
بھلا کیون نہ مین سمجھے ہون جان رنج

روانی مرے نطق کو کر عطا
رکھ آلودہ دردمیرا النفس
بند ھین مجھسے وہ معنی ورد منید
ہم آغوش تاثیر ہو میری نظم
کرون جب تخیل مین اندیشہ صرف
نہ رکھ مجھکو حرمان سے ندو رنگین

سبب تالیف کتاب

الہے تھی ہر اک فقرہ خون چکان
کہ کتنا رہے ہو نہیں یون آشفتہ حال
سدا نالہ ہی شغل مرغ کہن
جو طوطی کی ترغیب سے ہو گیا
کوہن جسکو ہر اک ہر خاص و عام
کہ ارباب دانش کو مرغوب ہی

تھا ہر ایک نالے مین غور شور
مناسب ہی بہلاؤن جی کے تئین
مگر ہو سخن قسم افسانہ سے
کہ ہی قصہ یہ فارسی مین بیان
فوائد کے اُسمین ہین کتنے نکات
افادات کے رسم و آئین تمام

در تعریف عہد صاحبان عالیشان

مقامات تبیان ہر علم و فن
کرین فہم جسکو وضیع و شریف
بعینہ سلف کا سا بس طور ہی
عیان رسم رس سے گھر گھر

بقول تواریخ دیرین زمان
بخوبی ہوے ترجمے سر بسر
ہر اک سمت ہی گرم بازار علم
رہے بار باب سخن ور کو بھی قلم

در تعریف گورنر بہادر

کہ جسکا ہوا لارڈ منٹو خطاب
افادات کے رسم و آئین تمام

کہ لولاک جس شان مین ہی عیان
کہ ہو ذات پاک اسکی فخر صمد
ہزارون درود اور ہزارون سلام
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
سُن اس ملتجی عبد کی بات سُن
سلامت طلاقت سے کر آشنا
لسان نغان اسیر قفس
کہ ارباب معنی کے ہو وین پسند
فصاحت کی تقریر ہو میری نظم
تو ہون سب نمک سے منظوم حرف
ترا نام ہی معطی السائلین
جگر لفتہ تھا اور آنکھین پر آب
کہ جان حزین سخت تھی ناصبور
بھلاؤن اس آشفتگی کے تئین
کہ جسمین دل مضطرب کچھ لگے
بھلا ہی اگر ہو یہ ہندی زبان
ہر اک بات مین اک نکلتی ہی بات
مروج ہین اس مین صبح و شام
تصانیف جسمین ہو بے قیاس
قصص اور اقوال و داستان
میسر ہوئے سبکو ادھر ادھر
ہر طرف ہی قدر مقدار علم
فلک یون ہی پھرتا رہے صبح و شام
یون ہی عہد اسکا ریاست کرے
مروج ہین اس مین صبح و شام

زمین بوس ہیں اسکے گردون نشان
رہے اسکی طالع سے خورشید داغ
رہے اُس سے سیراب ہر تشنہ لب
رہے اہل کونسل حقیقت پژوہ
یہ آسایش بندگان خدا
اسی حسن نیت مین ہین متصل
خصوصًا فلک قدر مارنگٹن
عیان جسمین کی ہیچ گستر کی شان
بتائید روح القدس سر بسر
محامد کہان اسکے سب کر سکون
چل اے خامہ کالج کی توصیف کر
ہے واکر مسٹر اُسمین سدا
ہو وابستہ اس سے ہر اہل سخن
ترقی سب اُسکی اسی سے ہوئی
پر آگے کہان وہ زبان جہان
امارت میں شمع کرت مین جلی طریق
شرف جس سے تدریس کو ہو ملا
کہین کیون نہ ہم اُسکو طوطی مقال
سنو اب جہاندار کی داستان
سلف مین کہین کوئی تھا بادشاہ
سدا قیصر و روم و خاقان چین
حریف عدو کی نہ تھی اسکو فکر
مگر تھا اسی غم مین غمگین سدا
کرو پوچھون تو آج اہل تنجیم سے
اگر ہووے مقصود یہ آرزو

ہون مغلوب بٹ اسکے روشن نشان | چمکتا رہے اسکے دولت پیش طاق
منور ہو دولت کا اسکے چراغ | ہر اہل ہنر کا ہو وہ قدردان

در تعریف صاحبان کونسل صدر

ارسطو منش اور فلاطون شکوہ | تفضل تفرس ترحم کی شان
ہین سرگرم رہتے صباح و مسا | خدا انکے نہین فکر کچھ صبح و شام
کرینہ مردہ ہوئے کسی کا نزول | الٰہی یہ مجمع رہے برقرار

در تعریف مارنگٹن صاحب

جسے رند منظوم ہی مرزبان | ہنر کا ہی معیار اور صیرفی
عروض سخن اُسمین ہین جلوہ گر | گران قدر ہے اور عالی جناب

در تعریف افادات کالج

ہوئے مجتمع جسمین اہل ہنر | فصاحت بلاغت کا جو ہے مقام
ہر اک اہل حاجت کا حاجت روا | تعمد تمکن ترحم کرم
کہان ایسے ہوتے ہین آگاہ فن | شرف اُسنے ہندی بانکو دیا

در تعریف مدرس عالیشان کپتان صاحب

ادا ہو جو کپتان صاحب کی شان | شریف النسب اور گرامی شکوہ
بہ تسخیر دلہا شفیق و خلیق | ہنر سنج دقاق معنی شناس
دیا جسنے تعلیم کو مرتبا | زبس ہے سب آگاہ علم و کلام
کہ ہندی زبان کا ہو صاحب کمال | حق اُسکے تئین ہے سلامت رکھے

آغاز داستان

برازندہ تخت و تاج و کلاہ | شہ عادل و خسرو داد گر
رہا کرتے اسکے اطاعت گزین | لگا شرق سے غرب تک صبح و شام
نہ تشویش کا پاس تھا اسکے ذکر | میسر تھا عالم کا عیش و نشاط
کہ فرزند دلبند رکھتا نہ تھا | بلا کر وزیرون کو وہ ایکروز
ذرا غور سے دیکھیں طالع مرے | کہ ہے بھی نصیبون میں میرے ولد
تو زیبا ہو دولت کی سب یادگار | نہین تو ہے یہ سلطنت کیا ضرور

ہو رخصت مین مجنون لیلی رواق
مناقب جن کہا سکے سمجھے بیان
پناہ ضعیفان ہو وہ روز و شب
عیان اُنکے سیما پہ ہی ہر زمان
اسی مین ہو صرف انکی ہر دم
رہے حشر تک یون ہی لیل و نہار
کہون جسکو نقاد ہر علم و فن
سدا اُسکے گھر کا ہو وہ مشتری
فلک رتبہ ہے اور گردون قباب
لب اب عجز سے آگے خاموش ہون
جو ہی تربیت گاہ ہر خاص و عام
عیان اُسکے سیما پہ ہے جود و مبدم
دیا نظم اُردو کو یہ مرتبا
ہوئی قدر اس سے تصانیف کی
حکیم خردمند دانش پژوہ
سخن کی سخندان کا ہو جسکو پاس
دقائق ہین ہر نکتی کے تمام
سلامت رکھے باکرامت رکھے
ہوئی جسطرح فارسی مین بیان
معین شمیدگان ہر سحر
سلاطین تھے فرمانبر اُسکے تمام
سدا تھی خوشی خرمی انبساط
لگا کہنے باحسرت درد و سوز
دیا ہے عبث حق نے یہ جاہ و کد
فقیری ہی ناچار لونگا ضرور

نکل جاؤنگا دیس کچھ دیس مین
اتیت اور جوگی کے ہو بھیس مین

وزیرون نے سنکر دیا یہ جواب
کہ اے شاہ شاہان مالک رقاب

نہین لطف کی اُسکے ہرگز کمی
نہ مایوس اُس سے ہو آدمی

ہون سیاح عالم فروکش جہان
مسافر غریب الوطن اُترے یہان

دعا سے ہو اُسکی تمھاری کشود
جو مقصود ہے سو وہ پاوے کشود

وزیرون نے فی الفور تدبیر کی
دربارگہ پر دہ تعمیر کی

سرِ شام سے صبح تک بادشاہ
بصد انکسار و بصد عجز و آہ

گیا یون ہی اُسمین گذر ایکسال
کہ پیہم رہا یہ ہی قال و مقال

نظر کرکے افتادگی خاکی
وہ کیفیت اُس نالہ و آہ کی

یہ پھل ہو ترے نخل اُمید کا
کھلا شاہزادی کو اور آپ کھا

زن و شو نے کھایا بہم ایکبار
ہوئی تب سے شہزادی امیدوار

تولد ہوا ایک صاحب جمال
قوی بخت فیروز فرخندہ فال

علامات اقبال مُنہ پر عیان
سعادتکی دولت کے یکسر نشان

رہا دیر تک خاک پر جبہہ سا
پھر اس عجز سے جبکہ فارغ ہوا

کرین شہر مین عیش و عشرت تمام
کسی کو نہین غم کا ہرگز ہو نام

خزانونکا اکبارگی مُنہ کھلے
زر و اشرفی ہر کسی کو ملے

ہوے آنکے سارے سائل غنی
جہانتک تھے محتاج سب کی بنی

کہ جتنے منجم مین آئین حضور
بعیش و خوشی در نشاط و سرور

نجومی و رمال تھے جس قدر
ہوے آکے حاضر وہان سربسر

جو دریافت کرنا تھا جب کر چکے
تو پھر شاہ سے ملکے کہنے لگے

یہ شہزادہ رکھتا ہے بخت بلند
ہے خیلے قوی طالع ارجمند

سلاطین سب اُسکو دینگے باج
خطا و ختن سے یہ لیگا خراج

تو مغموم ہو کچھ غم عشق کا
یہی ہے خلل زائچہ مین ذرا

ہوا سُنکے شاہ اِس سخن کو غمین
رہا اک ذرا دل مین اندوہگین

غرض کر توکل بفضل الٰہ
رکھا نام اُسکا جہاندار شاہ

لٹاؤنگا جو کچھ کہ ہے مال و زر
پھرونگا جہان مین نگر در نگر

نہ مایوس ہون آپ فرزند سے
ہے امید فضل خداوند سے

صلاح اب یہی ہے در قصر پر
معین ہو خیرات کا ایک گھر

کہ اُسمین کوئی مرد صاحب اثر
کرے شاید آنا گہانی گذر

کہا شہ نے پھر اس سے بہتر ہے کیا
کرو اسکا سامان جو کچھ کہا

لگا آنے عالم جہاندیدہ وان
لگا رہنے مجمع سر آستان

بیان سب سے کرتا تھا حاجت عزیز
سناتا تھا اپنی حاجت کے تئین

ہوا اعتبار ین آن کر ناگہان
گذر ایک درویش کامل کا وان

دیا اپنے کچکول سے ایکپھل
کہا اے شہ کامران بے بدل

لیا شاہ نے پھل کو کرکے سلام
محل مین گیا لیکے خوش ہو تمام

گئے نو مہینے گذر جس گھڑی
نمایان ہوا آکے وقت خوشی

جبین پر عیان جلوہ مہتری
درخشندہ سیما پہ طالع وری

یہ سنکر خبر شاہ نے ایکبار
کیا سجدۂ شکر پروردگار

دیا حکم ارکان دولت کو تب
کہ بجوائین شادی کی نوبت کی تب

غنی اور تونگر کا دل شاد ہو
ہر اک نوع سے اُنکی امداد ہو

ہوا ہر طرف شہر آئینہ بند
خوشی نے کیا جلوہ ہر سو دو چند

ہوا طے یہ ہنگامۂ جشن جب
کیا حکم پھر شہ نے اکبار تب

ولیعہد کے زائچے کو لکھین
خبر سعد اور نحس کی دیکھین

لگے کھینچنے زائچہ کے تئین
کواکب پہ نگران ہوے یہین

کہ اے خسرو نامدار زمن
سنو گوش دل سے ہمارا سخن

جہان اُسکے ہوتا ہے زیرنگین
نہ رو کش کہین اُس سے ہوگا کہین

یہ جب اسکا بارہ برس کا ہو سن
طلوع اُسکے ہونے جوانی کے دن

اسی کی حفاظت سدا شرط ہے
اسی کی رعایت فقط شرط ہے

کہا پھر جو ہو مرضی کردگار
مرا اسمین چلتا ہے کیا اختیار

لگا مہد دولت مین پلنے ملا
بصد ناز و نعمت صباح و مسا

ہر اک وقت معتاد معمول پر
اتالیق و اُستاد کے فیض سے
گیا باغ مین ایک دن سیر کو
کدھر سبزہ ہے اور کدھر آبشار
کہ اُتنے مین اک سو نظر جو گئی
اور اک طوطی کا ہے قفس شاخ پر
گیا شاہزادے کا اکبار دل
و لیکن جوان تھا جو سنجیدہ تمام
نظر جون ہی طوطی کی اُسپر پڑی
کھڑا ہی یہ شہزادہ عالیمقام
سُنی شاہزادے نے جو ناگہان
دل و جان سے طوطی کا مائل ہوا
کفِ دست پر رکھ بصد اضطراب
طلب تجھسے کرتا ہون ایک چیز
ہو ہر لعل سو مملکت کا خراج
یہ طوطی ہے برسون کی ہمدمی
کرون اپنے مونس کو کیونکر جدا
لگا کہنے سنتا ہی آوے خبر
مین والی ہون اس گلشن و ملک کا
جوان سُنکے تہدید کا یہ کلام
محل مین غمگی سے شتاب آنکے
اُٹھا یا قفس پر غلاف زری
پلا ساتھا یا وہ جو تھی لعل نام
یہ افسانہ اُس مشغلِ دل کا لکھون
سنو اب بیان سے بیان عجیب

ہوئی رسم مرسوم ادا سر بسر
علوم اور ادب اُسپہ کیسے کھلے
بصد شادمانی و فرخندہ ہو
کدھر سبزہ ہے اور کدھر لالہ زار
تو دکھلائی دی ایک صحبت نئی
کہ چلتا ہی جسکی نوا سے جگر
لگا سُننے ہو کر کھڑا متصل
دیا کچھ نہ اُسنے جواب سلام
تو اس نوجوان سے یہ کہنے لگی
دیا کیون نہ اسکا جواب سلام
یہ طوطی کی طرز بیان و زبان
اسی کا طلبگار کامل ہوا
گیا اُسکے ان پاس لیکر شتاب
کہ اسکو زنہار مجھسے عزیز
سلاطین کا ہو ہر اک زیب تاج
جدا مین نے اسکو کیا کب کبھی
نہین جو رہوتی یہ مجھسے ذرا
گئی ہے تری عقل و دانش کدھر
ملکزادہ ہون اور فرمان روا
ہوا تب تو ناچار دل مین تمام
رکھا اک جڑاؤ قفس بیچ مین
سیتین جگہ اُسکی پاس اپنی کی

کہ پہلے چھٹا دو وطور بعد ازین
ہوئے جبکہ بارہ برس منقضی
لگا پھرنے ہر سو خیابان مین
کہان بلبلین ہین کہان قمریان
بجاتا ہی بیٹھا جوان اک ستار
پر اُسکی صدا سے ملے ہی ستار
کیا پھر سلام اس جوان نے تئین
ہوا شاہزادے کا جی بے مزا
کہ افسوس کتنے ہو تم بیخبر
نہین اتنی بے اعتنائی ضرور
وہ گانے بجانے کا جو لطف تھا
بندھے تجھ جو باز و یہ لعل و گہر
لگا کہنے ہو کر اُسے ملتجی
یہ طوطی بہ لطف و کرم مجکو دے
جوان نے دیا سُنکے ناخوش جواب
دل آتش زدہ ہو جگر تفتہ ہے
ملکزادہ سُنکر یہ طرز جواب
نہین جانتا تو کہ مین کون ہون
کہان طوطی لیجائیگا مجھسے تو
لیے لعل دی طوطی مجبور ہو
مرصع کی سونے کی کئی پیالیان
شب و روز رہتا قفس روبرو

ہوا خیر خوبی سے مکتب نشین
تو در پیش آکر ہوئی وہ گھڑی
کہ دیکھے ہے کیا کیا گلستان مین
کہان باغبان ہے کہان آشیان
صدا جسکی کرتی ہے دلکو فگار
قیامت ہے وہ نونگی باہم بہار
کہ تا راغب اسکی طرف ہو عزیز
وہ یے راگ سنتا تھا جسکا کھڑا
نہین کچھ کسی پر تمھاری نظر
نہایت ہی شرط مروت سے دور
فراموش اکبارگی ہو گیا
وہین جلد جلد اُسکے پر کھول کر
کہ ای نوجوان کیون یہ تجھ کی
عوض مین یہ لعل و گہر مجھسے لے
کہ ای شاہ شاہان عالیجناب
طبیعت مری اسپہ وارفتہ ہے
ہو خشمگین دل مین کھا پیچ و تاب
ابھی چاہون جو کچھ سو تجھکو کرون
نہ ہرگز ہوا یہ نہ ہوگا کبھو
چلا وان سے شہزادہ مسرور ہو
رکھین آب و دانہ سے بھر کر وہان
نہ اُنکھون سے اوجھل وہ ہوتا کبھو
کرون ذکر اب طوطی خوش کلام
مقدر کے اسباب سے مین کرون
تعلق تھا شہزادے کو اس سے خاص

شنیدن جهاندار شاه نام مهرور بانو از زبان طوطی وغائبانه عاشق شدن او

خبر یہ عجیب و غریب
محل مین تھی اک مہربانو خوص

صبا نے دسارا سپہ میلان تھا
نشے میں وہ چمکا ہوا رنگ و
جہانگیں نہ رون میں ہے نازنیں
قفس میں جو طوطی تھی بیٹھی جہاں
لگی کہنے میں ہیں ہنسا تو نے کیوں
کیا پھر جہاندار شہ کو خطاب
کہ سچ کہہ تو کس واسطے ہنس پڑی
کہا شہ نے سن اے ... بحال
خدا جانے اسکے تھا دل میں کیا
سنوں تا ہنسنے کے باعث تئیں
کہ طوطی لگی کہنے چپکی رہو
یہ صورت یہ اپنی تو نازاں نہو
کہ گل کی ہے اسکی حدار نگ و بو
نظر آئی اک دختر اسکی مجھے
ہما سے ہے برتر وہ حسن و جمال
پری بھی جو دیکھے تو شرمندہ ہو
کہاں ہوئے شکل ایسی انسان کی
وہیں عاشق غائبانہ ہوا
زمیں پر گرا کھا کے غش ایکبار
تجسس کروں جلد مطلوب کا
جہاندار شہ کو لگا جب یہ غم
جسے فن تصویر میں دخل تھا
کہا اس سے اے ... غمگسار
ہے دختر اسکی اک بہرہ بانو نام
پھر اسکی بہ شکل تصویر لا

سیہ رہ بادلوں کو ہر اک آن تھا
خوش آیا ہوا اسکے تئیں صبح ہو
ملے کوئی تجھسی کبھی ہوگی نہیں
وہ سنتے ہی اکبارگی ہنس پڑی
سبب تیرے ہنسنے کا میں پوچھی یوں
بصد خشم و قہر و بصد پیچ و تاب
وہ کیا تھا کہ تجھے جسپر آئی ہنسی
گیا ہے تو اکس طرف کو خیال
پی اب جام تو اور مجھے بھی پلا
تعلق مجھے جام مے سے نہیں
زیادہ نہ بس مجھکو گویا کرو
نہ دیکھا ہو کچھ جسنے اس سے کہو
نظارہ اگر کیجیے سو بسو
نہیں شکل ایسی تو بھولی مجھے
کہ ہے مظہر قدرت ذو الجلال
فرشتہ بھی فوراً سر افگندہ ہو
نہ جتنا عتاب ہو تیرہ انکی
طبیعت کو گویا بہانہ ہوا
لگا رونے آنکھوں سے خوننابہ زار

دھرا تھا جو آئینہ اک سامنے
لگی کہنے سن تو جہاندار شاہ
نہوگی نہوگی نہوگی کوئی
منغص ہوئی بہرہ بانو وہیں
بتا کون سی بات پر تو ہنسی
کہ گر زندگی ہو مری چاہیے
نہیں آپکو میں کرونگی تمام
یہ حیوان ہے بلکہ اک مشت پر
کہا بہرہ بانو نے بس پی چکی
یہ کرتی ہی تھی بہرہ بانو کلام
ابھی جو کچھ کھولوں تو آفت اٹھے
خدا کی خدائی میں اک ایک سے
ہے اک طرف کو شہر مینو سواد
زبس حسن سے بہرہ ور ہے تمام
کھنچی دست نیرنگ کی تصویر ہے
نہ اس مہ کا سا شمع ہی میں ہے نور
کیا جب یہ طوطی نے نقل و مقال
پڑی وہ زمیں پہ بصد دل شکست
پیالا سا قیا وہ مے لعل گون

لگی بہرہ بانو اسے دیکھنے
کہ انصاف سے خوب تجھ پر نگاہ
نہوگی یہ ناز و ادا کی کوئی
مکدر ہوئی اور ہوئی خشمگیں
کہ تیری ہنسی زہر مجھکو لگی
تو اس سے سبب مت تو چھپائیے
اور اسکا بھی آخر کرونگی میں کام
ہنسی پر ہی کیا اسکی رکھنا نظر
جہاں تک کہ جینا تھا سو جی چکی
کلام اسکا تھا ہی ابھی ناتمام
خرابی اٹھے اور قیامت اٹھی
وجاہت میں لاکھوں میں ہے افضل ہے
ہے فرمانروا جسکا با عدل و داد
پدر نے رکھا بہرہ ور بانو نام
نگہ کے لیے طرفہ تاثیر ہے
نہ گل ہی میں اس رنگ کا ہے ...
تغیر ہوا شاہزادے کا حال
مثل ہے کہ دیوانہ را ہو بس است
کہ ہو سینہ میں دل میرا جس سے خون
تفحص کروں اپنی محبوب کا
کیا منتخب اسنے اک فہم شخص
نہایت ہی عاقل تھا وہ ہر ...
کہ فرمان وہ اسکا ہی حالی نژاد
ہے پیچ اسکے در پرستانی نہیں
وگرنہ کہاں زندگانی مری

رفتن بے نظیر بجہت آوردن شبیہ بہرہ بانو

وزیر جان بیٹھنے لگے دمبدم
جو تھا رشک مانی و بہزاد کا
تجھی سے یہ ہوویگا انجام کار
سپہر وجاہت کی ماہ تمام
اور اس چشم جو پاکو میری دکھا

بلایا وزیروں کو اپنے حضور
وزیروں میں نام اسکا تھا بے نظیر
ہے اک طرف کو شہر مینو سواد
بنا کر تو سوداگر اپنے تئیں
تو شاید ہو یاں زندگانی مری

کہا اُسنے جو حکم ہو شاہ کا
مرخص ہوا وہین تسلیم کر
صعوبات طے کرکے حد سے زیاد
عجب شہر و بازار آیا نظر
در و بام یکسر جواہر نگار
زمرد کے اور لعل کے سنگ و خشت
ریاحین و گل کا ہر اک جا وفور
جسے دیکھو خوش وضع و زرّین لباس
کئی دن تک ملک سیر کرکے تمام
لگا یا قرینے سے ہر ایک مال
قضارا جس باغ مین جا رہا
لگا ہونے ہر اک طرف ازدحام
کہ اتنے مین دیکھا کسی نے اسے
کہا اُسنے تاجر ہوں مین دُور کا
وسیلہ مگر کوئی رکھتا نہین
کنیزون نے سنکر یہ اسکا جواب
تحائف ہین ہر ملک کے اسکے پاس
سُنا شاہزادی نے جو یہ کلام
خواص آئی رستے جانب بے نظیر
کہ شہزادی ہوتی خریدار ہے
پس پردہ پہونچی شتاب آنکر
جہانتک کہ تھے تحفے اقسام کے
جب اسباب اجناس سب دیکھ چکی
ولیکن اُسے ساتھ لایا نہین
نہین جانتی تھین کیا کچھ ہے چیز

ہوا مین ابھی عازم اُس دہ کا
چلا ڈھونڈتا پوچھتا وہ نگر
ہوا داخل شہر مینو سواد
عجب کشور اکبار آیا نظر
مرصع دکانون کی ہر سو قطار
زمین کا ہر اک قطع رشک بہشت
دماغونکو نکہت سے حاصل سرور
خلیق اور رنگین مردم شناس
کیا جاکے اک باغ مین کچھ قیام
چنی جنس تختون پہ ہر اک کمال
وہ تھا باغ اُسی بہرور بانو کا
خواصون کا ہر سو ہوا ازدحام
لگی دفعتہ پوچھنے آن کے
یہ مال تجارت ہے دیکھو ذرا
جو تقریب میری کرے جا کہین
کہا بہرور بانو سے جا شتاب
ولیکن کسی سے نہین روشناس
کہا جاکے آوے وہ تحائف تمام
کہا لے مبارک ہوا اے پسر
ترے بخت گرم بازار ہے
زبان کی دعاؤن ثناؤن مین تیز
بتدریج ہر ایک حاضر کیے
خواصون سے پوچھا کہ ہر دو بھی
دکان ہی مین چھوڑ آیا ہون ایک چیز
کہ رکھتا ہون مین تمکو کر عزیز

یہ کہ اور تجارت کا اسباب لے
اٹھا کر سفر کی بہت رنج و محن
رکھا جو قدم اُسمین یکبارگی
کہ آب و ہوا جسکی صحت فزا
عمارات رنگین ہر اک چار سو
خوشی ہر طرف راگ اور رنگ کی
محبت سے خالی نہ کوئی آدمی
مسافر نواز اور مہمان پرست
اُتارا تجارت کا اسباب واں
برابر برابر اِدھر اور اُدھر
ہوا بعد چندے اُسمین اُسکا گزار
مقید ہوئے ہر طرف عہدہ دار
کہ بتلا تو ہے کون کس مرز دیس
خریدار کی انتظاری مین ہون
غریبانہ اس باغ مین ہون پڑا
کہ وارد ہوا یان اک عجب ماجرا
ہے درماندہ بہت اپنے احوال کا
اور اُسکو بھی اسباب کے ساتھ لا
کہا لے یک بیک آج طالع ترے
ہوا بے نظیر اسکے فی الفور ساتھ
لگا کرنے ہر اک نمونے جدا
کیے بہرور بانو نے سب پسند
انھون نے کہا بس جمع تھا ہو چکا
تمامی وہ زربفت سے ہو مرحبا
ہوا شاہزادی کو بس اضطراب

اور اک شہر کی تصویر بھی کھینچیے
منازل کی اور راہ کی سختین
فراموش ہوا رنج آوارگی
فضا و صبا ہر طرف دلکشا
صفائی و پاکیزگی کو بکو
مچی تھی وہان بربط و چنگ کی
کسی کی نہ الفت کی ہر گز کمی
مروت کی صہبا مین ہر ایک مست
تحائف کی اک جا کھولی دُکان
نمایان کیے تحفے تھے جسقدر
کہ تھا اُن دنون موسم فصل بہار
ہوا گرم ہنگامۂ گیر و دار
ہے اس باغ مین کنج مین گوشہ گیر
کہ بیچ اسکو جلدی سے مین جلون
کہ بے خانمانون کی ہے بھلی یہ جا
مسافر ہے تاجر ہے اور گوشہ گیر
کہ کیا ہوگا انجام اس حال کا
جو معلوم قیمت کی ہو انتہا
چل اجناس کو ساتھ لیکر ابھی
اُٹھا مال و اسباب کو ہاتھون مین جھٹ
دکھانے لگا جنس سر تا بپا
عنایت کیا مول بے کچھ بھی چند
مگر ایک صندوقچہ باقی رہا
اور اک قفل سیمین ہے جسپر لگا
کہا جاکے لاؤ اُسے بھی شتاب

خواصین یہ سنتے ہی دوڑی گئین — اٹھا لائین جلدی اسے بھی وہین
لگا کہنے سنکر اُسے بے نظیر — کہ ہین تو ہون ہر طرح فرمان پذیر
علاج اسکا یہ ہے نہین کھول سکتا اسے — مگر روبرو ہون خریدار کے
بزرگ ور متقدس جو آتا نظر — دکھائے کھول روبرو آن کر
خواصون نے تاکید کر سو بسو — لے آئین اُسے نفاستی روبرو
زمین پر گرا کھا کے غش ایکبار — رہا دیر تک یونہی بے اختیار
کہا شاہزادی نے کیون کیلیے — یہ طاری ہوا دفعتہً غش تجھے
یہ احوال ہوتا ہے اکثر مرا — کہ گرتا ہون رفتار مین تھرتھرا
نکالا ورق شہ کی تصویر کا — پھر اسمین تھا رنگ تاثیر کا
لگی دیکھ کر کہنے فوراً اُسے — یہ تصویر کیسی دکھائی مجھے
تعلق ہوا اس سے پیدا مجھے — نہ دونگی یہ تصویر مین اب تجھے
لگا کہنے یہ بات سن بے نظیر — کہ ای سرو خوبی کی بدر منیر
کہا شاہزادی نے ای پیرمرد — زیادہ نہ دے بس مرے دل کو درد
غرض ہو کے ناچار سچ بے نظیر — لگا کہنے اچھا ہون فرمان پذیر
یہ سنتے ہی شہزادی مین آئی جان — دیئے پھول مین کتنے لعل گران
تصور مین لا بہر و بانو کو — شبیہ اسکی طیار کی ہو بہو

کہا کھول ای پیرمرد اسکے تئین — کہ معلوم جنس اسکی بھی ہو ہمین
پر اسمین کسیکی امانت ہے چیز — ہوا سو اسلیے اتنی مجکو عزیز
سنا شاہزادی نے جب یہ سخن — کہا ہے فروشندہ پیر کہن
اجازت ہوئی تب اُٹھا بے نظیر — زبس تھا ضعیف و نہایت حقیر
کیا شاہزادی کو جھک کر سلام — ولے دیکھتے ہی وہ ماہ تمام
بس از چند ساعت جب آیا ہوش — تو پھر بھی تھا حیرت زدہ و خموش
کہا بس کہ ہون ناتوان و ضعیف — اور اس کبر سن نے کیا ہے نحیف
یہ کر سب بیان اپنی ناچارگی — صندوقچہ کو پھر کھولا یکبارگی
دیا بہر و بانو کے جلد ہاتھ — ہوئی بیخودی اُسکو لینے کے ساتھ
دل و جان کو ہے معشوق کیا — اگرچہ مین لیلیٰ تھی مجنون کیا
جو کچھ اسکی قیمت مین چاہے تو لے — ولیکن اُسے ہر طرح مجکو دے
امانت کو بیچون مین کیونکر بھلا — امانت مین کب ہے خیانت روا
بس آگے مجھے اب روا نہ مگر — امانت کا مجھسے بہانہ نہ کر
جو ارشاد فرمایئے ہے قبول — کہان کر سکون حکم عالی عدول
مرخص ہوا بعد ازان بے نظیر — دکان بیچ ہو اپنے پھر گوشہ گیر
ہوا فارغ اس کام سے جس گھڑی — وطن کی شتابی سے پھر راہ لی

مراجعت کردن بے نظیر از شہر مینو سواد و آوردن شبیہ بہر و بانو

ملا ساقیا اک شتابی سے جام — کہ جسمین سفر کی ہو زحمت تمام
پھر اک کام کر اپنا جب بے نظیر — ہو فضل الٰہی سے مقصد پذیر
جہاندار شہ کے گیا جب حضور — کھڑا ہو کے آداب کر بیچ دور
نکالی وہ تصویر زرین نگار — جو تھی بہر و بانو کی یادگار
وہین دیکھتے ہی جہاندار شاہ — لگا کھینچنے منفصل سرد آہ
کبھی اپنی آنکھون مین رکھتا اسے — کبھی سینہ و دل پہ ملتا اسے
کبھی سر کے بالون کی لیتا بلا — مخاطب کبھی ہو کے دیتا دعا
اسی سے تکلم اسی سے خطاب — سوا اسکے مطلق نہ آرام نہ خواب

ملون اپنے جان نظر سے شتاب — کرون آپ سا اسکو بھی کامیاب
اٹھا کر سفر کے بہت رنج و تاب — وطن مین ہوا داخل آکر شتاب
کیا قاعدے سے ٹھہر کر سلام — بجا لا کے آداب شاہی تمام
شتابی سے دے ہاتھ مین شاہ کے — زبانی بھی حالات سارے کہے
سرشک گلابی بہانے لگا — تڑپنے لگا تلملانے لگا
کبھی نقش پرواز کو دیکھتا — کبھی ناز و انداز کو دیکھتا
وہی ہمنشین اور وہی تھی انیس — وہی اسکی ہمدم انیس و جلیس
ہوئی جبکہ ماں باپ کو یہ خبر — نہایت مشوش ہوئے سر بسر

بدرے بلائے تمامی وزیر
جو ہوتے تھے دستور ایمن بخیر

سُنایا غم اُنکو جہاندار کا
قلق اُسکی جان و دل زار کا

وزیر اسکو سُنکر رہے سب خموش
پھر آخر کو اندر وے تدبیر و ہوش

یہی سب نے باہم مقرر کیا
کہ ہر شب وزیر ایک پاس اُسکے جا

کہانی کہے کوئی اس طرح کی
مذمت زنوں کی ہو جسمیں بھری

یقین ہے کہ سُنکر ہو نفرت تمام
نہ پھر بہر دربانو کا لیوے نام

ہوئی اسطرح جب مقرر یہ بات
تو آکر وزیر دن سے اک بھلی رات

کہانی لگا کہنے یہ بیٹھ کر
کہ ہیں جسمیں مکر زنان سربسر

حکایت وزیر اوّل

سنو قبلۂ عالم کہیں اک جوان
حسین و طرحدار سرو روان

محبت میں جورو کی اپنے سدا
دل آشفتہ رہتا تھا صبح و مسا

نہیں دیکھے اک لحظہ آرام تھا
ہر اک آن ہر دم یہی کام تھا

یوں ہی وہ بھی عاشق تھی اُسکی ہمیشہ
جگر تفتہ رہتی تھی و سینہ ریش

موافق تھے آپس میں دونوں تمام
گرفتار الفت بہم صبح و شام

وفا میں تھے طرفین ضرب المثل
مجالس میں فکر انکا تھا ہر محل

قضارا جوان کا تھا اک آشنا
انیس و جلیس و یگانہ نما

نہ تھا اُسپہ زنہار وہم دوئی
نہوئی تھی معلوم بیگانگی

نہ لغزش پہ تھا اسکا وہم و گمان
نہ ہرگز خطا کے تھے اسمیں نشان

شب و روز تھے ہمدگر یار غار
رفیقوں کے ہوتے ہیں جیسے شعار

سلوک عزیزانہ آپس میں تھا
محبت سے بھی تھا بڑے مرتبا

ولے آگے سنیئے تعجب کی بات
کہ اکدن کہیں وہ زدیل اتفاقات

سحرگاہ آیا بہ نزد جوان
اور اک غنچہ در میں بیچ ناگہان

نظر اُسکی زن پر پڑی ایکبار
وہیں دفعتہً ہو گیا بیقرار

بھلایا حق ربط و الفت کے تئیں
کیا دل میں جا تخم خیانت کے تئیں

جلانے لگا دن بدن اپنی چاہ
کبھی اشک گرم اور کبھی سرد آہ

لگا بھیجنے تحفہ ہر صبح و شام
تکلف سے تیار کرکے تمام

کبھی نور بادام کے خوانچے
کبھی پستے نمکین بھنے ہوئے

کبھی جوڑے اور کبھی لباس
کبھی عطر دان اور کبھی پاندان

کبھی مہکے دہکا کے پھولونکے ہار
کبھی تول کے چھلکے مینا نگار

کبھی سرخ تنبول کی شیشیان
گوندھی ہوئی کبھی عطر میں عنبر بیان

کبھی پنکھے گو لونکے چھپے ہوے
بنت ہاولے پیچ جھپکے ہوے

غرض یون ہی اک تحفہ ہر دن نیا
لگا بھیجنے جانب دلربا

نہ کرتی تھی زن گرچہ پہلے قبول
پھر آخر کئی ایسی باتوں پہ بھول

ہوئی آپ بھی رفتہ رفتہ لوین
تعشق میں اُسکے محبت گزین

لگی دیکھنے بام دورے اُسے
لگی بیٹھنے پردہ پاس آن کے

کبھی جھانکتی توڑ چلمن کے تئیں
دکھاتی کبھی کفش و دامن کے تئیں

کبھی فندقین انگلیوں کی نکال
دکھاتی شگافوں سے تھی لال لال

سناتی کبھی اپنی گفتار کو
جتاتی خفی ناز و انداز کو

کبھی پیک ہائے نیز پر پھینکتی
کہ پڑجائے نظروں میں اسکی کبھی

غرض آکر اک پیرزن کو بلا
یہ پیغام اپنی طرف سے دیا

کہ جتنے ہو تم مجھ لیے بیقرار
مرا دل بھی اتنا ہی تجھ پر نثار

ولیکن ہوں شوہر سے معذور میں
اُسی سے ہوں ناچار و مجبور میں

زمین تخت ہو آسمان فرق ہی
وگرنہ مجھے بھی یہ منظور ہے

قضارا کہیں لیکن وہ جوان
گیا صید آہو کے تئیں ناگہان

ملا شام کے ہوتے اُسکو نگار
ہوا خستگی سے نہایت فگار

بیابان سے بیوقت ازبسکہ آ
کسی طرح شب کو نہ گھر آسکا

مگر وانسے نزدیک تھا اک مقام
کہ زن کے پدر کا تھا اسجا قیام

رہا اُنکو وان ہی سُسرال میں
اُسی ماندگی میں اسی حال میں

لگی ہونے ضیافت کی واں دھوم دھام
جو معمول دنیا میں ہے رسم عام

پر اُسکو ضیافت سے کیا کام تھا
کہ آپ اپنی حالت میں ناکام تھا

جدائی تھی گھر کی پڑا سخت شاق
کیا اُسنے ہرگز نہ آکو وہ بات
سُنی یار زن نے یہ جون ہی خبر
بس اب گھر کے تئین چھوڑ چل میرے ساتھ
لگا آگ دی گھر کے چارو طرف
نکل وان سے گئی روز کی راہ پر
جوان صبح آیا جو سسرال سے
حویلی کی ہے شکل بازار سی
پھر اُسنے مین اک طرف سے آگ اُٹھا
دیا مجکو اس آگ نے سخت داغ
نہوگی کوئی مجھ سی قسمت جلی
تڑپنے لگا خاک پر متصل
ہوا گھر کا گھر آہ بے انتظام
بجھا گھر کو اکبارگی ہو نراس
کبھی جا خرابون مین کرتا مقام
کبھی یون ہی کرا رہتا سیہ انجمن
یون ہی پھرتے پھرتے تن اندوہگین
یون ہی بسکہ جبین جو کچھ آگیا
نظر اُسکی سجھی ن ہی سپہری
شتابی سے کہنے لگی یار کو
وہ مردود گھوڑے پہ ہوکر سوار
نکلتے ہوا اُسکے دل مین تمام
وہ نامرد بھاگا کیا دار کو
چلا شہر کو اپنے گھر کی طرف
کر آیا نظر راہ مین ایک باغ

قیامت تھا اُس زن کا فراق
گذاری اُسی رونے دھونے مین رات
چلا گھر سے گھوڑے کو تیار کر
کہ تا زندگی ہو نہین اب ترے ساتھ
کیا مال و زر اپنا سارا تلف
مقرر کیا جا کے رہنے کا گھر
تو دیکھا عجب گھر کو احوال سے
کہین خوانچہ ہے کہین آرسی
لگی کہنے دشمن سے ہو بیحواس
کہ فوراً جلایا مرا خانہ باغ
کہ اک عمر کی میری محنت جلی
لگا کہنے ہے ہے مری جان و دل
بس اب سے ہوئی خانہ داری تمام
تو پہنا غریبی فقیری لباس
کبھی راہ جنگل مین کرتا تمام
کبھی کاٹتا دن بیابان مین
اک آئی نظر اُسکو بستی کہین
صدا کرنے لاگا بشکل گدا
اچنبھے مین رہ گئی کھڑی کی کھڑی
کہ بیٹھے ہو کیا جیتے ہشیار ہو
لگا بھاگنے لیکے بے اختیار
کہ ہے دو ہی تھا آشنا جسکا نام
نہ لیجا سکا ساتھ دلدار کو
وطن کیطرف و نگر کیطرف
جوان دیکھ کر اُسکو جانے فراغ

کہا اُسمین کس سرے نے ہر چند اُسے
اب آگے سنو تم یہان کا بیان
اور آتے ہی زن سے یہ کہنے لگا
سنا جبکہ عورت نے یہ ناگہان
اُسی شور و ہنگامہ مین اکبار
ہوے دونون مشغول فسق و فجور
چھپر کھٹ ہے اک طرف کو جل رہا
مقابہ کہین ہے صندوقچہ کہین
کہ واری تری شمع رو جل گئی
بڑھاپے مین اب کدھر جاؤنگی
جوان نے یہ سنتے ہی اُسکا کلام
جلی اور ہی جی کی جی مین بات
غرض دیر تک تو ن ہی کہتا رہا
لگا پھرنے بے خانمانون کی طرح
درختون مین کرتا بسیرا کبھی
ہر اک صبح منزل نئی تھی اُسے
حویلی سی اُسمین پڑی اک نظر
پھر اسمین اُسکی پڑی بد نگاہ
حویلی مین پھر جا کے پنہان ہوئے
وہ دروازے پر آن ہو کر کھڑا
صدا اُسکے گھوڑے کی اُسکے تئین
حویلی مین پھر بیٹھ کر بے دریغ
جوان نے پکڑ کر دُلہن کا ہاتھ
وہ آگے سُنئیے قضا کا بیان
لگا کرنے فکر استراحت کے تئین

کہ تیار ہے خنجر کھائیے
کہ جب شام ہوئی اور نہ آیا جوان
کرے وقت فرصت یہ ٹھٹی ہر کیا
گیا وہ وہین اُسدم پکڑ کر زبان
ہوئی گھوڑے پر ساتھ اُسکے سوار
گیا اپنے مینائے عصمت کو چور
اوقچہ ہے آنسو بھر کہتا ہوا
ہے جوڑا کہین اور بقچہ کہین
مری کوکھ بھی کرکے بیکل گئی
وہ اندھے کی لاٹھی کدھر جاؤنگی
لیا پیٹ اکبار مُنہ کو تمام
چھٹا ہمدگر کا یہ کیسا نکات
پھر آیا جو کچھ آپ مین اک ذرا
بنایا سراپا دوانون کی طرح
کبھی شہر مین کرتا پھر اکبھی
ہر اک شام محفل نئی تھی اُسے
گیا وان فقیرانہ دروازے پر
تو دیکھا وہی ہے زن روسیاہ
ہراسان ہوئی اور لرزان ہوئی
بحال نحیف و بشکل ضعیف
پڑی کان مین جو یکایک وہین
شتابی کیا اُسپہ اک وار تیغ
لیا ہر طرح سے شتاب اپنے ساتھ
مزے کی جگہ ہے نہایت بیان
کہ تشویش آخر تو اب کچھ نہین

شب اس نے عین کاٹیے اور سحر
زبس تھی نہایت اُسے خستگی
اور اسمین وہی بیوفا و لعین
لیا زن نے اکبارگی ہاتھ تھام
یہی ہے صلاح اُسکو بے بس کرو
سُن اس نے حیلانے زن کا کلام
پھر اُسکے تئین باندھ اک شاخ سے
لگے کرنے باہم وہ بوس و کنار
ہجوم ہوس کی تھی یہ کشمکش
کہا فکر ہی یون تھے میرے نصیب
پھر اسمین ہے کہ جب وہ دونون جدا
قضا اور قدر کا سُنو آگے کام
کہ اتنے مین اک افعی زہردار
شراب اُسکی پی اور کیا پھر کلام
پھر آنکھ اس شقی کی کھلی جو ذرا
اُٹھی وہ جو مردار ہو نیند سے
ولیکن وہ اسطرح سویا رہا تھا
بس اسکو سمجھ طیش مین آگئے
وگرنہ یہ چھوڑیگا جیتا کہان
نہ مرتا جو یہ شخص تقدیر سے
تو آخر وہی بی بی ہیگی مری
قضا و قدر سے ہوا سو ہوا
نہیں کچھ مرے دل مین تھوڑی غبار
لگی کہنے یون سمجھو تو در گذری آہ
یہ کہکر رسی کھولدی ہاتھ سے

نکل چلیے زن کے تئین مار کر
کمی دن کی تھی متصل زندگی
تجسس کنان آن پہونچا کنیز
لگی کہنے کیا مارنے سے ہے کام
پھر اُسکو دکھا کر کے رنگ رس کرو
وہین نیند مین اُسکو جکڑا تمام
بہم جام مے دونون پینے لگے
ہوئے جذبۂ دل سے بے اختیار
کہ دونون کو آنے لگے غش پہ غش
کہ دکھلاوے یون مجکو عالم فریب
تو ہر ایک کو غش تھا اور ضعف تھا
کہ ہوتا ہے کیا غیب سے انتقام
اُتر کر زمین پر گیا ایک بار
کہ زہر اپنا بھی اُسمین اُگلا تمام
اٹھا کر گلابی کو وہ پی گیا
تو سوتا ہوا اُسکے تئین دیکھیے
کہ اسکے جگانے سے جاگے ذرا
اٹھی لیکے تلوار کو میان سے
علاج اسکا کیجیے اب جان
تو تھا میرے مرنے سے مطلب تجھے
وہی گھر کی مالک ہے اک عمر کی
خیال اُسکا ہے اب نہ دل مین کیا
یہی قول ہے اور یہی ہے قرار
اور لے جان بخشی تری مین
بجا وہ جوان اپنی اس جگہ سے

یہ ٹھہرا کے تدبیر دل مین تمام
لگی ٹھنڈی ٹھنڈی جو چلنے ہوا
نظر کرکے غافل سے ایکبار
ہو اس مارنے سے کب اُسکے مزا
وہ سب کچھ جب آنکھ سے دیکھلے
جوان کی کھلی آنکھ یکبارگی
ہوا جبکہ مستی کا اک جوش
ہم آغوش تھے دونون عاشق بہم
ملی اُس سے مہلت جو اک آن کی
ولے مونگ چھاتی پہ اسطرح سے
نقاہت جو اکبار طاری ہوئی
یہ بیچارہ جس شاخ سے تھا بندھا
دھری تھی گلابی جو مے کی وہان
یہ دونون عمل کرکے جاتا رہا
کیا زہر نے مطرقہ لعین اثر
اُٹھانے لگی اور ہلانے لگی
ہوا جب تو اسکی تئین یہ یقین
کہ شوہر کو جاکے وہ ٹکڑے کرے
جوان نے سمجھ کر یہ سب اسکی گھات
تو اب وہ بھی جب اسطرح مرگیا
اور آگے سے بھی مجکو ہوگی غرض
نہ مار اب مجھے بلکہ دے مجکو کھول
جب اُس ناقصہ نے یہ باتین سنین
ولے دیکھون کرتا ہے تو کیا اسکو
کیے سجدۂ شکر چندین ہزار

گیا باغ مین اک طرف کو مقام
مُندی آنکھ یکبارگی سو گیا
لگا کرنے تلوار کا اُسپہ وار
نہ جبتک جلا لیجیے خوب سا
تو بعد اُسکے بھیجو جہنم اُسے
نظر آئی یون اُنکو ناچارگی
تو موقوف کر صحبت و نوش
نہ خوف جدائی نہ ہجران کا غم
جوان کی ہوئی مدعی جان کی
اور اس طرح بس کچھ نہ پیش اچلے
وہین آنکھ ہر ایک کی لگ گئی
خموش اور غریبانہ تکتا ہوا
پڑے سوتے تھے بیخبر وہ جہان
کسی گھانس مین لگ رہا تھا رہا
نکل گئی وہین وہ پرواز کر
ہلانے لگی اور جلانے لگی
کہ جاگے گا اب جھٹ کوئی لعین
ہوا جسطرح یار بھی مرے
کہا پہلے سن لے تو اک میری بات
تو مرنے سے میرے تجھے نفع کیا
دوانہ نہیں ہون مین ہون باتمیز
وہی گفتگو پیار کی مجھ سے بول
ہوئی بارے تسکین اسکے تئین
مرا تو ہر حال دیکھا سلوک
کہ دیکھی یہ تائید پروردگار

غرض آ کے چھوڑا اسے شہر میں
دیا سونپ تہمار کے قہر میں

اتارا نہ ہرگز فقیری لباس
رہا جیسے اول تھا وہ ہی اداس

لیا زن کا پھر عمر بھر تک نہ نام
یوں ہی زندگی کاٹی اپنی تمام

بس اسکو ہی سمجھا وہ عالم پناہ
کہ فرقے کا فرقہ یہ ہر دو سیاہ

نہیں کچھ مروت کہو جن کے لیے
نہیں کچھ محبت انھوں کے لیے

تعلق بزن رشتہ بستن است
تجرد ازان بند وارستن است

یہ سب کہہ چکا جب کہانی وزیر
تو بولا جہاندار شاہ امیر

نہیں تیری باتوں سے کچھ مجھ کو کام
کسی اور کو جا سنا یہ کلام

مجھے چھوڑ دے بس اسی یاد میں
کہاں صبر ہے جان ناشاد میں

ہوا گھر کو رخصت بچارا وزیر
جراحت ہوئی کچھ نہ مرہم پذیر

سنو دوسری بات کا تم بیان
کہ آیا وزیر دوم خوش زبان

حکایت وزیر دوم

بجا لا کے چندیں دعا و ثنا
یہ افسانہ خدمت میں کہنے لگا

کہ بیٹھے تھے اک باغ میں کئی جوان
بہم اک دل اک سخن اک زبان

ہم اطوار و ہم ورد و ہم زبان
محبت کی باتوں میں ہم داستان

بقالب جدا اور بجاں ایک تھے
عیاں مختلف اور نہاں ایک تھے

مہیا کیے ساز و سامان عیش
تھے کرتے تماشائے بستان عیش

وہ گلشن وہ دہکا ہوا لالہ زار
وہ چھوٹی ہوئی چادر آبشار

وہ بلبل کا ہر شاخ پہ بولنا
وہ غنچوں کا رہ رہ کے منہ کھولنا

وہ نکہت گلوں کی وہ موج صبا
درختوں کی وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا

فرازندہ یہ کیفیت تھی تمام
کہ پیتے تھے سب وہ بھر بھر کے جام

نشے میں عجب گفتگو تھی بہم
کہ تھا ایک سے ایک ہرگز نہ کم

کوئی شعر پڑھتا معما کوئی
ظرافت کوئی اور لطیفہ کوئی

رباعی کوئی اور کوئی غزل
پہیلی کوئی کوئی ضرب المثل

کہ اتنے میں بیگانہ اور اک جوان
ہوا آن کر وارد انجمن ہاں

یہ چاہا کہ میں بھی انھوں میں رہوں
کسی طرح دل اپنا خالی کروں

طبیعت کا ہو وے رنگ یکبار
نکلجائے فی الحال جی کا بخار

ولیکن کسی نے نہ کی اعتنا
نہ اسکی طرف کوئی مائل ہوا

ہوے وقفہ بلکہ یکسر خموش
ہر اک فال جاتا رہا وہ جوش

ہوا اور ہی دم میں مجلس کا رنگ
کہ اترے یکایک نشے کے ترنگ

تفرس کر اسکے تئیں اُن جوان
لگا کرنے خدمتیں انکی جوان

کہ اے صاحبان محبت شعار
ظرافت شعار اور لطافت شعار

خلل بنیاست سمجھو مگر تئیں
مرا بھی ہے اوضاع شرکت نہیں

بھرا مجھ میں بھی ہے یہی رسم و داد
مرے دل کی بھی ہے یہی سب مراد

رکھیں اختلاط انکا جو واں کہیں
اسی واسطے تم میں آیا ہوں میں

کہ کچھ چند صحبت میں مشغول ہوں
تمہارا کسی طرح مقبول ہوں

نہ بیگانہ اپنا مجھے جانیے
نہ نامحرم اپنا مجھے سمجھیے

یہ کہکر ہوا پھر وہ رنگیں بیان
ادا کی بیاں میں وہ رنگینیاں

کہ سب کا ہوا دور شرم و حجاب
لگے ہونے پھر دور میں حرف و خطاب

وہی اختلاط اور وہی انبساط
ہوئے پھر وہی گرم عیش و نشاط

پھر اسمیں جو ان کے جو چہرا پر
نشان خفا کا سا ایک آیا نظر

لگے پوچھنے یہ کیسا نشان
سبب اسکا بھی کیجے کچھ بیان

کہا اسنے مت پوچھ اس خطکی بات
یہ کہنے کے قابل نہیں واردات

پھر اسمیں جو اصرار حد سے بڑھا
تو ناچار حال اسکا کہنے لگا

کہ اک شب میں اہلیہ کے اپنے ساتھ
پڑا سوتا تھا رکھکے گلوں پہ ہاتھ

کھلی جو کہیں پچھلے پہر
تو خالی بغل مجکو آئی نظر

میں سمجھا یوں ہی شاید اٹھ کر گئی
دیا سو گئی اپنے پلنگ پر گئی

یہی سوچ کر میں پھر سو گیا
وہی نیند میں جیسا تھا ہو گیا

مگر دوسری تیسری رات بھی
کھلی آنکھ اس طرح سے جب مری

تو ہر شب نہ پایا پلنگ پر اسے
ہوئی فکر تب تو نہایت مجھے

پھر اسطرح سے آئی جب تھی رات — تو ناچار ٹھہری مین بنے یہ گھات

ہی وہ دوپہر رات جب آن کر — تو اتری پلنگ پر سے وہ بدگہر

چلا مین بھی لے خیمہ وہ مین ساتھ — ولے وہ رہو جیسے چوری کی گھات

اور اسمین نظر آیا وان ایک گھر — اسی گھر کے سونچی پہ رو گذر

پکڑ کے بال لگے اور ایکبار — لگا دست و پا کرنے اسکے فگار

لگی کہنے تقصیر مجھ سے ہوئی — مین حاضر تو ہوتی کسی وقت کی

کسی طرح آنکھ اب جو آنکی لگی — تو فرصت مین پا کرکے حاضر ہوئی

ہوا جبکہ مسفر وغ وہ نابکار — اٹھا بول کے واسطے ایکبار

وہین تن سے یکبار سر کٹ گیا — نہ تسمہ بھی باقی رہا کوئی لگا

گھڑی دو کے پیچھے وہ عصمت بی بی — ہوئی گھر سے باہر اسنے معذرتی

جدا جانے کنے کیا ایسا کام — کیا کہنے دلبر کو میرے تمام

یہ کہتی تھی اور روتی تھی زار زار — پھر اسکے کیے ٹکڑے دو مین چار

کہ پانی مین نا پھینک دیوے اسے — نہ یہ حال معلوم کوئی کرے

اور آتے ہی سر رکھ کے بس سو گیا — محل کر وہین بیخبر ہو گیا

غرض صبح کو مین وضو کے سبب — کیا آفتابے کو اس سے طلب

ہوا اب تو دلکو مرے پیچ و تاب — یہ نکلا مرے منہ سے اسدم جواب

قلندر کا سنتے ہی نام ایکبار — وہین طیش سا کھا کے بے اختیار

بسٹ کر وہین پیچ پکڑا اسے — چھرا ہاتھ لیکے جکڑا اسے

انھون نے بھی بلکہ سہم ایکبار — کیا ٹکڑے ٹکڑے اسے جون خیار

اور اسدن سے پھر گھری مین پیچ تھا — تبھی سے مین تاہون وحشت زدہ

نہ زنہار عورت کا پھر نام لون — انھون کی نہ الفت کا پھر نام لون

اگر نیک ہووے سرانجام زن — زمان را مزن نام بودی نہ زن

کہین ایسی بات تو نکو سنتا نہین — کہان دل سوجھتا مرا اب کہین

کری موند آنکھ اور جگتا رہا — جو معلوم کرتا تھا کرتا رہا

گئی در تلک جا تو آہستگی — نکل در سے پھر جلد چلنے لگی

جو دیکھون تو اک سمت کو گلی — کر دیکھی دیکھی راہ مین گہ کبھی

قلندر اک اس گھر سے نکلا وہین — خفا نے نہ ہو اور ہوبت خشمگین

کہ ہین ایسی ہی جی تک کہان — ہون کب سے ترا منتظر مین یہان

ولے جاگتا تھا مرا شوہر آج — نہایت تھی آنے مین ہین لاعلاج

قلندر سن اس معذرت کو تمام — لگا کرنے فی الفور بس اپنا کام

اسی وقت مین تیغ کھینچکر — کیا وار پیچھے سے یک دگر

چھپا مین بختو نہین جا کر وہین — نہ دیکھے کوئی تا کرے تیغ زن

یہان دیکھے تو یہ ہوا ماجرا — لگی کہنے ہی ہی قلندر موا

اگر اسکے قاتل کو اب پاؤ مین — تو کچا ہی اسکو چبا جاؤ مین

بھرے لیکے تھیلے مین اک باگی — اٹھا سر یہ دریا کے جانب گئی

یہ سب دیکھکر مین تماشا وہان — چلا آیا آگے ہی گھر مین یہان

پھر اتنی مین آئی وہ خانہ خراب — گئی ساتھ سو میرے ہو کے خراب

لگی کہنے اکبار ہو کر خفا — کہ بھاری ہے مجھ سے اٹھیگا وہ کیا

کہ کیون جو چلے کرتی ہے اسقدر — قلندر سے بھی ہے یہ بھاری مگر

لے آئی مرا کھینچکر سمجھا — اور آتے ہی اک وار مجھ پر کیا

بلا کے پھر اسکے تمام اقربا — حقیقت کو سب اسنے واضح کیا

غرض ہے یہ خط کا جو منہ پر پشیمان — اسی وار کا نقش ہے یہ عیان

ہے بالمرہ سب مین کھائی قسم — کہ جبتک ہے باقی مرا دم مین دم

نہ تمت کرون انکی جو ہے بجا — مجھے یاد ہے شعر استاد کا

وزیر دوم جبکہ سب کہہ چکا — جہاندار شہ سنکے کہنے لگا

نصیحت ہی کرتا عبث تو مجھے — جواب اس نصیحت کا دن کیا تجھے

حکایت وزیر سوم

وزیر سوم تیسری رات کو — ہوا آن کر اسطرح قصہ گو

کہ تھا اک جوان کوئی میرا رفیق — رفیق و مطیع و ارادت طریق

رہ قدر دیت مین تھا ثابت قدم — وفاداریون مین نہ زنہار کم

سدا جادہ جانفشانی مین مست / ہر اک آن ہر لحظہ آقا پرست
عزیز الوجود اسکو تھا جانتا / عزیزون مین اسکو سدا جانتا
ولیکن رہا کرتا غمگین سدا / نہ بشاش دیکھا کبھی اک ذرا
یہ حالات دیکھ اسکے مین ایکروز / ہوا حائل اُس سے بصد درد و سوز
بتا وجہ کچھ اسکی میرے تئین / کرون تا کہ فارغ مین تجکو یہین
نہ فکر معیشت سے ہو تو ملول / کہ دولت سے تیری ہے سب کچھ حصول
کہ حاصل نہین اُسکے اظہار سے / نہ تجسے نہ در سے نہ دیوار سے
کہ چارہ کرتا ہون مین اب بیان / جو کچھ میرے دل مین ہے درد نہان
تلاشی تھا ہر طرف بہر شکار / ہرن اُسمین آیا نظر ایکبار
جدھر وہ چلا مین بھی ادھر چلا / پھر اُسمین وہ نظرون سے غائب ہوا
مین اُس باغ مین سیر کرنے لگا / اِدھر اور اُدھر سو بسو جابجا
رنگین صورت خط سطر عیان / فقط پوست ہے باقی اور استخوان
سفیدی ہر موے سر جابجا / عیان جسطرح ہووے صبح فنا
کہا مین نے اے مادر مہربان / مین ہون رہ غلط کردہ آیا یہان
یہ سنتے ہی اُس پیرزن نے شتاب / دیا پانی اور مجھپہ چھڑکا گلاب
پھر اتنے مین دیکھون تو اک ماہ رو / ہوئی آن کے ناگہان روبرو
کرشمے سے لیجاے یکبار دل / پری کو کرے ایک دم مین خجل
پھر اک ظرف مین دودھ کا بھرا / اور آداب سے پیرزن کو دیا
دیا ایک اُسمین سے میرے تئین / اور اک اپنی اُس ماہرو کے تئین
پھر آنے مین آیا جو وقت نماز / مصلے پہ بیٹھی بحال گداز
ہوئی وہ عبادت سے فارغ جب / پھر اُس ماہرو سے لگی کہنے تب
چرانے کو لیجائیو گاے کو / جو قوت اسے دودھ دینے کی ہو
دم صبح تجکو بتا دونگی راہ / تو جا پہنچیگا گھر بفضل اِلٰہ
پھر اس گلستان مین سکونت ہے کیون / بیابان مین اتنی اقامت ہے کیون
نظر کر زمانے کے تئین بیوفا / کہ ہے بے حقیقت یہ سر تا بپا

شب و روز اسکی مراعات حال / تھی منظور مجکو علی الاتصال
یہی مجکو منظور تھا دمبدم / کہ لاحق نہ کچھ اسکو ہو فکر و غم
نظر جب وہ آیا تب حسرت زدہ / ملول و الم ناک و وحشت زدہ
کہ آخر سبب کیا ہے اے نوجوان / ہمہ رہتا ہی تو منقبض ہر زمان
لگا کہنے بعد از دعا و ثنا / کہ اے خواجہ اہل جود و عطا
نہین ہے کسی چیز کی احتیاج / مگر اور ہی درد ہے لا علاج
کہا مین نے اصرار جب بیشتر / تو کہنے لگا رو کے اک آہ بھر
سنو اب فسانے کو میرے ذرا / کہ تھا سمت صحرا مین اکدن گیا
تعاقب ہوا اُسکا کرتا مجھے / کہ جسطرح ہو اسطرح لون اُسے
اور اک باغ ناگاہ آیا نظر / نہایت ہی خندان و سیر سبز تر
نظر آئی اُسمین مین اک پیرزن / ضعیف و نحیف اور شرمردہ تن
سر و دست و پا مرتعش ہر زمان / خمیدہ کمر جیسے ہووے کمان
عصا ہاتھ مین الطرفت کے تئین / پڑی پھرتی ہے زار و اندوہگین
نہایت ہون لب تشنہ پانی پلا / کسیطرح مجھ نیمجان کو جلا
مری جان مین جان آئی یہین / دعائین لگا دینے اسکے تئین
ستم کیش و طناز جادو فن / ادا سے تمامی بھرا تن بدن
وہین جا کے صحرا سے اک لائی گاے / جسے دیکھ آہو کو بھی خجلت آئے
سہ حصہ کیا پیرزن نے اُسے / ہم اک اسمین تینون آدمی کے لیے
گئی تیسرا حصہ پھر آپ پی / محامد لگی کرنے رزاق کی
ادا کی نماز اور وظائف تمام / رہی دیر تک لیتی خالق کا نام
کہ جب ہو گیا شب کو آرام کر / ولیکن بدستور وقت سحر
یہ کہکر لگی کہنے میرے تئین / کہ بیٹا کر آرام تو بھی یہین
کہا مین نے اے مادر نیک رائے / یہ گھر ہے کون اور کیسی جگہ ہے
لگی کہنے بیٹا نہ پوچھ اب اسے / کہون سرگذشت اپنی کیا تجھے
علائق کیے ترک سب ایکبار / تجی منزل و جاہ و شہر و دیار

اسی باغ مین آگیا ہی مقام
مجھے اور اُسے پالتی ہی نگاہ
ہون آخر کنارے لگی گود کے
مجھی کو دے فرزندی کا آبیار
نسب سے ہین آگاہ میرے تمام
کیا پیرزن نے یہ سنکر قبول
وہ تھی مجھ پہ مائل مین اُسپر فدا
کہ اُس پیرزن نے کیا انتقال
شب و روز خوشنود تھے ہم مگر
تلاش معیشت کے تئین بارہا
بیان کرتی سو سو جفائے فلک
تنقص تھا یہ میرے لئے تئین
کہن سال فرتوت آگاہ کار
ولیکن ہین بی بی کے اطوار یہ
یہ سنتے ہی میرے گئے عقل و ہوش
کہ ہر طرح سے گھر مین تم اتنو رہو
کیا سنکے ماما نے بارے قبول
کیا جھٹک پھر کمینون تمام
عمل بندوبست کا ہوا جسگھڑی
لگا دیکھنے گھر کے ادھر اودھر
مہیا ہی اسباب عشرت تمام
وہی بی بی اسکی ہم آغوش ہی
گلابی ہی مئی کی عجب ڈھل رہی
جو کچھ ایسی باتون کا ہمہما
کہ ہی صحن کیطرف سے اسکی نگاہ

کہ کٹجائے باقی جو ہی صبح و شام
ولیکن خدا مجکو وہ دن دکھائے
بھلا یہ بھی حسرت جو جی مین ہے
مجھی کو غلامی مین کر سرفراز
حسب مین بھی فی الجملہ رکھتا ہون نام
ہوئی آرزو میری یکسر حصول
گذرتی تھی عیش و طرب مین سدا
رہے دونون ہم جیسے آشفتہ حال
تعیش مین کٹتے تھے شام و سحر
نکل گھر سے جاتا تھا مین جابجا
جفائے فراق و بلائے فراق
کہ عصمت مین ہمسر کوئی ایسی نہین
تھی ماما جو یک گھر مین خدمتگزار
نظر آئی ہی اسکی رفتار بد
شکایت کیا دل مین غیرت نے جوش
نہ لاؤ زبان پر یہ مذکور کو
ولیکن مکدر رہی اور ملول
رہی رات جسوقت وہ گذری شام
تو حکمت سے مین نے وہان خرچ کی
کہ اپنے مین آیا تماشا نظر
دھر اک طرف کو ہی مینا و جام
محبت کا باہم عجب جوش ہی
عروسانہ حرکات ہی جلوہ ہی
بتدریج محسوس وہ بھی ہوا
وہین مین غلط کر گئی اسکی نگاہ

یہ لڑکی نواسی ہی میری عزیز
کہ سہرا بندھے اُسکے سر پر شتاب
کیا تب تو مین نے یہ اُس سے بیان
رہونگا ترا بندہ تا زندگی
نہ فاسق ہون اور کچھ بدکار ہون
بندھا یا مرا عقد اُس ماہ سے
ہوئی چند مدت یونہی منقضی
سکونت سے ویرانہ کی ہو خفا
محبت سے باہم ہی تھا گمان
ولیکن جب آ دیکھتا اُسکے تئین
رُولاتی مجھے کرکے اظہار درد
بر آگے قضا کا یہ سنیے بیان
لگی کہنے دامن پکڑ میرے تئین
مجھے کرکے رخصت کرو تم سفر
ولیکن بظاہر نہین کچھ کہا
سفر کرکے مین بھی شتابی سے آ
یہ کہہ سنکے مین گھر سے باہر ہوا
تو کرکے تغیر بدن کا لباس
کہ دیوار پر چڑھ گیا اک طرف کو
معطر ہر اک طرف دالان ہی
بچھی ایک مسند چھپرکٹ کے پاس
زبان سے زبان لڑ رہی ہی بہم
کرون اور بھی کیا مفصل بیان
حبابِ مِن سبز مفرح سواد جو
اُتر بام پر سے ہوا اُسکے قفا

دیا ہی اُسے حق نے شرم و تمیز
مین اُسدن کی بھی کیون نہ لون گو بلا
غرض ہو مادرِ مشفق و مہربان
کرونگا تری خدمت و بندگی
مصائب سے دنیا کے بیزار ہون
لگا رہتے خوش یار دلخواہ سے
معیشت پھر آگر یہ ناگہہ تری
اُسے لیکے مین شہر مین آ رہا
کہ قالب مین دو اور ہو ایک جان
تو محزون ہی گی نظر اور غمگین
بصد شکر گرم و بصد آہ سرد
سفر مجکو داعی ہوا تھا کہان
کہ تم تو چلے ہو سفر کے تئین
پھر آگے کو تم جانو اور اپنا گھر
یہی کہکے ماما کو رخصت کیا
کرونگا یہ تحقیق سب ماجرا
کہ گویا بظاہر سفر کو چلا
ہوا آ کھڑا گھر کی دیوار پاس
رہا دم بخود یون ہی خاموش ہو
سراپا تکلف کا سامان ہی
جوان اُسپہ بیٹھا ہی اک بے ہراس
لئے جاتے ہین منہ سے منہ دمبدم
کہ کہتے ہوئے شرمگین ہی زبان
گیا بھر لہو کا گو غمگین فغان
کیا وار تلوار کا بے خطا

زمین پر گرا کٹ کے سر ایکبار
لگا دیکھنے باقی انجام کار
تڑپنے لگی مثل ماہی کے تب
ابھی بیٹھا پیتا تھا جام شراب
ہوئی دفعۃً کیا مصیبت الٰہی
کہاں شتابی کے لاؤں ایک خم
پھر اک جا زمین کے تئیں کھود کر
جدھر سے تھا آیا گیا پھر ادھر
ولیکن نہایت ہی کھینچی طول
کہوں خاک میں کیا میں غم کا سبب
نظر آئے ہیں خواب موحش سدا
کنارے پہ دریا کے ہو تم کہیں
پھر اس کو نے وان کیا تجکو زیر
بتا کو مجھے اسکی تعبیر کو
کہ یہ تو بہت ہی مبارک ہے تجھ
ہے دریا میں ڈوبنے کی میری بات
کہ فضل الٰہی سے میں گھر میں آ
پس اس خواب کی یہ ہی تعبیر ہے
سمجھ گئی حقیقت کو دل میں تمام
جلا مال اسباب گھر کا تمام
خوش آتی نہیں عیش و رزندگی
یہ سب کہہ چکا داستاں جب وزیر
دچھوڑوں گا دامن میں دلدار کا
وزیر چہارم وہ آجو تھی رات
چڑھا ایک سال اُٹھکے وزیر عظیم

ہوا صحن میں جون نقش و نگار
کرانے میں آیا نظر ایکبار
لگی کہنے ہے ہے ہوا کیا غضب
ابھی چشم مست آئی تھی محجوب
کیا کرم میں شکل اسکی یوں ننگی
کروں نعش تا اسکی اکطرف گم
کیا دفن خم کے تئیں سر بسر
کر اک ہفتہ دو ہفتہ یوں ہی بسر
سرو سینہ پر ہی ملی خاک و دھول
چلے جاتے ہو گئے تھے جب تب
نت اُٹھتی ہوں کیا ہی غم سو الم
اور اک دیو ہی وان بہت خشمگین
ہم کش مکش میں ہوئی سخت دیر
ذرا جلد ہیں تسکین ہے دلکو پر
نہیں ہے ضرور اُمین بھیجے جواب
کر جاہی ہیں لی یہ خدا سے نجات
کیا ذبح اُسنے پیچے قابو میں لا
یہ تعبیر بھی یہ ہی تقریر ہے
کر شہر پہ روشن ہے سب کام
رہا ایک شی کا بھی باقی نہ نام
کہ اس زندگی سے ہے بہتر زندگی
تو لولادہ شہزادہ غم کا اسیر

حکایت وزیر چہارم

جہاندار کے پاس چھیڑی یہ بات
خلائق کو سنکر ہوا خوف و بیم

شتابی سے میں گھر سے باہر ہوا
کہ نکلی وہ گھر میں سے بدکار زن
یہ دلدار جانی ہوا کس طرح
ابھی تھا یہ سرگرم بوس و کنار
یہ کر کر بیان رو رو زار زار
کنیزک وہیں جھٹ سے آئی شتاب
یہ سب یکہ میں واقعہ ماجرا
پھر آن کر گھر میں داخل ہوا
کہا میں نے کیوں کیا ہے یہ حال
میں در در کے ہو رات تیری جان
کہوں نقل کیا آج کے خواب کی
تم اس بو سے بھاگ کر جا شتاب
اسی میں کھلی میری آنکھ ایکبار
کہا میں نے پہچان کر ای دلربا
وہ دریا ہے وہ ذات خدائے کریم
کیا دیو نے بھی جو یہ تجکو زیر
کیا ہم کو دے مکر سے میں نے تئیں
سنا خم کے جو نام کو ایکبار
اگا دی دہن میں ابھی گھبرا کر
تب ہی دین میں یہ تیرا سوتا تھا
سنتے روز گار ناشی مرے دلکو پر
کر حاصل نہیں اچھی یہ بات سے
کہ تھا اک سراندیپ میں بادشاہ
تخلل ہوا شہر میں ناگہان

پھولک تھا درخت اسپہ جا کر چڑھا
نظر کرتے ہی اسکا دہشت میں تن
یہ ناگاہ واقع ہوا کس طرح
ابھی بیٹھا تھا پھولو پھلا ہار
ملا یا کنیزک کو پھر ایکبار
لگی پھر کے اسمین وہ خانہ خراب
اُتر شاخ پر سے زمین پر ہوا
جو دیکھوں تو سمجھی پڑی وہ بھیا
لگی کہنے اُسکا نہ سمجھے سوال
کہ لگتا ہے کھانے یہ ہو کا مکان
کہ دیکھی عجب شکل خشت زدی
گرے ہو گئے پانی میں کچھ و تاب
تبھی سے ہوں دیوانی غم ناک زار
کسی طرح کا غم نہ تجھ دل میں لا
عدو تیرا مر پھر وہ دیو لئیم
سو اُسکی بھی تقدیر کا ہے یہ پھیر
کیا خم میں پھر دفن زیر زمین
اسی طیش میں ہوگئے بے قلیل
اُسی جلنے میں گئی گھر سے کھو
وہاں سے بیان ہے دیوانسی
فنا ہی کی خواہش ہے دلکو پر
نہ کرو مغز خالی ہر اک بات سے
ہوں کب معتقد تیری گفتار کا
شہنشہ نے فرمائی تاج و کلاہ
تزلزل میں آیا سب امن و امان

وزیروں کو اُسنے بلا کر تمام
ہوا کرنا دفعیہ اُسکا ضرور
پنہا خلعت اُسکو رخصت کیا
زن اُسکی ہوئی غم سے زار و نزار
کہا دیکھ دائی نے یہ اُسکا حال
ابھی پھول سا ہے ترا رنگ رو
ذرا دل کو بہلا ادھر اور اُدھر
خدا نے دیا ہے یہ حسن و جمال
جھلکتا ہے کندن نہ جسکا رنگ
سراپا سے اُسکے ہی ہے عیان
تو دیکھے اُسے اور وہ دیکھے تجھے
دہن دم میں نادیدہ عاشق ہوئی
بہر شکل جوں توں کٹا دن تمام
پری دیکھکر جسکو بیہوش ہو
گئی دائی لے آن کی آن میں
نظر کرتے ہی دفعتہ اُسکے تئیں
دکھایا اُسے اپنا حسن و جمال
کو ایسی ہی اک در بنا دے مجھے
وہ زرگر پسر دیکھ یہ زرگری
کہ تم تو قیامت ہو اللہ جی
مکان کا تو اپنے بتا دیجیے
سیاہی ملی اُسکے منھ پر تمام
یہ عیاری کر کے لی گھر کی راہ
ہوا بیخبر دل سے در جان سے
کسا عواقب خور حرکت اکبارگی

کہا شوہر نے سن یہ کلمہ کلام
یہ آفت کسیطرح ہو دل سے دور
جو اسباب بیکار تھا سب دیا
جدائی نے اُسکو کیا بیقرار
کہ مغموم کیوں ہے اری صاحب جمال
ابھی دل ہے تیرا پر از آرزو
نہ اتنی بھی آشفتہ رہ سر بسر
ہو جسطرح سے جا دل کی نکال
ہر اک دیکھکر جسکو رہ جائے دنگ سا
کہ تیرے ہی لائق ہے وہ نوجوان
ذرا درد و غم دل کا بھولے تجھے
نہایت ہی مشتاق و شائق ہوئی
پھر آخر ہوا جب نمودار شام
فرشتہ بھی یکبار مدہوش ہو
اُسی شوخ زرگر کی دکان میں
گئی بیخودی سے کہیں کی کہیں
کیا آپ اُسنے اُسکو نڈھال
ہنرمندی اپنی دکھا دے مجھے
ہوا دفعتہ گشتۂ بیخودی
نہایت ہی چالاک تھی وہ بھی
نشانی تک اُسکی بتا دیجیے
کیا اور بھی پھر جلد ترکا کام
ہوا چشم زرگر میں عالم سیاہ
تعلق رہا کچھ نہ دکان سے
طبیعت پر اُسکی اک دارگی

کہ آیا عدو فوج لے متصل
پھر اُسمیں کیا منتخب ایک کو
گیا فوج و لشکر کو لیکر وزیر
نہ کھاتی نہ پیتی نہ سوتی تھی وہ
ابھی درد و غم کا ترا سن نہیں
عبث بیٹھی گھلتی ہے تو شمع سان
نہ دے ہاتھ سے بس سنبھال اپنے تئیں
ہے زرگر پسر شہر میں اک جوان
وہ جوش جوانی وہ عہد شباب
نہا دھو کے زینت دی اپنے تئیں
زن ناقص العقل یکبارگی
لگا عشق کا دل میں یکبار تیر
کیا سب عروسانہ اپنا سنگار
بہ ترتیب دے اپنی زینت تمام
جو دیکھے تو بیٹھا ہے وہ عشوہ ساز
پھر آئی بخود تب ہوئی بیحجاب
عیان کر کے شکل اپنی گلزار سی
کئی اشرفی اور جواہر نکال
جھپک کر کہا یاں ہیں تصویر سا
کہو نام کیا ہے کہاں ہے مکان
سُنا اُسنے زرگر کا جب یہ سوال
کہ منگوا کے دو چار برگ انار
گرا خاک پر بیخودانہ وہیں
پڑا جا کے گھر بیچ وحشت زدہ
زن اُسکی فہیم اور ہشیار تھی

کرے نار غیرت کو وہ مضمحل
وزیروں میں تھا جو کہ سنجیدہ خو
کرے تا مخالف کو جا کر اسیر
بڑی اشک حسرت سے روتی تھی وہ
ابھی اسطرح کے ترے دن نہیں
عبث ہے ہر اک وقت گریہ کناں
خبر کنگھی چوٹی کی لا اب کہیں
نہایت طرحدار سرو رواں
خجل جسکو ہو دیکھکر ماہتاب
کہ لیجاؤں اُسکو میں تیرے تئیں
یہ سنتے ہی دائی کی غمخوارگی
ہوئی قید الفت میں اُسکے اسیر
خجل جس سے ہو شاخ گل کی بہار
ہوئی دائی کے ساتھ وہ سیم اندام
کہ ٹھالی میں کرتا ہے دل کو گداز
اُٹھا منھ سے یکبار اپنا نقاب
مرصع کی دی اک سے آرسی
اجورے میں اُسکے دیے حال حال
پھر آکر بخود ہنسکے کہنے لگا
کدھر سے ہوا نکلی اسوقت یاں
اُٹھا دائی نے آئینہ تب حال حال
نہ دے پانی میں جھنکنے اختیار
ملول و الم ناک و آزردہ ہیں
مصیبت زدہ و قیامت زدہ
نہایت ہنرور عیار تھی

نظر کر تمام اُسکے اطوار کو
کہا رے کہو کیسے بیکل ہوے
کرتا ہم تمھارا کریں کچھ علاج
چلو اب کہو کیا ہوئی بات جیت
سُنی جو ہیں زرگر نے اکبارگی
کہ جانی کدھر یہ گیا میرا دل
ولے کیا کہوں ہو گیا کیا مجھے
گیا جب میں گھر لے یہ سوال
کہ منگوا کے دو چار برگ انار
نہیں بھید پاتا میں اس بات کا
لگی کہنے واللہ سو رکھ ہو تم
وہ جو آرسی پر سیاہی ملی
اور آگے جو پانی میں برگ انار
کہ برگ اُسے نظر آتے ہیں اپنی میز
اٹھو ہاتھ منہ دھو خبر جا کے لو
گیا صبح کے ہوتے گھر سے نکل
کہ ہے وہ وزیر معظم کا گھر
کہ پیدا تو بارے ہوا ہے مکان
کہا زن نے مت کر تو ایسا خیال
اگر تجھ سے وہ دل لگاتی نہیں
نہا دھو کے پوشاک اپنی بدل
کشش سے اُسے بھی نکل آئیگی
گیا دن گذر اور ہوئی جبکہ شام
گیا در تلک گوشہ میں انتظار
وہ نکلی اُدھر کرکے اپنا سنگار

تکلم کو اور وضع گفتار کو
وہ تھی کون جس کے گھائل ہوے
بحال آئے تجھ سے تمھارا مزاج
لگی کس ستمگر سے ہاری یہ پیت
یہ زن کی تمام اپنی غمخوارگی
یہ طرز و کنایہ نہ کر متصل
کہ خوش کچھ نہیں آج لگتا مجھے
تو ہنستے ہی اُسنے یہیں حال احوال
دیے پانی میں پھینک بے اختیار
کہ ان سب پتوں کو سعانی میں کیا
بس اتنے ہی میں ہو گئی عقل گم
سو اس پردہ میں ہے وہ یہ کہ گئی
دکھا کر گئی پھینک بے اختیار
نشانی یہ ہے اُسکی تالاب میں
انھیں سب پتوں سے تفحص کرو
پھر اُ ڈھونڈھتا ہے مکان و محل
ہے دشوار یکبارگی واں گذر
ولیکن رسائی ہے مشکل یہاں
نہیں ہے یہ کچھ بات اتنی محال
تو دوکان میں تیری آتی نہیں
سر شام پھر اپنے گھر سے نکل
مقرر وہ گھر سے نکل آئیگی
تو نکلا وہ بن ٹھن کے وقت شام
چلی پھر جو ٹھنڈی ہوا اکبار
گھڑی ایک تکیے پہ سویا یکبار

سمجھ کر وہ سب باعث اضطراب
دوانہ کیا کس پری نے تمھیں
کرو گے بھلا تم بھی کیا دل میں لو
ٹھکانا کہاں اُسنے اپنا کہا
وہیں ہنسکے پھر سوچ میں آ گیا
وہ ہے چار دن کی تو ہستی سدا
کچھ ایسا وہ آسیب کر کر گئی
سیاہی اک آئینہ اوپر ملی
یہ کرکے وہ تسبیح کو جاتی رہی
سُنا جوں ہیں زرگر کی زن نے تمام
اسی مُنہ سے کرتے ہو تم عاشقی
کرو ان کے تئیں پہلے گھر ڈھونڈھو
سو ہے اک جگہ اُسکے رخصت انار
نہ سمجھے تم اتنے اشارے تئیں
یہ سنتے ہی زرگر کے آئے حواس
ملا بارے کچھ کھوج اُس مکان کا اُسے
یہ معلوم کرتے ہی ہو کر اُداس
وزیر معظم کا ہیگا وہ گھر
دوانہ تو بیٹھا ہی اُس راہ پر
کشش عشق کی ہے تو باعث بلا
یہ صبح وہاں تک نصف شب کے قریب
ہوا اُسکے خاموش زرگر اُسے
وہ آہستہ آہستہ تا نصف شب
وہیں سو گیا آن کی آن میں
جو دیکھے تو سوتا ہو وہ بے شعور

لگی مسکرا کہنے ہو بے حجاب
بتا دیجیے بھید سارا یہیں
کسی طرح جیسے تمھارا ہو شاد
دیا تجھکو کیا اپنے گھر کا پتا
محبت سے الفت سے کہنے لگا
اُسے تیرے رہنے سے نسبت ہے کیا
کہ سب جان و ہوش اپنی اُسپر گئی
پھر اُس سے کبھی ور آگے حکمت کی
مری جان یاں جلبلاتی رہی
ہنسی کھل کھلا پا کے رمز کلام
نہ اتنی کنہ پا سکے بات کی
سیاہی میں شب کی نہاں جا بجا
تلے جسکے تالاب ہے حوض دلد
عبث آنکو کر دیا ہے حزین
خوشی اُسکو حاصل ہوئی جبکہ یہ
مکان اور نام و نشان کا اُسے
لگا آن کر کہنے پھر زن کے پاس
کہاں ہو سکیگا مرا واں گذر
دوانی وہ تجھپر بھی ہے سر بسر
ہر اک طرح تجھ پاس پہونچیگی آ
بہر طرح یاری کریں گے نصیب
بھروسا ہوا بارے دل پر اُسے
گیا دن تلک یا دل پر تعب
رہا کچھ نہ مطلق سے وعدہ یہیں
جھلکتا ہے اک سامنے منہ پہ نور

لگی کہنے سچ مچ ہی مورکھ کو بی
کہا جا کے دو تین لے اخروٹ لا
یہ چترائی کر وہ وہیں جاتی رہی
نہ سمجھا وے امر کچھ بات کی
پھر اتنے میں صندوق باچو کھلے
کہ اخروٹ تھے یہ گریبان نہیں
نہایت ہی مورکھ ہوا بے خبر
سو یاں گئی کہ تیرا یہ عنوان ہے
لگا کہنے زرگر کہ ہے سچ یہ بات
بہر حال پھر کیجیے اب کیا کروں
ولے صبح تک سو تو ہرگز نہ آج
نہ جھپکا کی ہرگز پلک سے پلک
وہیں گئی جان میں اسکے جان
میں زرگر ہوں جو پری ہی میرا یہ کام
یہ رمز و کنایہ کی باتیں ہوئیں
ولیکن خوشی میں تھے از بس وے صد
پلنگ پہ گرے دونوں بیہوش ہو
کہیں پھرتا تھا شہر کا کوتوال
لگا کرنے ادھر ادھر سب نظر
کہا سن تو مجھ سے اے زوجہ وزیر
یہ کیا وضع ہے اور یہ کیا حال ہے
پھر اتنے میں زرگر کے تئیں کوتوال
پھر اتنے میں لیکر ہزار اشرفی
زیادہ بس اب مجھکو سوا اگر
ولیکن نہ راضی ہوا کوتوال

عبث میری اب یہ حالت ہوئی
گئی لے اور وہی مرلا لی بجا
پھر آنکھ اسکی وقت سحر جو کھلی
کہ عیار نے مجھ سے کیا گھات کی
اور اخروٹ تھے نہیں مجھسے کہنے لگے
نہیں کچھ سمجھتا اسے کیا کروں
نہیں تجھسا کبھی نا سمجھ کوئی بشر
تو بے شبہ اک طفل نادان ہے
مجھے واقعی نیند آگئی تھی رات
کرو کچھ تو تدبیر جس سے لون
وگرنہ پھر آگے نہیں کچھ علاج
کہ اتنے میں دیکھے ہے کیا ایک
گلے لگ گیا دوڑ کے ہی زنان
ولے تم تو کچھ مجھسے کبھی ہو تمام
محبت کی لعنت کی گھاتیں نہیں
گئی بھول دروازہ کو کرنا بند
لپٹ کے پھر دونوں بیہوش ہو
کھلے در کو دیکھ آگیا حال حال
پھر اتنے میں دیکھا یہ تجھ بے خطر
کہینگے یہ کیا تجھکو سزا وزیر
یہ کیا شرم ہے اور یہ کیا حال ہے
لگا باندھنے دست فی الحال حال
بصد عجز و منت یہ کہنے لگی
بس اظہار عالم میں سکا نگر
لیا باندھ دونوں کو فی الحال

بلا کر پھر اک اپنی جلدی غواص
بس اخروٹ لے آن کی آن میں
تو آیا گریبان میں یہ کچھ نظر
پھر اگھر کو محزون اور غمزدہ
بدستور ویسا ہی حیران ہو
لگی کہنے زن تو تو ہے بے شعور
تو شاید وہاں سو گیا تھا کہیں
بس اخروٹ سے کھیل بیٹھا ملا
خبر کچھ نہ آنے کی اسکے رہی
کہا زن نے پھر جائیو آج رات
گیا سنکے یہ بات پھر رات کو
دبے پاؤں ہی وہ آ چلی
لگا کہنے پکڑا ہے میں نے چور
یہ کیسی دغا دے گئیں کل مجھے
پھر آخر محل میں سے لے گئی
لگے پینے کھانے شراب کباب
قضا کا اب آگئے ذرا سینے کلم
چلا آیا اندر محل کے وہیں
کہ دونوں پلنگ بیچ ہیں لیٹے ہیں
تجاوز نے کیا یہ سب ننگ و نام
اٹھے دونوں گھبرا کے تب یکبار
یہ احوال کو دیکھ وہ وزیر
کہا کوتوال اسکو اب قبول
نہ زرگر کو باندھو نہ انکے ساتھ
محل سے نکل کر اسی آن میں

جسے محرمیت میں تھا اختصاص
بھرے اشنا سکے گریبان میں
رہا دل میں اپنے بہت غور کر
مصیبت سے وہ بلکہ ماتم زدہ
لگا پوچھنے زن سے اسوجہ کو
ہے تجھ جیسے کو عاشقی کیا ضرور
اور آئی تھی تجھ باعث ناز میں
کہ ہو کھیلنا اس سے نرد کا کام
کہ کب آئی مجھے یاس اور کب گئی
وہ ہر طرح پھر آئیگی کرکے گھات
رہا منتظر اک طرف اسکا ہو
چمک گئی وہ جس سے اندھیری گلی
نہیں چلتا کچھ آپکا اب تو زور
کہ اب تک ہوئی نہیں کل مجھے
سمیں جہاں تھی جگہ عیش کی
وہیں بھر گر ہو گئے بے حجاب
کہ سنتے ہی حیرت ہو دلکو تمام
نہایت غضب ناک اور خشمگین
لیے میں پڑے اب یہ دم بدم
کیا آپ کو سب میں سو اتمام
کسی کا نہ باقی رہا اختیار
نہایت ہوئی دل میں خجلت تبھی
پر اس بات کو اپنے جا دل سے بھول
تہ رسے دو رو باندھتی ہو نہیں ہاتھ
دیا بھیج دونوں کو زندان میں

زنش جانتی تھی یہ زوجۂ وزیر
اسی کے تئین دلہین کر کر خیال
کسی طرح سے جاکے اس بام پر
سمجھ جائیگی دلہین اس کام سے
کنیزک بھی یہ حکم لائی بجا
کہ دونونکو شاید کچھ آیا خلل
اور آنچل مین باندھ اشرفی پھر گئی
کہ سنتے ہو اے بندگان خدا
یہ حلوائے تر لائی ہون نیاز کا
کرو حکم تو ہو یہ مقصد حصول
وے حکم دیتے ہین اکرم کرم
کہا پھر شتابی خبر دیجو وزیر
وہ لیتے ہی طشت آئی باہر شتاب
چلا صبح دم گھر سے تب کوتوال
وزیر اسکا سنکر یہ طرز کلام
سدا یاد شوہر مین روتی ہے وہ
مرے ساتھ تو زندان مین چل اے دغا
زن زرگر اٹھتے ہی یکبارگی
گزارے ہین آرام سے زندگی
یہ کوتوال گھر مین مرے بیٹھ کر
نہین مین سمجھتی یہ کیا ہے سبب
یہ فریاد سنتے ہی اسکی وزیر
تو رہ اسکے اب لے لے زندان مین
سخن مختصر اے جہاندار شاہ
یہی خوب ہے اسکے باز آئیے

کہ زرگر کی زن ہے خبر اور شہر
کنیزک سے یہ کہہ گئی حال حال
گرا دے زمین پر وہان طشت زر
گرا طشت وہ دونونکا ہی بام سے
اسیطرح جسطرح تھا کہا
پھنسے ہین کہین بے طرح بر محل
جدھر قید خانہ تھا ادھر گئی
خدا نے ترحم کیا تمکو دیا
کہ دو دن قیدیون بیکسونکو کھلا
گئی اشرفی بھی یہ کیجے قبول
زیادہ نہ رہیو کہ رسوا ہون ہم
کہ رہیو بھلا میری منت پذیر
گئی گھر مین اپنے بصد اضطراب
وزیر دوم پاس جا حال حال
مشوش ہوا اپنے دلمین تمام
دکھائی نہ دیتی نہ سوتی ہے وہ
جو تحقیق مجھپر ہو سب ماجرا
دکھانے لگی اپنی بیچارگی
مزاحم نہین ہے کسی کا کوئی
مچانے لگا یک بیک شور و شر
عدالت ذرا کیجیے میری اب
لگا کہنے شحنہ سے کیون ڈر کیا
ہو جبتک کہ باقی تری جان مین
رہے تیرا قائم یہ تخت و کلاہ
طبیعت نہ ہرگز ادھر لائیے

وہ سارے رموز اور باتون تئین
کر اک طشت گھر مین جلدی بجا
زن اسکی قیامت ہے بیمار ہے
کہوگی وہی پھر کچھ آخر سخن
زن زرگر اس طشت کو دیکھکر
اٹھی اور حلوائے تر کچھ پکا
لگی کہنے ہر اک نگہبان کو
جو مانی تھی نذر اسکو لائی ہون مین
ولیکن کھلانا ہے اسکا شتاب
نگہبان لگے کہنے اے نیکبخت
گئی اشرفی دے کے آگے تئین
یہ لے ہاتھ مین طشت جلدی نکل
یہان پہنچی یہ اپنے زرگر کے پاس
لگا کہنے سب رات کا ماجرا
کہا مین نہ ہرگز کرون اعتبار
خدا جانے تجھسے ہوا کیا غلط
وہین دونون زندان مین گے چلے
لگی کہنے سن یہ عادل وزیر
مین شوہر کے ساتھ آئی سوتی تھی
زن و شو کو پھر آن کی گی مین
کیا جیسا مفت اسنے رسوا مجھے
یہ کیا سوز دینگے تو کرتا ہے کام
اور ان دونونکو پھر رخصت کیا
زنونکے ہین مکر و فسون اسقدر
کہا شہ نے سن اے جہاندار وزیر

سمجھتی ہے اور کوئی دوسری نہین
جہان ہے مرا خانۂ دلربا
خبر ہے نہایت ہی ہشیار ہے
کہ ہے عاشقی کے سب آگاہ فن
لگی کہنے دل بیچ افسوس کر
رکھا ظرف مین ہر طرح سے بنا
نگہبان کو اور دربان کو
مراد اسکی ازبسکہ پائی ہو نہین
کہ رکھا جائین ہین از طلوع آفتاب
یہان پر توجہ کی نہایت ہے سخت
گئی قید خانہ کے اندر وہین
چلی جا شتاب اپنے سمت محل
نہایت ہی بیباک اے وزیر اس
کریون دونونکو قید مین ہے گیا
وہ ایسی نہین بد روش زینہار
نماتون ترے کہنے ہی یہ فقط
قدم جان ہی بیچ رکھنے لگے
ترے شہر مین ہر صغیر و کبیر
خدا جانے ہے کتنی باقی تھی آج
دیا بھیج اک بار زندان مین
اسیطرح رسوا مین دیکھون سے
کہ سب کا تو کھوتا ہے ناموس نام
گئے اپنے گھر کو مراد اپنی پا
خدا مکر سے انکے دے ہے خبر
نکر مجکو باتون کا اپنی اسیر

اسی طرح میرا پھر لگا نہ دل
شب پنجم آئی تو پنجم وزیر
کسی شہر میں تھا جوان حسین
زر و سیم و لعل و گہر بھی تمام
ولے تھا مجرد ہی رہتا سدا
گذرتی ہے تیری جوانی عبث
جوان نے کہا اُسکا ہے دو نشان
لگاؤں اگر اُسسے اپنا میں دل
عموماً نہیں بس آتی یہ بات
کہ داماں پر جنکے پڑھیے نماز
اسی کو سمجھ اپنے دل میں روا
کہ یوسف کے سطرح تا زندگی
جوان نے سُنی جب کہ یہ دلیل
شتابی بلائی پھر اک پیرزن
کہا اُس سے میرے لیے کوئی زن
کہ ہو وے نسب اور حسب میں تمام
کہا پیرزن نے بہت خوب ہی
کہ تھے جسمیں ہر ایک دو ہی صفات
ہوئی دونوں میں ایسی اُلفت بہم
شب و روز میں بھی تھی نہ پھرتی جدا
یہ پیر پسر سو گئی جا گھر ایک روز
وہیں دیکھتے مبتلا ہو گیا
نہ سُدھ بدھ رہی کُچھ اُسکی ور جان کی
بتا بھی مکان کا بتایا اسے
نہیں ہوں کہ جنکے سر پر پہنچ جاؤں

حکایت وزیر پنجم

بہ تقریر شایستہ و دلپذیر
نہایت ہی مطبوع اور نازنین
مُہیا تھے اُسکے تئیں صبح و شام
تعلق زنوں سے نہ رکھتا ذرا
مٹی جاتی ہے زندگانی عبث
نہیں ذکر رکھتا یہ ذکر بیان
تو کاہش ہی پایا کروں متصل
کہ واقع ہوئیں اُنمیں بھی نیک ذات
جنھوں کا خدا سے ہے راز و نیاز
کہ لیلی نے مجنون سے ہے کیا کیا
نبھی اُسکی شیدائی و عاشقی
پسند آئی اسکو یہ سب اُنکی قیل
جسے یاد مشاطگی کا تھا فن
نہایت طرحدار سیمین بدن
شرافت نجابت تھی اُسکی تمام
وہی دیکھ لینا جو مطلوب ہے
وہی خوبیاں دو ہی ہر ایک بات
کہ ویسی ہی اُلفت چالیس تک ہم
کہ پرچھائیں بھی نہ سامنا تھا اُسکے
تمنائی شوہر میں با درد و سوز
نجانے کہ اُس گھر میں کیا ہو گیا
لگی تلخ کٹنے اُسے زندگی
جتانا تھا جو کچھ جتایا اُسے
پٹے آسمان کو بھی گلی لگاؤں

لگا کرنے یہ نقل آ کر بیان
وجیہ اور عیار رنگین ادا
معیشت کی ہرگز نہ تکلیف تھی
کہا آشناؤں نے اکدن اُسے
مناسب ہے وصلت کہیں اپنی کر
نہیں خلقت زن میں تھی بو وفا
کہا آشناؤں نے کیا بات ہے
اگر دیکھیے فکرت غور سے
جنھوں سے ہی قائم زمین آسمان
سُنے آگے زلیخا کے احوال پر
کہ تو اب یہ اندیشے کو دور کر
لگا کہنے اچھا کیا اب قبول
کیے جسنے لاکھوں کے وصل و دل
کسی گھر میں طلبی تشخیص کر
سوا اُسکے سن میں بھی ہو خورد سال
گئی اور کر کے بہت جستجو
جوان نے بعد زینت عروج
بجبر منکل شوہر وہ شاب تھم
گئے جب کئی سال دن ہی گذر
کہ اک نوجوان کا ہوا واں گذر
تعشق میں اُسکے ہوا بیقرار
بلا ایک کٹنی کے تئیں حال حال
کہا اُسنے دادی تو مت فکر کر
اسی میں ہوا ہے مرا سر سفید

نصیحت نہ کر تو عبث متصل
کہ اے خسرو شہریار زمان
طرحدار خوش قامت و خوش لقا
عنایت کیا تھا خدا نے سبھی
کہ یوں ہم نہیں کہہ سکتے تجھے
کہ عشرت سے گذرے شام و سحر
بھرا ہے تمام اُنمیں کذب و دغا
نہ ہر ایک ہی اُنمیں بدذات ہے
تو بعضی ہیں اُنمیں بھی اسطور سے
نہیں جنکی عصمت میں وہم و گمان
لگا اقران سے خوب کر تو نظر
کہیں جو تجھے ہم وہ منظور کر
زیادہ دختر اُس کو دیکھے طول
پھر اک گھر میں تھا دخل اُسکو کمال
ولے رکھیو اُسپر بھی مد نظر
اور اُسپر طرحدار بھی ہو کمال
کئی دن میں پیدا کی اک ماہ رو
کیا ساعت سعد میں اُس سے بیاہ
نہ کرتی تھی تصویر پر بھی نظر
کیا گھر سے اپنے جوان نے سفر
پڑی اُسکی اُسپر بیک یک نظر
لگا مارنے آہ بے اختیار
کہا اُس سے اپنا یہ سب عرض حال
نہ اپنے تئیں غم لگا سر بسر
کہ لاکھوں کی برلائی ہونگی امید

ہزار و نکی عصمت میں کی ہو خراب
یہ کہکر وہ رخصت ہوئی بیحجاب
ہوئی داخل اس گھر میں اسطرح سے
پھر اک روز خوش ہو کے اسکا حبیب
خوشی ایکدن بھی نہ دیکھا تمہیں
نہیں ایک شب بھی تھیں کچھ نظر
نہ دیکھا کبھی تمکو کرتے سنگار
کہا اُسنے ماما نہ پوچھ اسکی بات
ہمیشہ وہی شکل ہے دھیان میں
ہیں سب زینتیں انکے ہی واسطے
وہ ہے مرد کی ذات اور نوجوان
عبث تم یہان رہتی ہو غمزدی
غنیمت ہے دو روز کی زندگی
یہان اک جوان ہے نہایت حسین
جو فرماؤ تو اسکو لے آؤ نہین
وہ مالن یہ سب کہکے رخصت ہوئی
ہوا دوسرا دن تو پھر وقت شام
بہر حال راضی کیا اسکے تئین
ہوا عیش و عشرت کا بازار گرم
رہی چند مدت یونہی منقضی
کہا دل میں بی بی نے یہ کیا ہوا
غرض یونہی رہتی تھی پُر ملول
دکھتی کہ ہے کچھ طبیعت کسل
جو اک دن دائی کو اپنی بلا
بیان تجھسے کرتی ہوں اپنا ادار

فقط ہیں یہی کام کی ہونگی تاب
گئی یاد کرتی مکان کا پتا
بغیر اسکے جا سکتی کس طرحسے
لگی کہنے کچھ عرض کرتی ہوں آج
یہ غم کس طرح کا ہے رہتا تمہیں
فسردہ ہی رہتی ہو شام و سحر
نہ پوشاک کی ہے نہ دیکھی بہار
کیوں بولتی ہیں تجھسے کیا اپنی بات
رہی سی ہے اک رنگی جا نہیں
نہوں وہ تو پھر کسکے ہی واسطے
فقط تم ہی پر بیٹھے ہونگے کہان
مصیبت نئی دی اور ماتم زدی
جدائی نہیں سہتی ہے ایک سی
طرحدار گلشن کی دامہ حسین
وضع اور چلن اسکی دکھلاؤ تمہیں
ادھر گھر کی بی بی کو وحشت ہوئی
وہی آئی بد بخت مالن بنام
لے آئی وہ جو تھی جسکے تئین
ہوئے بیحجابی کے اطوار گرم
پھر اگر یہ ناگاہ آفت پڑی
سفر ہی میں کیدن گنج کیوں مر گیا
وہ سب حیلہ بہلا گئی دل کی بھول
ہے صحبت میں بی بی کا اور خلل
اکیلے بصد عجز اس سے کہا
بشرطیکہ تو میری ہو کار ساز

کہان دیکھیگی وہ مجھسے چھپی
بنا جیسی مالن کا پھر ایکبار
کسی دن میں آجاؤن ہی تو کچھ مل
بتاؤ تم مجھے واری اسکا سبب
یہ حسن و جوانی یہ کچھ سال و سن
رہا مجکو ارمان یہ ہی سدا
سبب کیا کہ رہتی ہو تم اسطرح
گئے ہیں وہ جب بسکہ گھر سے نکل
وہی شکل آتی ہے ہر وقت یاد
دیا پیرزن نے یہ سنکر جواب
نیا عیش ہر رات ہوگا تمہین
رکھو تم بھی خوش اپنے دل کو تئین
مزا زندگانی کا کچھ تو اٹھاؤ
اگر دیکھو اسکو تو عش عش کرو
یہ سنکر نہ کی اُسنے لا و نعم
لگی ہونے عصمت میں بیحد خلل
پھر اُسنے فسانہ وہی سر کیا
لگے دونون مطلوب طالب بہم
نہ رہ سکتے تھے ایکدم بھی جدا
کہ شوہر سفر سے پھر آ گھر تئین
کہان ہاتھ سے اسکے جاوے تئین
خفا دیکھ شوہر اگر پوچھتا
کیا کرتی حیلے ہی جب تب
کرا ہی مادر مہربان شفیق
مریض اپنے تئین کل بنا دگی میں

خدا ایسا ہوا ہے نہ ہوگا کبھی
لیے تجربے اور کتنے پھول و نگار
لیا ہاتھ میں کر کے بی بی کا دل
کہ رہتی ہو مغموم کیوں جب تب
یہ جو جوانی کی راتیں یہ لذت کے دن
کہ خوش ایکدن بھی تمہیں وہ نہیں دیکھوں
نہ ہو اُسطرح رہتے ہیں جسطرح
خوش آتا نہیں مجکو ہرگز محل
جدائی میں پھر کسطرح ہو تمہیں نباہ
کرو آپ کو اتنا بھی مت کباب
سدا ہوگا اک تازہ جی جا تمہیں
ضرور اسقدر کیا ہے رہنا تمہیں
عبث آپکو اسقدر مت گھلاؤ
رہیں آن کی آن میں غش کرد
رہی یون ہی خاموش اکی الم
اور اکبار غفلت میں آیا خلل
زیادہ کچھ اول سے بھی کر کہا
نئی چال پڑھتی گئی دمبدم
نہ اُسکو سوا اور وہ اسکے سوا
لیے جان بیتاب مضطر تئین
جو آرام دل ایسا ہی پھر پاؤ تئین
کرو کیوں خالی کسواسطے ہو خفا
جدا رہتی کہکر یونہی روز و شب
مری وقت طفلی کی ہمدم شفیق
پھر اسنے میں تجھکو بلا لی ہوں میں

وصیت کرونگی کہ اے میری مان
سوا تیرے آوے نہ کوئی میرے پاس
پھر آکے تو ہی مجکو نہلا دھلا
یہ سب جاکے کہ آسیب یا ہے
ترے واسطے گور کی اختیار
کہ پھر زندگی تلخ ہے ایک جا
لگی کرنے بے اختیار آفرین
دگر نہ مرین تیرے دشمن ابھی
کہا تونے جو کچھ کیا مین قبول
ہوا دوسرا دن تو اکبارگی
حکیموں طبیبوں کو لانے لگا
ولیکن نہ ظاہر ہوا فائدا
ہوا دل مین ہر اک کے یہ یقین
ولیکن وہی والی اٹھتی نہین
جنازے کو لے نکلے باہر وہین
ہوئی رات جس وقت تب وہ بی بی
کسی شہر مین جا کے ساکن ہوا
ہمیشہ بسے تھے دونون کے تئین
لگا پیٹنے گور آنسو بہا
نہ کھاتا نہ پیتا نہ سوتا تھا وہ
تھی اُس شہر مین جو بیاہی کوئی
گئی اتفاقاً وہ عورت وہین
جو دیکھے تو بی بی ہے بیٹھی ہوئی
یہ کسطرح تمکو آئی ہی موت
لگی کہنے کیا تو دوانی ہوئی

نکل جائے جب میرے تن سے یہ جان
تو ہی رہیو آگہ میری حالت سے کل
اُٹھانا شتابی جنازہ مرا
میرے دلبر و میرے دلدار سے
کہ تو آگے ہو وان مرا یار غار
بچھڑنا اسے ہمسین ہووے ذرا
کہ تجھ جیسی ہشیار کوئی نہین
ہزاروں برس تک تری زندگی
بھلا تیرا مقصد کبھی ہو حصول
اُسے طرح رونے بلکنے لگی
دکھانے لگا بلبلانے لگا
دعا سے دوا سے جو سب کچھ کیا
کہ ملک عدم کو گئی نازنین
کیا تھا جسے اپنا حالت شناس
شتابی گئی مقبرے کے تئین
رہی جا فی وال ورد ہی زار
خوشی سے بہم رہنے سہنے لگا
نہ اک آن ہٹتے تھے وہ دلنشین
نہ تھا اور کچھ کام انکے سوا
وہین گور کے پاس روتا تھا وہ
کہ مرنے سے اسکے وہ آگاہ تھی
ہوئی تھی جہان وہ سکونت گزین
اچنبھے مین اکبارگی ہو گئی
کہ پھر جی اٹھین اسطرح بعد فوت
کہ کرتی ہیں باتین جو اسطرح کی

تو نہلا دھلا اور دیکر کفن
کرونگی پھر اتنے مین حبس نفس
لیجا کر پھر اُس مقبرے مین مجھے
کہ از بس جدائی ہوئی لاعلاج
اُسی رات بھر مجکو وان سے نکال
سُنی جب یہ دائی نے تدبیر عقل
عجب فکر ہے اور عجب ہے علاج
جو تیرا بُرا چاہے وہ ہی مرے
یہ سمجھا کے دائی کو تدبیر سب
کیا دم مین پھر اُنکو وہ نڈھال
پچھاڑا کوئی عاقل و دعلی
پھر اتنے مین ہوئی دم یہ جس طرح
لگے فکر تجہیز کرنے تمام
اُسی نے بغسل نہلا دُھلا
کیا دفن رو دھو کے مجکو وہان
بموجب اشارے کے دائی گئی
رہی عیش و عشرت سے ہی را و جاو
بچارا یہان شوہر سادہ دل
مجاور سا رہتا تھا بیٹھا کسل
قضا کا اب آگے سنو ماجرا
سو نکلی وہ اُس شہر سے ناگہان
لگی دیکھنے گھر بگھر جوڑیان
لگی کہنے ہین تم کہان تھے میان
مسیحا نے تجکو جلایا مگر
نہین جانتی مین کہ ہو کون تو

مجھے مقبرے بیچ کیجو دفن
کہ ہوگا یقین سبکو مرنیکا بس
لٹا دیجیو تا کہ زمین کھود کے
کہ ناچار تدبیر کی ہے یہ آج
لیجا پھر کسی طرف کو حال چال
یہ تدبیر عقل اور یہ تقریر عقل
بھلا ہے ضرورت مین سب کچھ بھلا
خدا اسکو جینا نہ روزی کرے
گئی اپنی جا گھر بحال عجب
کہ مایوسی شوہر کو ہوئی بس کمال
کرین فکر تا شاید آسیب کی
کہ مرنے کا احوال ہو جس طرح
ہوا اہل ماتم کا اک ازدحام
دیا خلعت آخری اک پنہا
گھر آئی بدستور گریہ کنان
گئے لے نکال اُسکے تئین بیخبر
رہی زیب و زینت سے ہی سب بناؤ
رہا جا کے اُس گور کے متصل
لیے چشم پُر آب و سینہ ریش
کہ ہوئی تھی اکبارگی بات کیا
کہ بیچے کہین دور جا جوڑیان
پھر اُسکا بھی وارث ہوئی ناگہان
تمہارے تو دشمن مرے تھے وہان
کہ تم زندگی پا کے آئے ادھر
زیادہ نہ کر مجھ سے یہ گفتگو

دگر نہ سزا دونگی تیرے تئین — مزے سے چھوٹی تہمت تیرے تئین
یہ باتوں کو سنتے ہی چوری نوش — دل بیچ مین کھایا اک بیک طیش جوش
جو دیکھے تو وہ گور کے پاس ہے — پڑا تو چھپا گور کی گھاس ہے
مین سمجھا ابھی رکھو تو دیکھا نہین — نہ ہوویگا تجھسا ابھی احمق کہین
ترے سگھڑ کی بی بی تو ہے یا پاس — تو بیٹھا ہے اسطرح سے یان اداس
بڑی عیش و عشرت ہی کرتی ہے ہم — تو ماتم مین ہے اسکی یان چشم نم
کہین مر گئے بھی ہین گھر پھر جیے — ہین مردے بھی پھر پھر کے زندہ ہوئے
کہا چوری والی نے چل اٹھ کہین — دکھادون مین تجکو وہ خلد برین
چلا ساتھ اسکے وہ پھر شتاب — بحال خراب و بصد اضطراب
جو دیکھے تو سچ مچ ہے بیٹھی ہوئی — وہین دیکھکر اسکو چھینے لگی
ہوا کیا تمھارا وہ شرم و حجاب — کیا تم نے کیسا مرا گھر خراب
کہ دوڑو شتابی ہے ہمسایگان — گھسا ہے یہ نامحرم اگر یہان
ہوا دم مین ہمسائیون کا ہجوم — ہوئی اک عجب طرح کی گھر مین دھوم
کیا اسنے تحقیق جب ماجرا — یقین ہوا اسکو سب ماجرا
ہوا شرم کے مارے شوہر فقیر — کہ واقف ہوے سب صغیر و کبیر
بس ایسے ہی مکر و زنان تباہ — سنو اسکے تئین تم ہی جہاندار شاہ
مناسب ہے باز آؤ اسبات سے — کہ حاصل نہین ان خیالات سے

چل اٹھ جا مرے سامنے سے شتاب — نکالونگی ورنہ بحال خراب
پھر آئی اسی شہر مین بیچ ان — وہ تھا غمزدہ اسکا شوہر جوان
لگی کہنے تو بھی ہے کیا بے شعور — گیا کس طرف کو ترا سب شعور
زنون کے چلتر سے غافل ہے تو — نہایت ہی بیہودہ جاہل ہے تو
مین اس شہر مین بیچ جگہ جہان — گئی تھی سو دونوکو دیکھا وہان
وہ سنتے ہی کہا حیران ہوا — لگا کہنے مین ہی تو گھرتی ہو کیا
سدھاری کبھی کی وہ جنت تئین — پری بن گئی ہوگی خلد برین
کہ جس خلق کی جانی ہے وہ حور — ہان بی بی ہے پھر خراب حضور
ہوا کتنے دن پیچھے داخل وہان — گیا پھر اسی در پہ تو جہان
کہا اسنے تم مر کے کیونکر جیے — یہ کیا معجزے تمنے پیدا لیے
وہ سنکر لگی کرنے شور ایکبار — بلانے لگی لوگ سب بے اختیار
دوانونکے مانند کرتا ہے بات — الجھتا ہے بیفائدہ میرے سات
ہر اک سنکے یہ بات حیران ہوا — خبر ہوگئی اتنے مین گھر کو جا
سمجھ کر وہ اسکو زن نابکار — کیا ان کی آن مین سنگسار
کسی کے تئین منہ دکھاتا نہ تھا — کہ غیرت سے منہ اپنا پاتا نہ تھا
اگر نیک بودے سرانجام زن — زنان را مزن نام بودے نہ زن
کہا شاہزادے نے سن اے وزیر — نہین تیری باتین مرے دلپذیر
مرے دل مین جو ایسا آیا خیال — تو اٹھنا ہے اسکا نہایت محال

حکایت وزیر ششم

چھٹی رات آئی تو چھٹوان وزیر — زبان آورون بیچ جھاڑے ظفر
کہ اک بادشہ تھا کسی شہر مین — نہ تھا مثل جسکا کوئی دہر مین
نہ تھی حشمت و جاہ کی انتہا — کہ تھا ہفت کشور یہ خان ہوا
وجاہت کے عالم مین بھی بیمثال — جہان مین بھی ضرب المثل تھی کمال
زن و شوہر اسقدر دوست تھے — کہ ہر ایک ظاہر مین و پوست تھے
مرقع کی بھی وہ نہ کرتی تھی سیر — کہ آوے نظر تا نہ تصویر غیر
گری بلی اک بام سے ناگہان — لگی لوٹنے فرش پہ یکزبان

حضور جہاندار شہ بیٹھ کر — حکایت یہ کہنے لگا سربسر
اقالیم کے سب کمین و مہین — رہا کرتے اسکے سدا تابعین
محل بیچ شہزادی زوج اسکی تھی — تھی گویا وہ روی زمین کی پری
ہر اک اسکی عصمت کا مداح تھا — ہر اک اسکی عفت کا مداح تھا
محبت تھی آپس مین اس مرتبہ — کہ تھی قیس و لیلی مین جس مرتبہ
ہوا ناگہان اتفاق ایکشب — کہ سوتے تھے دونون بہم لیٹے
پھر اکبار شکل پری بن گئی — بعینہ اسی شکل کی بن گئی

اٹھی شاہزادی پلنگ پر سے تب
یہیں نی تمھاری کہی ہے دب
یہ لو نیوتا اور جلدی چلے
کہا شاہزادی نے لا نیوتا
یہیں البتہ جاؤنگی اس بیاہ میں تب
کیا رخصت اسکو یہ یکہ پیام
کہا جلد جا بیٹھیں رتھ جو وزیر
گی اور لے آئی اسکو بلا
بہم ہو کے جب گھر سے دونو چلیں
پھر آ گئے جو دیکھا لب آب پر
کسی شاخ پر وہ فقط جا چڑھا
زمیں سے اٹھا نخل اکبار گی
شتابی سو اترا وہیں بادشاہ
اٹھی وہ جو مجلس کی سردار تھی
لگیں بیٹھ کر پینے باہم شراب
لگے اٹھنے باہم مزے چاہ کے
پہر ایک باقی رہی جب کہ رات
ہوا جب کہ مجلس میں وقت رسوم
لگی کہنے نام اسکی صورت کے تئیں
نظر بادشہ پر جو پھر پڑ گئی
یہ کہکر تمہاری ہی گل کے ہار
مبارک سلامت کہے ہوئی دھوم دھام
یہ دریافت کرتے ہی بس بادشاہ
یہ دریافت کرتے ہی منتر کے تیئں
اتر نیسے ان دونوں کے پیشتر

گئی متصل کرنے معلوم سب
اور ایک ساتھ پیغام بھیج دیا
توقف نہ چلنے میں ہرگز کرو
لگاؤں نہ میں آنکھ تسو اسکو ذرا
کہ ہو آرزو میری جس بیاہ میں
پھر اتنے میں کی اس نے زینت تمام
اور اتنا کہا ای میری ہمدم شریر
پھر اسکو تئیں ساتھ اپنے لیا
تعاقب کیا بادشہ نے وہیں
درخت عظیم ایک آیا نظر
سر اک طرح سے اپنی صورت چھپا
ہوا میں اسی طرف کی راہ لی
وہیں اتریں وہ دونوں بھی سیاہ
ہیں جسکو کہتی یہ بد کا صحی
رہا ہو گر کچھ نہ شرم و حجاب
کہیں آہ کے اور کہیں جاہ کے
تو واقع ہوئی اک اچنبھے کی بات
کیا آکے سب گانے ہجوم
کہ افسوس نسبت طلعت کے تیئں
تو پھر ایک صنف بھگو لگی
دیا باندھ کگنا بھی بے اختیار
لگی دیکھنے اٹھ کر مجلس تمام
بہانے سے سب کی بچا کر نگاہ
چلی آئیں فی الفور دم میں وہیں
چلا آیا اور تکنے فی الفور وہ

پھر اتنے میں وہ بولی گویا ہوئی
کہ بیاہ اپنی بھانجی کا ہی آج
کہ مجلس ہے سب منتظر ہو رہی
خدا نے یہ دن ہی دکھایا مجھے
تو جا آگے بہانے سے کہہ بندگی
بلا اک شتابی سے محرم اس
شتابی پہونچ میرے پاس آن کر
یہ سب دیکھتا تھا پڑا بادشاہ
چلا پیچھے پیچھے اٹھاتا قدم
یہ دونوں لگیں جڑنے اسپر شتاب
جب اس نخل پر دونوں وہ چڑھ گئیں
کنارے اسی شہر کے جا لگا
پھر اک شادیخانہ میں داخل ہوئیں
ملیں وہ دونوں تئیں خوشی سے بہم
ہر اک نے ہر اک یار اپنا بلا
یہ بیٹھا ہی تھا دیکھتا بادشاہ
کہ دولہا تھا مجلس میں بیٹھا جہاں
اٹھیں بیبیاں لیکے پھولوں کی ہار
دلھن ایسی مہ پارہ ہو جو غضب
کہ ہو نوشہ بننے کے لائق شخص
بندھا سر پہ سہرا اسی کے وہیں
رہی باقی پہر رات جب دو گھڑی
شتابی درخت اوپر آ کر چڑھا
اسی جا پہ قائم ہوا او درخت
پھر کھٹ میں آ تسے ہی بس رہ گیا

کہا لو مری کورنش بندگی
عروسانہ آج اسکا تخت و تاج
ادھر ہی کو سب کی ہیں آنکھیں لگی
کہ شادی کو اسکی بنایا مجھے
پہنچتی ہو تمہیں آ کی دم میں ابھی
جسے راز داری میں تھا اختصاص
توقف نہ زنہار اک آن کر
بجائے ہوئی اپنے اپنی نگاہ
کہ احوال دریافت ہو بیش و کم
وہیں بادشہ بھی بصد اضطراب
تو پڑھنے لگیں اپنے منتر کے تئیں
پھر آ کر زمیں پر وہ قائم ہوا
گیا ہر طرح بادشہ بھی وہیں
محبت اور دوستی سے بہم
لیا پاس مجلس میں اپنے بٹھا
کیے اک طرف اپنی نیچی نگاہ
تھا بیٹھا ہوا بادشہ بھی وہاں
اور اتنے میں نوشہ کو دیکھ ایکبار
ہوئی بھی کو کوئی اتفاق عجیب
جو ہوا اس دلھن پر بھی خالق نے بخش
دیا پان کو نیلے کا اسکے تئیں
تب ان دونوں نے فکر چلنے کی کی
وہیں آئیں وہ دونوں بھی جہاں
شتابی سے جیسے سر نگونت
کہے تو کہ تھا دم بخود ہو گیا

وہ شہزادی بھی آنکھ سو گئی
لگے کرنے باہم ہر اک اختلاط
لگی کہنے فوراً تعجب میں آ
کھلا بس مرا بھید تم پر تمام
ادھر اک بار لگی مار شہ پر اسے
گئے اسمیں وہ تین دن بھی گزر
رہیگا یونہی عیش و عشرت میں عیش
یہ پیغام لیکر جو پیغام بر
گئی دن لگے ہیں کہ شام و سحر
کہ اب ایسی مشکل کا کیا ہے علاج
خفا دیکھ شوہر کو کہنے لگی
لگی کہنے مت دل میں تشویش کر
یہ کہتے ہی جلدی سے لونڈی لگا
وہیں کتنے سر سو کو دانے منگا
وزیر اس اچنبھے کو بس دیکھکر
شہنشہ جو پھر اسمیں ہشیار ہو
تو کہنے لگا سب حقیقت وزیر
کہا بادشہ نے کہ میں بھی ابھی
وزیر اسکو سنکر یہ کہنے لگا
خدا جانے پھر وہ کیا کچھ بنا
کیا بادشہ نے یہ سنکر پسند
پس از چند مدت بفضل اله
تھا راہ ہاں پھر لئے سب چلے
زن و شو میں الفت ہوئی بیشتر
ہوا ایکدن اسطرح ماجرا

وہ مرد جو وزیر اپنے گھر کو گیا
وہی دل کی عشرت وہی شادیانا
یہ کنگنا تمھارے کہاں سے بندھا
کیا خوب تم نے نہ ہرگز یہ کام
کہ تا شیر اسکی وہ منتر کرے
نہ بیٹھا نکل بادشہ تخت پر
تو کیا جانئے کل کو کیا آئے پیش
محل میں گیا تا کہے سربسر
میں ہے تو اسی تخت طاؤس کا
ہر اک طرح ہے سر فرما علاج
کہ ناخوش تمھارا ہے کیوں آج جی
خدا پر ہر حال رکھ تو نظر
محل میں گئی شہ کے وہ بیچیا
تاریکا منتر جو کچھ یاد تھا
ہوا اسکی جانب بھی پر خطر
لگا پوچھنے اپنے احوال کو
کہ یوں امر پیش آیا تھا ناگزیر
محل میں جا کام کرتا ابھی
کہ بس مت کرو دھیان اسکا
کہ جسکا آزار کسی کو نہ آئی
مسافر ہوا با دل دردمند
ہوئے پھر کسی شہر کے بادشاہ
ہوا خانہ داری کا شہ کو خیال
جدائی گر ہی تھی شام و سحر
کہ تھے تینوں بیٹھے بہم ایکجا

پھر اسمیں سحر کی ہوئی جو نوبجی
غرض اسمیں شہزادی کی ایکبار
مگر تم رہی دو طمانچے وہاں
یہ سنتے ہی اک کنکری کو اٹھا
وہیں بادشہ نیکبادم میں ہو
محل میں وزیروں نے بھیجا پیام
نکل کے خبر ملک کی لیجیے
خواصیں لگیں کہنے بادشاہ واہ
محقق ہوا پھر وزیروں کے تئیں
وزیروں میں تھا وہ جو اعظم وزیر
حقیقت کی شوہر نے یکسر بیان
وہ طاؤس لے آئی ہوں تیری بابت
لے آئی کسی طور سے آن میں
لگی مارنے پڑھ پڑھ اسکے تئیں
کیا سر جدا اسکا تلوار سے
کہ تھا میں کہاں اور آیا کہاں
ہوئی مشکل اسطرح سے پھر چل
نہیں چھوڑتا جیتا اسکے تئیں
اگر اکلی جا محل میں کبھی کام
صلاح اب یہی ہو کہ تج دو گھر
وزیر اور شہنشاہ دونوں بہم
بہم پھر ہوئی دونوں کو رحم پذیر
تو سر سے پھر شادی کی ایک خان
تھا ہم بزم دونوں کا ہر دم وزیر
سو امن و ملک رعیت باامان

کھلی آنکھ جب شاہ شہزادی کی
گئی شہ کے کنگنے پہ بے اختیار
گئی تھی میں شب سیر کو جہان
جو پڑھتا تھا منتر کچھ اسپر پڑھا
لگا پیٹنے رونے کرکے شور
کہ حضرت یہ کیا آپکی ہی کام
تسلی رعیت کو اب دیجئے
ہے قالب میں طاؤس کے بادشاہ
نہایت ہوئے دل میں اندوہگیں
زن اسکی بھی تھی جادوگر اور فن
کہ اس مکر نے کیا ہے ہم جان
کہ جس سے برآوے مہر دل الم
رکھا اپنا اک خاص دلال میں
بنا مور سے آدمی پھر وہیں
کہا الحذر ایسی بدکار سے
کہاں ہو مرادہ محل اور مکان
ہوا دفع اسطرح سے یہ خلل
کرو ان ہوں دو گھڑی نشیمن
تو نکلو کبھی پھر نہ تا زندگی
بس دوا بس نکر دو رنگ
پڑے دشت غربت میں خیمہ و غم
وہی بادشاہ اور وہ محرم وزیر
لگے کرنے عیش و خوشی پھر وہاں
ہر اک آن محرم سر اک دم مشیر
لگی چل منڈلانے اک پھر وہاں

یہ شہزادی تھی جو کر تو بیاہتا — تو دیکھو اسے یہ بادشہ سے کہا
کہا شاہ نے میں نہیں جانتا — سو اچیل کے اور کھون مجھکو کیا
تمھیں ڈھونڈھنی تھی مری سو بسو — تبا اپنے تئیں چیل کا رنگ دیو
کرون کیونکر اسکی نہ کچھ کدورت — کہ آخر یہ تجھکی ہی اب میری سوت
یہ ہم دونوں اتنا ہو دینگے — کہ وہ ہی سیاہ اور میں ہوں سفید
یہ کہکر وہیں چیل بنکر اڑی — اور اکبارگی اس سے جا گتھ گئی
کہ فوراً زمین پر بصد اضطراب — گرین دونوں آکر بحال خراب
کسے مارون بتلا مجھے دو دو تم — ادھر کون اور کون بیگی ادھر
مناسب ہی دونوں کو کیجے تمام — کسی سے بھی رکھیے نہ پھر کے کام
قسم کھالی پھر میں نے تا زندگی — کہ ہرگز نہ لے نام عورت کبھی
محبت کو انکی گرو دیجے کم — نہ زنہار اسطرف مائل ہو تم
نصیحت تری یہ میں سنتا نہیں — زیادہ نہ کر بس مجھے خشمگین

کہ پہچانتے ہو تم اس چیل کو — یہ پھرتی ہی کیوں ایسی حیران ہو
لگی کہنے اکبارگی کھلکھلا — کہ ہر یہ قدیمی محل آپ کا
وے ہے تم نہ دلمیں کرو کچھ ہراس — کہ جانی ہی تم میں بھی یون ہی تھی یاس
لپٹ کر حبیب سے کر میں اسکی تمیز — گرا دونگی خورد بر دسے زمین
بچا کر مجھے مانا تم اسے — نہ تب شبہہ میں جھپٹ مجکو لگے
ملا ہیچ سے جو ہیچ اور بیچ ہو — ہوئیں اسطرح پیچ زن یکدگر
کہا بادشہ نے بتا تو وزیر — تو عاقل ہی اور ہی سدا کا مشیر
کہا اسنے مت پوچھیے یہ قصہ — نہ کیجیے لحاظ سیاہ و سفید
کیا بادشاہ نے اسی پر عمل — اٹھا دل سے اکبار سب کا خلل
سنو بس یہی ہی جہاندار شاہ — کہ فرقے کا فرقہ یہ ہی رو سیاہ
کہا شہ نے بکتا ہی کیا اے وزیر — جراحت نہیں میری ہی ہم پذیر
نہ محتاج تیری نصیحت کا ہوں — محبت مری میں محبت کا ہوں

شب هشتم آئی تو هشتم وزیر — یہ کہنے لگا قصہ دلپذیر

حکایت وزیر هشتم

کہ اے خسرو نامدار زمان — سنو گوش دل سے مری داستان
کسی شہر میں تھا کوئی برہمن — طرحدار رنگین نازک بدن
نہ متصرانہ کاشی میں رہتا تھا وہ — سدا یار باشی میں رہتا تھا وہ
نہ پوتھی سے اپنی خبردار تھا — نہ تنجیم سے کچھ سروکار تھا
کسی مرد کو دیکھ عاشق ہوئی — ہر اک گھات سے اس سے ملنے لگی
کیا دل میں اپنے پھر اسنے خیال — کہ بہتر ہی شوہر کو دیجے نکال
یہ تدبیر کو دل میں دیکر قرار — لگی کہنے شوہر سے شفقت نکار
گئی تھی میں ہمسایہ کے گھر آج — خفا ہی مرا انسے اب تک مزاج
نہیں تجھکو ہمسے ذرا ہمسری — نہیں تجکو ہمسر کوئی برتری
کوئی برہمن زیادہ تیسا نہیں — کوئی پنڈتوں بیچ ویسا نہیں
خسم کو ترے کون ہی جانتا — ہنر بیچ ہی کون اسے مانتا
یہ سنتے ہی میں سب ہوں جل رہی — نہیں بات آئی مجھے ...

ہیں جو شاستر ہیں بھی سب عزیا مید — کہ ہر بید میں جسکے سو سو ہیں بھید
تماشو نہیں اور سبھی ہیں مدام — گذرتی تھی اوقات اسکی تمام
نہ تھی بید سے کچھ آشنا وہ کبھی — نہ کچھ شاستر کی خبر اسکو تھی
زن اسکی چتر اور عیار تھی — چلتر کے فن سے خبردار تھی
کٹی کتنی مدت اسی طرح سے — نبھی وضع صحبت اسی طرح سے
فراغت سے بھی عیش کیجیے مدام — نہ مطلق رہی باقی جھگڑے کا کام
کہ بس اب نہ مجھ سے کرو اختلاط — نہیں مجکو بھاتی یہ عیش و نشاط
لگیں کہنے سب عقوبت ہیں ان مجھے — کہ کس بات میں ہی بزرگی تجھے
خسم تیرا احمق ہی اور بے ہنر — نہیں شاستر سے اسے کچھ خبر
ہمارے خسم ہینگے قابل تمام — ہر اک کا ہی شہرہ عالم میں نام
پھر اسپر تو کرتی ہی اتنا غرور — تو دیدہ اسقدر تجھکو ہر کیا ضرور
نہ ہوتا مرا کاشکے تجھسے بیاہ — کہا نس میں لکھی تھی بخت سیاہ

سُنا برہمن نے بیانون کو جب
مجھے بھی ہوئی اب بخیرت تمام
کہ دون علم و آئین اپنا حصول
فراغت ہوئی اُسمین زن کو تمام
ہوئی چند مدت یونہین منقضی
بظاہر ہوئی شاد خوشوقت زن
کہ اتنے مین اُس رعنا نے وقت شام
اگر آج کی شب نہ آؤ گی تم
دیا پھر یہ پیغامچی کو جواب
سُنا یار نے جس گھڑی یہ پیام
نہ آئی تو ہم پاس گر دم کی دم
کہا اچھا کہو جا کے سنائیے
یہ کہکر جواب اُسکو رخصت کیا
کہا برہمن نے کہ اب طاق ہون
مین سردار سب کا تو نکلا ہون اب
برہمن یہ سنتے ہی حیران ہوا
لگی کہنے بس مین سمجھی تمام
خدا جانے کل بادشہ کے حضور
حقیقت تجھے مین پانچون بید کی
سو ہر برہمن کو یہی فکر ہے
بس اسواسطے ہون مین اب پیچ اس
ہوا زن سے رخصت اُسی آن مین
سفیدی ہوئی صبح کی جب عیان
دھرے سر کو زانو پہ حیران تھا
کہ اتنے مین پانچ عورتین نازنین

گیا بھول عیش و خوشی اپنی سب
ہوا واجب اب سیکھنا اپنا کام
ہو پرمان کا اپنی جس سے حصول
پڑی اپنے عیش و طرب مین مدام
کہ دن عید اور رات شب برات تھی
لگے ہونے باہم خوشی کے جشن
یہ بھیجا تعشق کا زن کو پیام
تو تا صبح زندہ نپاؤ گی تم
کہ جاتی ہے میرے کہو جان اب
ہوئی بیکلی اور اُسکو تمام
تو پھر عمر بھر تک تو اور نہ ہم
شتابی نہ کیجیے نہ گھبرائیے
لگی کہنے شوہر کے پھر پاس جا
نہایت مین اُستاد آفاق ہون
کسی کے تئین مجھسے نسبت ہے کب
کہا پانچوان بید ہوتا ہے کیا
ابھی تم بدستور رہتی ہو خام
عیان ہوگا کیا تمسے سہو و قصور
کرین شرح اُسپیچ کے بھید کی
ہر اک کے تئین اب یہی فکر ہے
کہ کل تیرے جینے کی ہوگی نہ آس
کمر باندہ نکلا بیابان مین
تو آیا نظر ایک تالاب وان
تفکر کے عالم مین غلطان تھا
سر آب آئین نہانے وہین

کہا مت ہو غمگین اے دلربا
نکلتا ہون گھر سے مین کرنے سفر
یہ کہہ صبحدم پھر مسافر ہوا
لگی رنگ رلیان منانے ہمیش
پھر اُسمین وہ شوہر سفر سے پھرا
محبت کی باتین دونون مین ہویان
کہ جسطرح ہو آج رات آئیے
یہ پیغام سنتے ہی زن ایکبار
کہ آیا ہے شوہر مرا آج رات
مکرر یہ بھیجا زن کے تئین
یہ سنتے ہی زن کو ہوئی بیکلی
مین آتی ہون جسطرح تا نصف شب
کہ بارے کرو علم اپنے بیان
زبان پر ہین انکے بھری چار بید
کہا زن نے اے وائے یہ کیا کیا
ہین اُسکو تو ابتک گنا بھی نہین
پڑھا تمسے جب پانچوان ہی نہ بید
گئی روز سے ہر منادی یہی
دگر نہ کسیکی بچے گی نہ جان
جو آگاہ ہین وہ تو مستور ہین
برہمن یہ سنتے ہی گھبرا گیا
لگا پھرنے ہر طرف غربت زدہ
کنارے پر اُسکے وان نہانیکی دم
کہ جائے کدھر کسطرف ہائے وہ بے
نظر کرتے ہی جانب برہمن بر

نہ کر فکر اُسکی تو دل مین ذرا
کہ یک چند پھر کر نگر در نگر
علوم اپنا تحصیل کرنے لگا
لگی یار گھر مین بلانے ہمیش
بدستور آ گھر مین داخل ہوا
جدائی کے دکھ سکھ کیے سب بیان
تڑپتا ہون صورت کو دکھلائیے
نہایت ہوئی مضطر و بیقرار
نہین پا سکونگی مین آنے کی گھات
کہ گر آج کی رات مین نازنین
جو آیا تھا اُسکو یہ کہنے لگی
ذرا کر لون پہلے کچھ انکا جب
کہان تک سیکھ آئے تم کیا سیان
نہین کوئی باقی رہا مجھسے بھید
نہین پانچوان بید تونے پڑھا
یہی چار ہی بید مین ہین پڑھون
تو کیا تجھکو معلوم ہو دیگی بھید
کہ آ کر برہمن ہون حاضر سبھی
رہیگا نہ جیتا کوئی پھر یہان
جو جاہل ہین سب بیٹھے مجبور ہین
وہین سخت خوف مین آ گیا
مصیبت زدہ اور محنت زدہ
گیا بیٹھ با صورت فکر و غم
جہان پانچوان بید حاصل کرکے
کہا ایک سے ایک نے دفعتہ

کہ جورو کا ہی یہ نکالا ہوا
پہ اکبار ایک ایک لیجا اُسے
بہر ہر مشورت آئے پھر اُسکے پاس
ملی اُٹھ یا لیتے اور ساتھ ہم سکو چل
پھر اُن نے اسمین سے ہو کر جدا
گئی گھر مین لیکر بلطف و خوشی
ہر اک چیز پاس اُسکے لانے لگی
جب اُن خدمتوں سے فراغت ہوئی
تو اکبار اُسکو اشارہ کیا
وہ بولا کہ لو نام بھگوان کا
نہ ہوگا یہ زنہار مجھ سے کبھی
کہ لوگو شتابی مرے پاس آؤ
کیا گھر کے لوگون نے آکر ہجوم
منانے لگا دیوتون کے تئین
کہ مشکل پڑی ہے مجھے سخت آج
جو مکھی کی گولی کوئی دو کھلا
وگرنہ کرونگی مین اپنا بھی کام
ہوئی پھر اکیلے وے دونون وہان
نہین تو کرونگی پھر ایسا علاج
نہ ناچار مانند زنار کے
لگی کہنے بعد از فراغت وہ زن
ہین دوسرے پاس جا میری کل
یہ کہہ اُسکے تئین گھر سے رخصت کیا
ہین دوسری تھی جو عیار تر
لگی کہنے شوہر سے اے میری جان

مصیبت مین اُسکا ہی ڈالا ہوا
سکھائے چلتر ہزار اُسکے رہے
لگی کہنے بیٹھا ہے تو کیون اُداس
کہ تا دور ہووے ترا سب خلل

چلوائی ہین اُسکو لیجا کے آج
کرتا سیکھ کر ہمسے یہ تریا بید
حقیقت تری ہمنے ظاہر ہوئی
یہ سُنکر برہمن ہوا اُسکے ساتھ

خلوت اوّل

غرض وہ لگی اپنے یہ کہنے لگی
کھلانے لگی اور پلانے لگی
فراغت ہوئی اور فرصت ہوئی
کہا ای برہمن اب تو کہتا ہے کیا
یہ کلجگ کی باتین سناتی ہو کیا
نہین بید مین باتین ایسی لکھی
مری جان جاتی ہے جلدی بچاؤ
کہ دیکھیں یہ کسطرح کی ہیگی حوم
لگا یاد کرنے بتون کے تئین
کرو کچھ مری بچنے کا علاج
گئی کو کوئی لاؤ جلدی بلا
ہوا گر کسی طرح سے یہ تمام
رہا آدمی کا نہ مطلق نشان
کہ مردہ ترا جس سے نکلے گا آج
گلے لگ گیا اُس طلبگار کے
کہ رکھیو اسے یاد اے برہمن
کہے جو تجھے وہ بھی کرے خلل

ہے آیا سفر سے مرا بھائی بچا
جو تھے لازمی سب مدارات کے
ہوے لوگ بھی گھر کے ادھر اُدھر
لبن آس بچ آئے اپنے بچا بھال
ابھی بھائی بچا مجکو کہتی تھین آپ
یہ انکار سنتے ہی زن ایک بار
یہ نامحرم آیا ہے کس طرح کا
برہمن ہوا ایک بیکل بیچ اس
ہوے جمع جب گھر کے لوگ آنکر
اثر اسکو سنپات کا ہے ہوا
کسی طرح سے جان اسکی بچے
ہوئی گھر کے لوگونکو یہ بیکلی
کہا زن نے پھر اُسکو یون تند ہو
برہمن نے دیکھا جو یہ ماجرا
بخوبی ہوئی صحبت ہمدگر
اسی کے تئین کہتے ہین تریا بید
چلتر کی تا تجکو ہووے خبر

خلوت دوم

ملا اُس سے جاتے ہی وقت سحر
کرون نقل کیا آج کی مین بیان

گئی اُسکو لیکر وہ شوہر کے پاس
کہ ہمسایہ مین آج تھی مین گئی

کرین درد و غم کا کچھ اسکے علاج
سمجھ جاؤ جورو کے سب اپنے بھید
مصیبت تری ہمپہ سب کھل گئی
کہ شاید وہ مقصود یان آئے ہاتھ
کہا برہمن کو مرے ساتھ آ
خوشی آج ہے مجکو بے انتہا
سو خرچ اسنے اک ایک اُسپے کیے
نہ آنے لگا کوئی کیدھر نظر
تہا دیو کا لنگ جلدی نکال
ابھی میں ہین تم اپنے لائین بچا بیا
وہین گھر کے لوگونکو اُٹھی پکار
کہ عصمت کا میری ہے خواہان ہوا
کہ جینے سے حاصل ہوئی اسکو بار
لگی کہنے تب اُسنے یہ بد گہر
خدا جانے دم مین ہوتا ہے کیا
تو میر ابھی ہر طرح سے جی بچے
لگے ڈھونڈھنے شہر کی ہر گلی
کہ او مورکھ اب بھی جس کی ساتھ تو
نہایت ہی دل مین وہ اپنے ڈرا
کہ مفقود تھی لذت ہمدگر
اسی مین گئے روز نکلتے ہین بھید
رہیگا کہاں تک سدا بیخبر
جدھر کو بتاتا تھا اُدھر گیا
ہوا برہمن پھر وہان بھی جو آس
تھین ہمسائیان وہ بھی اُن کی

لگی کرنے انئین سے اک خوش زبان
کہ آنکھونکو یون ہی نظر رہتا ہے گاہ
مرا شوہر اُس سے بھی ہے ذی شعور
کرتا سامنے اس برہمن کے اب
تو نظر اپنی ہے اس سے جتنی کہ آج
غلامونکو میرے یہ ہے کام یاد
وہ لے آئی جو گائے کو زود تر
لگا دوہنے وہ کو ردل دودھ جب
فراغت سے کرنے لگا اپنا کام
کہا زن سے چل میری آنکھیں دو کھول
کہ سچ مچ ہنر مین تو اُستاد ہے
لے آئی وہان سے برہمن کے تئین
کرے سیکھتا جا جلتر تمام
لیا تیسری نے برہمن کو ساتھ
کہ تو بیٹھ جا کر فلانی جگہ
کہ لیلی مین میری ہدایت ہے در
یہ کہکر ہوئی ایکبارگی بیحال
کرین کچھ تو معلوم اگر مجھے
بلاتی ہون ہمسایہ کو میں سے زن
تنہائی مین اُن زن کے تئین پھر بلا
سجا کر تمامی زنانہ لباس
بٹھایا اُسے تھا جو وہ کچھ کہا
کہ تم پاس پردے کے بیٹھو ذرا
برہمن جو تھا ہو رہا چاہت خور
فراغت ہوئی جب بخوبی اُسے

ہنرمندی شوہر کی اپنے بیان
جو اک قطرہ بھی دودھ ضائع نہ جائے
یہ ہے کونسا کام اُسکے حضور
دکھا دے ہنر اُسکو اپنا یہ سب
نہیں تعجب ہے خفت مجھے لا علاج
ہنر اس سے بھی ہونگے سینکڑے زیاد
دھری راس شوہر کے زانو اُپر
بلایا برہمن کو جھمک سے تب
ہوا جبکہ فارغ بخوبی تمام
اور اُس دودھ کو آگے اُنکے مثول
نہایت ہی اس فن میں یکے داد ہے
جہان لو بہتین تھیں جتنی ہنسن
کبھی آ رہینگے یہ سب تیرے کام

کہ ہر چند اُسے صد ہنر یاد ہے
کہا مین نے یہ کونسا کچھ ہے کام
ہوئی مجھ مین اور اسمین تکرار یہ
جو یہ دیکھا اپنی آنکھوں سے جائے
یہ سُن شوہر اُسکا وہین ہنس پڑا
لے آگا ہے اور دودھ کے اس گھڑے
وہین آنکھیں شوہر کی پٹی سے باندھ
برہمن جو چلتا ہوا تھا مزا
جدا ہو گیا جبکہ ایکبارگی
وہین زن نے جا کھول آنکھوں کو تب
کہا اُسنے رو آج تو نے مجھے
کیا اب اپنا جلتر بیان
نہ اتنا بھی رہ مورکھ اور بیخ

خلوت سوم

بلاؤنگی میں جا کے گھر مین تجھے
سمجھتی ہون کچھ دسترس پائے تو
لگی دم مین پھر بلبلانے کمال
دکھائی دیا خال بد تر مجھے
جسے یاد کچھ ہو وے علت کا فن
لگی کہنے اُسکو یہ حالت دکھا
لے آ حال بحال اُسکے اوپر یہاں
لے آئی وہین اُسکو عورت بنا
کہ تا کچھ مجھے تقویت ہو ذرا
بدستور کرنے لگا وہ یہی زور
تو باہر ہوا بعد ازین پردے سے

یہ کہکر گئی گھر مین وہ بیحیا
خدا جانیے حال ہوتا ہے کیا
کبوتر نمط لگ گئی لوٹنے
خصم کو کہا کر دے پردہ میان
کیا اُسکے شوہر نے پردہ وہین
کہ ہے اک فلانی جگہ برہمن
وہ ہمراہ سنتے ہی دوڑی گئی
وہ پردہ مین جس دم گیا برہمن
کیا اُسکے شوہر نے یہ بھی قبول
دوا جو کچھ اُس درد کی یاد تھی
لگا پوچھنے شوہر احوال درد

ولے اک ہنر مین تو بیداد ہے
تکلف سے کہتی ہو جسکو تمام
مقرر ہوا آخر کار یہ
تو اُسکو گواہی یہ جا کر سنائے
لگا کہنے کیا کام ہے یہ برا
بچھاؤن یہ رے دلکی اس آس کو
اور اُس گائے کا پانون تب سے باندھ
وہین آنکس کیا اُسنے لیا
ادھر اُسکے تئین بھی فراغت ہوئی
لگی کرنے تحسین و آفرین
بجا ہے کہون شوہر اپنا تجھے
جتایا برہمن کو بھی پھر وہان
یہ چترائیان بھی مجھے سر بسر
سکھائی اسے اسطرح اپنی گھات
کہا جا کے شوہر سے یہ ماجرا
قیامت ہے جی آج ہے بے مزا
لگی کہنے دو دوڑ و حکیمون کنے
اکیلے مجھے لوٹنے سے یہان
گری دو ہین جا کر بحال حزین
تو لا اُسکو پہنا کے چوڑی کنگن
برہمن سے جا سب حالت کہی
لگی کہنے شوہر سے پھر یہ سخن
مکدر سا بیٹھا بحال ملول
گھڑی دو تلک حرج اُسنے کی
دیا تب جواب اُسنے بہ آہ سرد

کہ حالت تری ہرچند بہتر نہیں
ولے یاد دیجے خدا کے تئیں

مرض ور شفا ہے سب اسکے ہی ہاتھ
بظاہر وسیلہ دوا کے ہے ساتھ

سو تدبیر اپنی جو تھی کر چکی
کہ جس سے شفا پاوے بیماری

لگا کہنے شوہر سماجت سے تب
کہ پھر آؤ گی دیکھنے انکو کب

کہا پھر اٹھے درد جب دم ذرا
تو جلدی مجھے لینا دوڑیں بلا

یہ کہکر وہ رخصت ہوئی اسگھڑی
جدھر سے کہ آئی ادھر کو گئی

پھر اتنے میں پردے سے نکلی یہ زن
لگی کرنے شوہر سے اپنے سخن

کہ عورت جو یہ دیگئی ہے دوا
کروں کیسے تعریف میں اسکی کیا

دوا اسکو ہر درد کی یاد ہے
یہ سارے حکیموں کی استاد ہے

دی اک کیلے ساتھ ایسی وہ گولیاں
کہ کھاتے ہی میری نکل آئی جان

عجب ہاتھ میں اسکے ہے کچھ شفا
کہ مطلق دکھ میرا باقی رہا

کروں گی میں ہنا پہ اب اسکے ساتھ
کہ ایسی ملیگی کہاں نیکذات

یہ باتوں کو شوہر نے سنکر کہا
کہ بارے ہوا تجھپہ فضل خدا

دوبارہ تری زندگانی ہوئی
نہایت مجھے شادمانی ہوئی

غنیمت ہے جو زندگی کا ہے دم
رہیں دونوں ہم تم سلامت بہم

پھر اتنے میں صدقہ منگا ایکبار
دیا اسکے سر سے فقیروں کو وار

گئی جو تھی زن لے برہمن کے تئیں
تباکر اسے سب جتن کے تئیں

خلوت چہارم

کسی باغ خرمے کا ذکر کیا
شتابی سے اسکو روانہ کیا

پھر اک گھر میں شوہر سے کہنے لگی
کہ مشتاق ہے سیر کو آج جی

فلانی جگہ اک سنا باغ ہے
ارم جسکے ہاتھوں سے پرداغ ہے

وہاں نخل خرمے کے ہیں گے تمام
مزے جا کے لیوینگے انکے تمام

طبیعت کو مشغول چنداں کریں
خفا کب تلک گھر میں بیٹھے رہیں

یہ کہکر لیا اپنے شوہر کو ساتھ
چلے ہمدگر ڈالے گردن میں ہاتھ

گئے باغ میں سیر کرنے لگے
ادھر اور ادھر ہر طرف دیکھنے

پھر اتنے میں اک نخل کے پاس آ
لگی کہنے خرمے مجھے اب کھلا

چڑھا نخل پر شوہر اسکا وہیں
لگی یہ بلانے برہمن کے تئیں

برہمن کہیں تھا جو بیٹھا چھپا
وہیں آن کر پاس حاضر ہوا

اشارے یہ کرنے لگا دیں کلم
کہ عیش انکو حاصل ہوئی تھی تمام

نظر اسمیں شوہر کی جو ہیں پڑی
اچنبھا ہوا اور حیرت ہوئی

لگا کہنے میں ہیچ کیا ہے غضب
یہ کیا منہ کو کالا تو کرتی ہے اب

دوانی ہوئی ہے مگر بے حیا
نہیں جانوں کیا آج تجکو ہوا

وہ بکتا تھا ادھر ادھر سوتا کام
فراغت ہوئی جب تجھے بی تمام

جدا ہو گیا برہمن آن میں
چھپا اسطرف جا گلستان میں

پھر اسمیں جو اترا خصم پر وہیں
لگی کہنے جھنجھلا کے اسکے تئیں

کہ دیکھا نہ انکھوں سے تئیں جھوٹکر
کوئی بھی یہاں مرد آتا نظر

مگر تجکو آسیب ہے کچھ ہوا
جو دیوانہ سا ہے تو بکنے لگا

یہ کہہ آپ پھر نخل پر چڑھ گئی
اور اکبار شوہر کو کہنے لگی

کہ حیف اس سے مرد ہونے کے تئیں
جو مفعول مردونکا ہو پھر کہیں

ارے بیحیا اسکو جلدی اتار
کیا ہے جسے تو نے اوپر سوار

ذرا شرم داڑھی کی تو اپنی کر
کہ تجھ جیسے سے الحذر الحذر

روا ہے کرے تو مجھے طلاق
کہ تو آپ ہے کونسی بی طاق

کہا ہنس کے شوہر نے اکبارگی
کہ سچ ہے خاصیت اس نخل کی

زن و مرد سے جو کہ اس پر چڑھے
نظر آوین ایسی ہی شکلیں لگے

یہ جنات کا سر بسر ہے اثر
کہ آتے ہیں اشکال ایسے نظر

بس اب جلد اترا زمیں پر کہیں
نہ کر مجکو بدنام اب ہر کہیں

زباں پر کبھی ہرگز لانا یہ حرف
میں سمجھا کہ ہیں سب ترے حق بطرف

اتر آئی وہ نخل پر سے شتاب
ہوئے ہمدگر پھر وہی بے حجاب

وہی ربط الفت محبت رہی
تعشق وہی عیش و عشرت رہی

گئی گھر میں شوہر کو وہ ساتھ لے
بدستور خوش دونوں رہنے لگے

سنو پانچوین کے چلنے کو اب
جتایا بتایا سکھایا تمام
خسم کو کہا باپ و ماں کو موت
کبھی روئے لائے کبھی خم بن گئے
پھر آسیب سب کو یقین ہوا
کہ رنجور و بیمار کا ہوں حکیم
پھر آسیب جن پری بھی تمام
فلیتہ و تعویذ و نقش و عمل
خلل جسکے تئین ہو جس چیز کا
بلا لایا گھر مین اسے دفعۃً
برہمن نے اک چند کر فکر و غور
کہ پہلے کرو گھر کے تئین صاف پاک
جگہ لیپ کر کیجیے ستھری تمام
کرون اسمین تا بیٹھ کر حاضرات
اسی طرح سب ساز و سامان کر
لکھا اک شتابی فلیتہ دہین
اور آہستہ آہستہ کچھ زیر لب
کراہی دعوتی خیر ہر کچھ تجھے
کہی تجھے بلا اور اعمال خون
اگر خیر اپنی تو ہے چاہتا
مین اک عالم دینہیں مین تجھے
وگرنہ تجھے بھر کے شیشے مین آج
کبوتر کے مینڈے بھی کی لال کو
یہ دیگ روشن کیا آگ کو
گھڑی جا جب اسمین یون ہی کٹی

خلوت پنجم

جو کچھ اسکو منظور تھا کرنا کام
کیے عقل کے سارے دا فوت
کبھی کانپے اور رفاک سر اڑا
دسمجھا کوئی اور اسکے سوا
بر کچھ جانتا ہون صحیح و سقیم
مرے حافظہ علم مین ہین تمام
ہزارون ہی مجھ پاس ہین پیچ بل
کرون دفع اسکے تئین مین بلا
کہا ای گئی کر کچھ ایسا جتن
کہا اسکو آسیب کا سایہ طور
نہ حسن جسمین باقی رہے وہ رنگ
کثافت کا باقی نہ ہرگز ہو نام
اثر سے ہو دعوت کے اسکو نجات
بٹھایا برہمن کو چوکی اوپر
زنگار زعفران بیچ اسکے تئین
لگا پڑھنے حرف عجیب و غریب
مگر اور دن سا ہر تو سمجھا مجھے
ٹھکانے لگا دین ہین پنجہ یہان
تو جیدھر سے آیا ہے ادھر کو جا
کہ تیرے ڈرانے سے جاؤ نہیں ڈر
جلاؤن کا پورا کرونگا علاج
رکھے برگون پر کچھ دھو کچھ ادھر
لگی آنچ جس وقت اور جیتی بو
پھر اکبار عورت وہ چلا اٹھی

گئی بنگلے گھر مین وہ وحشی مثال
اچنبھے کی ہر اک لگی کرنے بات
تعجب مین سب رہ گئے دیکھکر
پھر اسمین لیے برہمن اک کتاب
جڑی بوٹی جنگل کی جسقدر
اتارا ہر اک عالم غیب کا
مرا جس جگہ پر فلیتہ جلے
یہ آواز شوہر نے جون ہی سنی
کہ جسمین ہو جورو کا میری علاج
پر آسیب بھی ہر شفقت طلب
صفائی طہارت ہر اک طرف کو
جلے جسمین لوبان و صندل بڑا
کیا اسکے شوہر نے سب کچھ قبول
برہمن نے گرد اسکے کھینچ اک حصار
اگر کے دھوئین مین پھر اسکو جلا
گیا ناک مین بیچ جدن ہی دھوان
مین ہون بادشاہ سارے جنات کا
تجھے مانا کیا بڑا کام ہی
برہمن لگا کہنے اس منہ کو سنبھال
تجھے خیر کی اپنے گر ہے طلب
منگایا پھر اک و تیجے کے تئین
پھر اوپر سے پانی کچھ اسمین دیا
کیا اپنے منتر کا پڑھنا شروع
کہ بس لب آ گئے نہ منتر پڑھو

کہ پہلے بٹھا کر برہمن کو سب
دوانی سی کرنے لگی قیل و قال
کہے رات کو دن دعا و رنکو رات
لگے کرنے افسوس سے چشم تر
صدا کرتا در پر سے گذرا شتاب
اثر سے ہی مجکو ہر اک کے خبر
ہے معلوم مجکو یہ بفضل خدا
نہ جادو رہا اور نہ سایہ ہے
کہا لو خدا نے یہ بھیجا گئی
نہایت ترا ہوگا ممنون آج
علاج اسکا اس دم سے ہوگا جواب
ہر اک سمت مہکار چھوڑنگی ہر
رہے کچھ نہ خوشبوئی کے سوا
مہیا کیے ان میں عطر و عبول
گلو نکی ہر اک طرف جنگ قطار
پکڑ ناک زن کی سونگھانے لگا
وہین شور کرنے لگی ناگہان
ترے اس فلیتہ سے ہوگا کیا
کہ قہبا اگن آ خرمرا نام ہے
گیا ہے ترا کس طرف کو خیال
تو جلدی اتر اسکے سر سے اب
کئی برگ ہم اسنے چھوڑے دہن
یہ سب کرکے جو لٹے کے دیکھا
بہت سی کیئے خرچ اصل فرع
زیادہ اس سے مجکو نہ آزار دو

اُترتا ہو نہین اُسکے سر سے شتاب
کہا برہمن نے بیان کر اُسسے
مخانے مین ہم تم چھپین ایک جا
کرون شرط یعنی اُسکے تجسس کو تمہین
جتایا یہ اظہار اُسکے تئین
مہیا کیا سب سرانجام کو
اُٹھا ہوش پر دونون چھپ کے بیٹھے
جو منظور تھا سب کیا اپنا کام
تعجب مین آ کر لگی پوچھنے
مخانے مین کیون قید مجھکو کیا
لگے سمجھنے مل کے شکر خدا
دے برہمن کو اُسی آن مین
کہ ہم پانچون بہنین وہین آن کے
گئی رات جیون تیون ہوئی جب صبح
کہا اُن سبھون نے کہ اے بے شعور
تری جورو مکار عیار ہے
تری سادگی ہمنے دریافت کی
دغا اُسکی پھر تو نہ کھائیو کبھو
سدا گھر مین ہشیار رہیو ہمیش
چلا برہمن گھر کی جانب شتاب
بھلا زندگی ہے تو سمجھونگا مین
یہی دل مین کرتا ہوا قیل و قال
نہ کھاتا نہ پیتا نہ کچھ بولتا
ملا اسکو اُستاد کامل کوئی
ولیکن برہمن کچھ دانا ہوا

کروانئی موقوف پڑھنی کتاب
کرا اور آگے تم منظور کیا ہی تجھے
پدر اور شوہر لین اُسکو اُٹھا
کہ جھٹرون نم پھر آگے اُسکے تمیز
زبس وہ بھی تھا سخت نادان و تمیز
ہوے دونون مبہوت اُسی کام کو
اُسیطرح سے گھر مین پھرنے لگے
تب آسیب سر سے اُترا تمام
کہ یہ کون بیٹھا ہی میرے کنے
بیان کچھ تو منہ سے کرو ماجرا
جو کچھ ماجرا تھا بیان سب کیا
یہ سمجھا دیا زن جا کان مین
کرینگی ہم ملکے رخصت تجھے
گیا گھر سے اُٹھکر وہ تالاب پر
بس اب تو سمجھ اپنے تئین کچھ ضرور
نہایت حذر اور خبردار رہو
سکھائے چلیں تجھے سر بسر
نہ مکرون پہ پھر اسکے آئیو کبھو
کہ راتون کو بیدار رہیو ہمیش
دے وہمین کھاتا ہو پیچ و تاب
دوبارہ کبھی پھر نہ ہو گا تمیز
ہوا گھر مین داخل گئین آزمانہ دل
نہ دلکی گرہ اپنی کچھ کھولتا
حریف اور عیار عاقل کوئی
رہا دو دن خاموش و یکسر خفا

ولے دیجیے میرا اچھا نہ امنگا
لگا کہنے بجواؤ چنگ و رباب
پھرین گھر کے چارون طرف سات ناز
سُنا شوہر زن نے جو یہ بیان
یہ سُنتے ہی اکبار راضی ہوا
چڑھایا مخانے مین تب تئین
زن و برہمن پاس جل جب ہوے
پھر اکبار پردہ اُٹھا کر وہ زن
یکسطرح کا گھر مین سامان ہے
یہ دو چار باتین جو تھین عقل کی
گرے سب برہمن کے پھر پانون پر
کہ اب یان سے گھر کے تئین جائیو
یہ سُنکر رخصت ہوا برہمن
جو دیکھے تو وہین پانچون بہنین نہان
یہی پانچوان بیدہ ہے جسکو تو
تجھے اس بہانے سے گھر سے نکال
کرتا سمجھے تو اُسکے افعال کو
بس اب گھر کو جا تجھکو رخصت کیا
اُٹھا ہاتھ دی برہمن نے اسیس
یہی جیمن کہتا تھا اب تو مجھے
کہان تم اُٹھ سکے گی بس اب مجھسے یہ
نہایت مکدر نہایت خفا
اس احوال کے تئین تغیر کر کے زن
لگی کھولنے پھر در اختلاط
گیا دن گذر اور ہوئی جبکہ شام

جو تم بہر رخصت مقرر ہوا
ہر اکطرف چھڑکا دشالے و گلاب
تو خوش میرا دل ہو وے بے اختیار
بلا بھیجا سُسرے کو تھا وہ جہان
وہ شوہر بھی ناچار راضی ہوا
برہمن کے تئین بھی بٹھایا وہین
بخوبی لگے تب گلے سے گلے
لگی کرنے ہشیار حرف و سخن
کیون ایسی ہری تھی گل اس آن ہے
پدر اور شوہر کے تئین ہوئی خوشی
تواضع کیا اُسکے تئین مال و زر
دم صبح تالاب پر آئیو
لگا کسکے ماتھے پہ اپنے چرن
ہوا دیکھ کر اُسکے تئین شادمان
بڑا ڈھونڈھتا تھا ملا تھا سو سو
گذارے سب خوشی سے نباہ وہ دل
سب افعال کو اور اقوال کو
خبردار رہیو کہا یوت دغا
جدا ہو مین وہ پانچون انیس و جلیس
چلتر زنون کے ہین یکسر بھلے
بتا دی گئی کیا اس سبب مجھسے
نہ ہنستا نہ کچھ بات کرتا ذرا
سمجھ گئی کہ شاید کھلے اُس پہ من
لگی کرنے مذکور عیش و نشاط
دیا یار نے پھر یہ زن کو پیام

کہ ہوں منتظر کب سے دیدار کا
کہی زن نے حجامنی سے یہ بات
اب آئی نہیں ہیں سخت ناچار ہوں
مری جان باقی رہیگی نہیں
بہر شکل تا نصف شب آؤنگی
گئی رات بھی آمیں پھر اک پہر
سفر کی بھی غالب ہے تھی ماندگی
ہیں صدقے ترے آج یہ کام کر
مجھے بھی توقف نہوئیگا واں
سلا کر مجھے اپنے لگتے کے پاس
میں عورت ہوں وہ مرد کی ذات ہے
خدا جانے کیا نوعد گر بنے
ہے کب آج کی نیند میں اسکو ہوش
یہ کہہ سنکے سمدھن کو راضی کیا
سنو بعد ازیں اب بیاں کا بیان
پھر آتے ہیں بیساختہ کہا ہوا
کہوں اور کیا آگے قدرت کا کھیل
یہ ناچار کیا بولے اور کیا کہے
لگا کہنے پھر پیار سے برہمن
دیا جب کوئی بھی اُسنے جواب
نکال اک چھری ناک کاٹی وہیں
گھڑی چار باقی رہی جبکہ رات
بہ حکمت ٹٹول اپنی سمدھن کے تئیں
بدولت ترے مجھپہ یہ کچھ ہوا
لگی کہنے سمدھن کو اب جا تو گھر

طلبگار اخلاص کا یار کا
کہ میں آنہیں سکتی ہوں آج رات
نہ جب تک کہ تدبیر اسکی کروں
سنوگی تو جیتا سحر سے تئیں
میں سمجھا طلبگار کب آؤنگی
گیا اُٹھ کے شوہر پلنگ کے اُپر
بیکبارگی وہ وہیں نیند آگئی
ذرا جاکے اُس پاس آرام کر
چلی آئی ہوں کوئی دم میں یہاں
چلی آپ پھر اور ڈھگ کے پاس
اندھیرے کا عالم ہوا اور رات بھر
کہ مشکل کہیں کے بھی جی پر بنے
تو اکطرف یوں ہی پڑی رہ خموش
رہِ منزل یار کو پھر لیا
کہ ہوتا ہے تقدیر سے کیا عیاں
کہ ہاتھ اُسکا ٹنڈلی کو اُسکی لگا
کہ فی الفور بس سمجھ گیا اصل کھیل
خدا دیوے جو سمجھ وہ بندہ سمجھے
محبت کے انواع حرف و سخن
تو اکبار رکھا برہمن پیچ و تاب
رہا دیر تک تند اور خشمگین
تو آئی وہ زن یار کے ساتھ سے
اُٹھا لیگئی یار اُسکے تئیں
کسے منہ دکھاؤنگی اب اپنا جا
سمجھ لونگی میں اُسکے تئیں کل سحر

شتابی سے پہونچا دو تم تئیں
سفر سے مرا شوہر آیا ہے آج
دیا یار نے پھر یہ سنکر پیام
ہوئی سنکے ناچار اس بات کو
گیا لیکے حجامنی یہ پیام
نہایت ہی ازبسکہ تھا بد دماغ
غنیمت سمجھ بس اسی کو وہ زن
وہ سوتا ہی تو اپنے دل میں نہ ڈر
لگی کہنے سمدھن کہ شاباش جا
مجھے کیا پڑا ہے جو ساتھ اسکے سو دن
ہوئی آتش تند جب ایک جا
کہا زن نے ایسا نہیں ہوگا کام
نہ خالی رہے صرف پہلو کی جا
گئی منتظر پاس اپنے شتاب
پلنگ پر جو سمدھن جا کر پڑی
اُسی میں یکایک قیامت ہوئی
لپٹ کر بخوبی گلے مل گیا
پڑی تھی وہیں تم بخود اور خموش
وے تھی نہ خاموش گونگی ہوئی
تصورات اگلے سبھی کچھ یاد کر
اسی میں جو کچھ نیند سی آگئی
سمجھ گھر میں اُسکو خصم کہا
لگی پوچھنے سرِّ سب واردات
کہ سنے غش تو اور کٹے سر ہی
اُسے تو اُدھر گھر کو رخصت کیا

نہیں تو مری زندگانی نہیں
نہایت خفا اور مکدر مزاج
کہ زنہار ایسا نہ کیجے گا کام
کہا خیر چندے توقف کرو
ادھر ہو چکی اُسکے تئیں بات تمام
گیا سو پلنگ پر بجھا کر چراغ
لگی کہنے سمدھن کے تئیں یہ سخن
نہیں نیند میں اُسکو مطلق خبر
نہیں جانتی میں تجھے کیا ہوا
چلی جنکی عصمت کو میں بے طور
نہ آگ اُسمیں بجھ گی کبتلک بھلا
تو اتنا بھی لکو نہ کر اپنے خام
ہی چاہیے اور کیا اس سوا
لگی کھانے پینے شراب و کباب
برہمن نے کروٹ جو لی کھلی
کہ اکبارگی اُسکو شہوت ہوئی
جو کچھ کام ہوتا ہے کرنے لگا
ہوا ختم جب اسمیں جوش و خروش
اسیطرح جیسی سی لپٹی ہوئی
یکایک ہوا پر سر شور و شر
ہوئی پھر وہی غفلت بیخودی
پلنگ تک پھر آہستہ آہستہ جا
کہی رو کے سمدھن نے سب اپنی بات
رہی آپ میں تا مگر دردناک
اِدھر آپ اپنے تئیں پاس آ

لگی رونے اور بلبلانے تمام / پرستش مین ہر بت کے لیکے نام
یہی کہتی تھی تم نرنکار ہو / نرنجن ہو بید اگرن ہار ہو
کھلا سب کا تم پہ ہی راز نہان / خفی اور جلی تم پہ ہے سب عیان
اگر ہون مین بدکار اور بدعمل / تو باقی سزا اپنی مین برمحل
دگر جانتے ہو مجھے پارسا / تو دو اب مری ناک کو تم ملا
بدستور جیسی تھی ویسی ملے / خلل پھر سر مو نہ باقی رہے
نہ شرمندہ ہون تا مین سب کے حضور / تمھاری کرامت سے کیا ہے یہ دور
یہ کہکر بلند اسقدر کی صدا / کہ شوہر وہ سوتا ہوا جاگ اٹھا
پھر اتنے مین کہنے لگی ای کریم / کہ سچ مچ تو ہو ہر کسی کا علیم
مری بیگناہی پہ کرکے نظر / ملا یا مری ناک کو سربسر
کہان شکر تیرا ہو مجھسے بیان / کہان ہے مری یہ زبان بیان
یہ کہکرکے سجدے لیے شکر شتاب / ہوئی ایک گوشہ مین جا محو خواب
برہمن نے دیکھا تماشا یہ سب / کیا دل مین از بسکہ اس نے عجب
چراغ اٹھ کے اکبار روشن کیا / اور آہستہ آہستہ اس تاک گیا
جو دیکھے تو سچ مچ مسلم ہے ناک / لہو سے ہے منھ بھی تمام اسکا پاک
نہ مطلق کہین زخم کا ہے نشان / تحیر سے تکتا رہا اک زمان
سمجھ پھر تو بولی کرامت کے تئین / یقین کیا اسکی عصمت کے تئین
جگایا اسے اور گرا پانون پر / کہا بخش میرے گنہ سربسر
کر اب دل سے تقصیر میری معاف / ہوے ہم تم ایسے ہم سینہ صاف
بدستور خوش دونون ہنسنے لگے / اسی طرح سے رہنے سہنے لگے
بیان کرکے قصہ یہ مفتم وزیر / یہ تقریر مطبوع اور دلپذیر
جہاندار شہ سے کہا پھر یہی / کہ خدمت مین عرض میری یہی
زنون سے کہین مکر کو انتہا / نہایت ہی فرقہ یہ ہے پردغا
اٹھا دیجیے دل سے اسکا خیال / تغیر نہ فرمایئے اپنا حال
کہا شہ نے بکتا ہی کیا ای وزیر / کہان دل مرا ہی نصیحت پذیر
بس اب جلیے رخصت ہو جا اپنے گھر / کہ ہوتا ہے کیا دیکھیین کل سحر
وزیر اٹھتے ہی دفعۃً صبح گاہ / گیا مضطرب جانب بادشاہ
بجالا کے آداب و تسلیم کو / لگا کرنے معروض یہ گفتگو
کہ تھا مرتبہ جو کہ تفہیم کا / کیا شاہزادے سے ہمنے ادا
ولیکن نہ ظاہر ہوا کچھ اثر / زیادہ اسے کیا دیوین اب دردسر
نصیحت کے درجے ہوے سب تمام / بگڑنے پہ آیا چلا ہیگا کام
مناسب یہی اگے ہے آپ کو / لکھو بہروربانو کے باپ کو
بہر شکل پیغام وصلت کرو / بنے جسطرح اسکے نسبت کرو
یہ تدبیر کی بادشہ نے پسند / کہ شاید اسی سے یہ کھلجائے بند
بلا ایک منشی بلاغت نشان / کہا اس سے ای کاتب خوش فشان
فصیح و بلیغ ایک مکتوب لکھ / محبت کے سب اسمین اسلوب لکھ
بس از شوق اور آرزوے تمام / یہ خواہش ہے کہ آخر اسکو رقم
کہ فرزند میرا جہاندار شاہ / جو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
قبول اسکو فرزندی مین تم کرو / تفاخر مجھے اسکی نسبت سے ہو
اسی ارشاد کو سنکے وہ دبیر / ہوا جان و دل سے فرمان پذیر
کیا نامہ نامی یون اک رقم / بلطف بیان و بہ صنع قلم

سواد نامہ پدر جہاندار شاہ بجانب پدر بہروربانو

لکھون نامہ اول بنام خدا / کہ مقصود جسکا ہی ہر سدا
سلاطین کو جسنے دیا تاج و تخت / قوی تر سبھون سے کیے انکے بخت
جہان کو کیا انکے زیر نگین / کیا ہر طرف انکو حامی دین
اسکی یہ قدرت نمودار ہے / اسکو یہ حکمت سزاوار ہے
تامل سے سوتا ہو حاصل یہی / وہی تھا وہی ہے رہیگا وہی
کہون بعد ازین صد درود و سلام / محمد کے اوپر ہر اک صبح و شام
خدا کا جو محبوب مرغوب ہے / خدا طالب اسکا و مطلوب ہے
ہوئی شرع کی جس سے محکم بنا / کیا کفر و اسلام جسنے جدا

پس از عرض آداب حمد و درود
مطالب کی یوں ہے قلم سے نمود
کہ بعد از سلام و اظہار شوق
یہ مکشوف ہو مضمن گفتار شوق

کہ واجب ہے اہل جہان پر تمام
خصوصاً سلاطین کے اوپر مدام
کہ احکام شرعیہ لائیں بجا
کریں جو ہے امر رسولؐ خدا

رہے امر تقدیم جس امر کی
رکھے ثمرہ دینی و دنیوی
لہذا ہوا تمسے یہ التماس
اگر ہے تمھیں رسم نبوی کا پاس

تو میرے ولیعہد دلبند کو
عنایت سے فرزند ہیں اپنی لو
جہانگیر ہے جب سے ہوئی ابتدا
یہی رسم و آئین ہے برملا

اسی سے سدا تخت و تاج و نگین
ہے ہوتا مبدل بہر جانشین
نہ یہ وضع ہوتی تو جاتے سرمہ
تہی رہتی دارشہ سے تب نگہ

گر اس تجمل و دولت سے ہو مند ہو
تو اک عالم اس سے ہو بہرہ مند ہو
کہ دو سلطنت کا ہو اتحاد
مفید خلائق ہو دور سے نہاد

زیادہ میں کیا طول دوں اب قلم
سخن مختصر خوب ہے والسلام
رقم جب یہ منشی نے نامہ کیا
مذہب ہوا اور منقش ہوا

کی مہر اسپہ جوں دیدۂ منتظر
کہ مقبول ہو اور جواب آوے پھر
دیا ہاتھ میں ایلچی کے شتاب
کہا جا جواب اسکا لا باصواب

تحائف بھی انواع و اقسام کے
برسم جہان ساتھ اسکے کیے
گیا ایلچی ہو کے فرمان پذیر
ہوا شہ کے حاضر بزیر سریر

بہ آداب ہر ایک گذران کر
رکھا نامہ کو گوشۂ تخت پر
اٹھا کر پڑھا شاہ نے حرف حرف سبھی
طبیعت کو محکمی کدورت ہوئی

بلا کر منشی کو وہیں شتاب
کہا لکھ جواب اسکا با پیچ و تاب
خشونت کے مضمون سب گرا ہا
تو جیسے دو برہان سر تا بپا

لکھا نامہ منشی نے فی الفور یوں
عبارت کو ہیں جسکی موزوں کہوں

جواب نامہ از جانب بدر بہرور بانو

سرنامہ نام خدائے جہان
کیا جسنے پیدا زمین و زمان
ہوا منتظم جب سے ارض و سما
وہی تھا وہی ہے وہی ہو سدا

خرد اسکو ہرگز نہ پاوے کبھی
نہ فکر و تعقل میں آوے کبھی
نرالا ہے وہ سب سے اور لاشریک
نہیں کوئی عالم میں اسکا شریک

جہان میں محمدؐ کو پیدا کیا
ہوئی شرع ملت کی جس سے بنا
جداگانہ جسنے کیے کفر و دین
دکھائی ہمیں راہ دین مبین

اور امر نواہی سے آگہ کیا
مذاہب سب واقف رہ گیا
لکھیں بعد ازین پھر بہ حکم پیام
کراے جالس تخت عالیمقام

تمہارا جو مکتوب شرعیہ تھا
پڑھا ہمنے اور دیکھا مدعا
ولے دلکے تئیں سخت رنجش ہوئی
بہت سی ملکہ طبیعت ہوئی

کریوں بے تامل بیکبارگی
ہمیں اس طرح بات نازک لگی
خلاف شریعت نہیں گو یہ بات
ولے سابقہ بھی ہے شرط اسکو سات

کبھی ہمسے تمسے نہ تھی بات تھی
نہ زنہار باہم حکایات تھی
کیا کیا سمجھ کر یہ تمنے پیام
کردی جسنے ہمکو کدورت تمام

نہ جبتک کرے ہو ہمد گر ارتباط
نہیں زیب دیتا ہے یہ اختلاط
بس اب لیے کیجیے تمند و در
نہیں خط کا آئندہ لکھنا منظور

کروں اور کیا آگے اس سے کلام
کیا حرف بس مختصر والسلام
رقم کر چکا جب یہ منشی جواب
دیا ایلچی کو بصد پیچ و تاب

تحائف بھی مرسول تھے جسقدر
انہیں بھی کیا مسترد سر بسر
وہ فوراً اٹھا لیکے نامہ کے تئیں
نہایت ہی محزون و اندوہگین

دیا بادشہ کے تئیں جان کر
ہوا بادشہ پڑھتے ہی خشم گر
ہوے سب کچہری میں بیوزیر
مشوش ہوے سب صغیر و کبیر

جہاندار شہ سنتے ہی یہ خبر
ہوا دفعۃً حال سے بےخبر

برآمدن جهاندار شاه بتلاش بہرور بانو

لگا کہنے معشوق غیور ہے
وصال انکا پانا بہت دور ہے
یہ ہے عشق بانو نے کب آئے ہاتھ
نکلجائے جبتک نجی اسکے ساتھ

کہاں اسمیں تدبیر کا کام ہی
بکایک گریبان کیا اپنا چاک
کہ مجکو تو خدمت سے رخصت کرو
وگریون ہی تجھی خواہش کرو گار
لگے رونے ماں باپ آنسو بہا
لگا کرنے کوئی گریبان چاک
کسی نے فقیرانہ پہنا لباس
پر اُسنے نظر اُسپہ ہرگز نہ کی
درختوں پہ کہنے تھے باہم یہی
یہ وہ ہی کہ تھا نعمتوں میں پلا
جسے بانو میں کہتے خشکی کے خار
ہر اک موج سے جسکی طغیان ہے
پھر اُسپر سفینہ نہ کشتی کوئی
کسے پوچھے اد کس سے ہو ہمکلام
اس احوال کو دیکھ کر اکبار
ارادہ ہی تونے اگر یہ کیا
وہ ہی کارساز اُسکے الطاف سے
رہ عشق اس راہ کا نام ہی
تجھے بھی خدا اس بلیات سے
سنبھال اپنے تئیں آپ میں فرا
ذرا جان کو اسکی قوت ہوئی
جو کچھ تجکو تفہیم کرتی ہی تو
دیا تب یہ طوطی نے ہنسکر جواب
مناسب ہی اب کم قفس توڑ دو
کہا شاہزادے نے سن میری جان

یہاں عقل عاقل کی بدنام ہی
آئینوں کی صورت ملی منہ پہ خاک
خدا کے تئیں آج سے سونپ دو
تو ناچار ہوں کیا ملا اختیار
ہُوا گھر کا گھر دم میں ماتم سرا
اُڑانے لگا غم سے کوئی سر پہ خاک
کوئی ہو گیا زندگی سے نراس
وہیں لیں بیابان کی راہ لی
کہ ہی یہ مصیبت جہاندار کی
اور اس سطح سے ہی جاتا چلا
وہ نازک کف پا ہوے سب فگار
ہم سلسلہ موج عمان سے
عیاں ہر طرح شکل درماندگی
جدھر دیکھے پاتا ہی ہو کا مقام
قفس میں وہ طوطی ہوئی بیقرار
تو ہرگز نہ تشویش کو دل میں لا
رہینگے نہ عقدے کسی طرح کے
مصیبت یہاں ہر بگام ہی
مصیبت سے اور اسکی آفات سے
نہ رہ بیخبر اسقدر بھی بڑا
تمک تاب اب کرنیکی طاقت نہیں
سمجھتا ہوں میں بھی اسے ہو بہو
کہ اے شہ یہ مصیبت آب
اور اکبار میرے تئیں چھوڑ دو
مجھی سے ہی اب تک ہی تاب و تواں

مجھے زندگانی ہوئی اب حرام
اُٹھا تخت پر سے اور آنسو بہا
رہی زندگی میری باقی اگر
یہ کہکر وہ یکبار رخصت ہوا
وزیر و امیر و رعیت تمام
کوئی سنگ پر سر ٹپکنے لگا
زمین سے فلک تک مچی ہائے ہائے
پڑا دشت غربت میں جب آن کر
یہ وہ ہی کہ پروردۂ ناز ہی
غرض چل چکا جب بہت بن کی راہ
کہوں اُس سے دشواری آگے گیا
حباب اُسکا ہر ایک آبیدہ روح
جہاں تک چپ و راست جاتی نظر
گرا تب تو بیہوش ہو
لگی کہنے اے خسرو نامور
کمر استقامت کی مضبوط کر
مگر اپنی ہمت کو کر مستقل
ہزاروں ہیں اسمیں بڑے مشکلات
تجھے بھی نکالے گا آخر کبھی
یہ طوطی نے دو چار باتیں جو کہیں
لگا کہنے طوطی سے میں اے رفیق
ولے کیا کروں بخت جاگا نہ ہو
کروں عرض میں گر کرو تم قبول
کہ تا میں کہیں جا کے یدھر ادھر
ہوا تجھسے ہی جب کہ چھوڑا مجھے

نہ جبتک کہ دو بر کا دیکھوں مقام
گیا پاس ماں باپ کے اور کہا
تو دیکھونگا پھر میں قدم آن کر
قفس طوطی کا ہاتھ میں لیا
جہاں تک کہ تھے شہر کے خاص و عام
کوئی فرط حیرت سے تکنے لگا
جدھر سنتے تھے متصل آہ و واے
تو جنگل کے بھی سر بسر جانور
اور اسکے نزول سے سارا ہی
تو حالت ہوئی خستگی سے تباہ
کہ دریا پھر اک آگے حائل ہوا
رہے غرق شرم اس سے طوفان نوح
نہیں ہوتی معلوم جنس بشر
پڑا غم سے اکبار خاموش ہو
نہ دے بیحجاب آپکو اسقدر
خدا پر تو رکھ اپنی مد نظر
نہ کر آپ کو اسقدر مضمحل
ہو میں جس طرح اُسنے پائی نجات
رہیگی نہ زنہار یہ خستگی
جہاندار کی آنکھیں کھلیں
تو ہی ہاں ہی میری انیس و شفیق
عبور ایسے دریا سے کیونکر کروں
اور اسکو نہ سنکر ہو جس میں ملول
پھر آؤں ترے پاس تیر کر
تو بینگی پھر دیکھے کیا مجھے

سوا اُسکے تو ہی کچھ ہر دکی ذات — صداقت پر کہتی کہان تیری بات
لگی کہنے طوطی کہ ای بادشاہ — مین کرتی ہون اسمین خدا کو گواہ
کہا شہ نے یون ہی تو بہتر ہی جا — مرے تیرے بیچ اب یہی ہی خدا
اُڑی اُسطرف طوطی باوفا — اُدھر رنگ و اُسکا غم سے اُڑا
پھر اسمین جو غائب ہوئی ایکبار — تو وحشت نے اُسکو کیا بیقرار
ندامت سے کہتا تھا آپ کو — کہ کیون مینے وہ طائر نکتہ کو
کہان پھر مین پاؤنگا ویسا رفیق — جو تھا اس مصیبت مین میرا شفیق
کبھی دیکھ خالی قفس کے تئین — یہ کرتا تھا اُس سے خطاب حزین
نبی ہی تری شکل میری طرح — کہ تن ہی مشبک مرا تیری طرح
یہ کہتا کہ کچھ کام میتا کرون — انھین آب و دانہ سے پھر رکھون
غرض تھا یہی شغل اُسے متصل — اسمین تھا مشغول کرتا وہ دل
کہ جب اُسکی نظر و نسے غائب ہوئی — تو راہ اُسنے اک سمت جنگل کی لی
چلی جاتی تھی مارتی بال و پر — کہ تنے مین آیا نظر ایک گھر
بچھائے ہوے قبلہ رو جانماز — خدا سے ہی مصروف عجز و نیاز
نہ اُسکے سوا اور انسان ہی — اکیلی وہی جائے سنسان ہی
پھر اسرار وحدت مین کھولی زبان — لگی ذکر توحید کرنے بیان
جو دیکھے تو طوطی ہی بیٹھی ہوئی — ملامت بھری اور غربت زدی
نہایت موثر ہی تیرا مقال — تنہا کیا تو کہتی ہی مجھسے سوال
جو کچھ ہی وہ روشن ہی تجھ پر تمام — نہین تجھسے ہرگز چھپا میرا کام
کہا جا بلا لا جہاندار کو — دل افگار کو طالب کار کو
کہ چل ای جفاکش مرے شہریار — پس اب تجھ لیے موقوف کر اضطرار
بلاتا ہی تجکو وہ اپنے حضور — چلو پاس اُسکے شتابی ضرور
یہ سنتے ہی شہزادے مین آئی جان — وہین شکر طوطی مین کھولی زبان
چلا ساتھ طوطی کے بیحال حال — گیا وان جہان تھا وہ صاحب کمال
وہ درویش پھر اُسکی صورت کو دیکھ — مصیبت کو اور اُسکی محنت کو دیکھ

قفس سے نکلکر تو کب آئیگی — کہان جنگل پھر اپنی دکھلائیگی
کہ تمسے نہ مین بیوفائی کرون — پھرون بلکہ فکر رہائی کرون
یہ کہکر قفس کھولا ایکبارگی — کیا اُسکو رخصت بہ ناچارگی
جہانتک نظر مین وہ آتی رہی — لگی اُسسے ٹکٹکی لاتی رہی
تڑپنے لگا پھر اُسی بیت پر — ہوا پھر اُسی طرح تفتہ جگر
کہا بیٹھے بیٹھے جدا آپ سے — جو یون داغ اُسکا لیا آپ سے
خدا جانے اب مجھی کیا دکھائے — وہی جانور اُڑکے پھر کیونکر آئے
کہ آئے قفس تو ہی ہمدرد ہو — تسلی دلا اتنک مری جان کو
اُٹھا کر کبھی ہاتھ مین سالیان — تھا آنکھون سے اشکون کو کرتا روان
کہ طوطی مری آئے اُسکو پیے — رہے دانہ پانی یہ اُسکے لیے
سنو یان سے طوطی کی اب واردات — وہ کرتی ہی کیا طائر نیکذات
یہی کہتی جاتی تھی اُڑتی ہوئی — کہ پہنچون نہین جی وسیلہ کوئی
پھر اُسمین ہی گیا اور ہی دیکھتی — کہ صورت ہی اک اسمین پیر کی
بہاتا ہی اشک عبادت پڑا — جبین پر چمکتا ہی نور خدا
اس احوال کو کرکے طوطی نظر — لگی دیکھنے بیٹھ اک شاخ پر
وہ سنتے ہی اکبار اُسکی نوا — لگا دیکھنے شاخ کو سر اُٹھا
تعجب مین آکر وہ درویش نیز — لگا کہنے ای طائر دلپذیر
کہا عرض طوطی نے ای نیکذات — مین کیا آپ ہی کون ہون کسکی بات
زبس تھا وہ درویش اسرار دان — ہوا اُسکے اوپر وہی سب عیان
یہ سنتے ہی طوطی اُڑی پر شتاب — کیا شاہزادے کو آ یہ خطاب
فلانی جگہ ایک درویش ہی — کہ روشن دل و باطن اندیش ہی
یقین ہی کرامت سے اُسکی مجھے — وہی یاریان سے کریگا تجھے
نہایت ہی مخلص ہی اور آفرین — ستائش کی اُسکی وفا کے تئین
ٹھہر کر ادب سے کیا پھر سلام — کھڑا ہو رہا سامنے دلکو تھام
لگا کہنے آ ای جہاندار شاہ — یہ کیا حال ہی اشکال کی نعمی راہ

خدا تجکو پہونچائے منزل کے بیچ
بھلا کچھ نہ کر فکر اب لکے پیچ

خدا پر رکھا اپنی نظر کو مدام
اسی کو جپا کر سدا صبح و شام

وہی مشکلیں ساری کرتا ہے حل
وہی کام آتا ہے ہر اک محل

بس آنکھیں میچ لیں اب سے اب بند کر
کہ آجائے قدرت خدا کی نظر

جہاندار نے سنکر اسکی یہ بند
کیا واں سے آنکھوں کو تئین اپنی بند

پھر اتنے مین جھٹ کھولدین ایکبار
وہین اپنے تئین دیکھا والی دیار

کیا پھر وہین شکر حق کا ادا
رہا دیر تک کرتا حمد و ثنا

لیا ساتھ طوطی کو پھر بعد ازین
کہ وہ ہی تھی اسکی رفاقت گزین

ہوا اک غم یار کو پھر رواں
چلا پھر وہین جانب دلستان

مہینوں کی رہ جبکہ طے کر چکا
تو اک بستی مین آنکر گر پڑا

وہاں ایک تکیہ تھا درویش کا
کہ تھی ہر مسافر کی اسمین جگہ

کیا اسنے بھی جاکے وہین مقام
کہ تا دم لے اسمین کئی صبح و شام

ذرا ماندگی راہ کی دور ہو
جو پھر آگے چلنے کا مقدور ہو

لگا رہنے بیکس سا محزون ملول
بدن پر لگی راہ کی خاک و دھول

نہ چلنے کی طاقت نہ بیٹھنے کی تاب
وہی خستگی دو ہی حال خراب

اس احوال کو کر کے طوطی نظر
نہایت محبت سے ہو چشم تر

کہا اسنے پھر مجھکو رخصت کرو
کہ جاؤن مین اڑ کر کسی طرح تو

نہیں دیکھ سکتی مین اس حال کو
کہیں کاٹوں اس غم کے جنجال کو

کچھ ایسا ہو جس سے کوئی کام
نہیں زندگی ہے یہ مجھ پر حرام

کہا شہ نے اچھا کیا مین قبول
کسی طرح سے مدعا ہو حصول

ہوئی طوطی رخصت آخر پر ہوا
چلی ڈھونڈتی شاہ کا مدعا

جہاندار شہ پھر اکیلا رہا
ہوا پھر بدستور اول خفا

بیان غمگساری مینائے فقیر برحال جہاندار شاہ دلگیر

کہے کس سے بات اور کہوں کس سے درد
وہ وہین تھا کھینچتا آہ سرد

نہ غمخوار کوئی نہ ہمدم کوئی
تسلی جو دے اسکو تھا کم کوئی

پر اس تکیہ مین تھا جو رہتا فقیر
تھی اک اسکی مینا بہت بے نظیر

فصیح المقال اور رنگین بیان
نہایت ہی خوشگو و شیرین زبان

نظر کر بحال جہاندار شاہ
لگی کرنے شفقت کی اسپر نگاہ

پھر اکبارگی وہ مخاطب ہوئی
بنی غمگسار اور کہنے لگی

کہ ای بادشہ زادہ والا گہر
بلا عشق کی راہ مین سر بسر

ہر اک کام مین اسکے ہین درد و غم
بھرے ہین تمام اسمین رنج و الم

قدم مارتے ہین جو اس راہ مین
وہ رہتے ہین غم نالہ و آہ مین

بلا کو سمجھتے ہین راحت مدام
جفا کے ہین وہ آشنا صبح و شام

پھر اسمین ہی رہتے ہین جو کامیاب
نہین ہو فنا اسمین کچھ پیچ و تاب

یہ لی ہر اگر عشق کی تو نے راہ
تو سن بات میری جہاندار شاہ

نہ ڈر دیکھ کے تئین اپنے مضطر کر
نہ رہ آشنا بحال شام و سحر

خدا یار ہے تجکو دیگا ملا
کریگا وہی عاقبت کو بھلا

ولیکن تو جس وقت ہو کامیاب
تو لازم ہے ای شاہ عالیجناب

کہ وہ بات سے کیجیو احتیاط
ہو کیا ہی کو تجکو عیش و نشاط

ہو جیسا سخن یہ مراد دلپذیر
کہ دشمن کو تو جو سمجھے حقیر

کہ تا شاہ گیلان کے طور سے
نہ آفت پڑے جیسے غم کے دور سے

شہنشہ نے پوچھا کہ ای جانور
بڑی تو تو ہیگی کوئی باخبر

بتا شاہ گیلان کی کیا ہے بات
ہوئی تھی اسے دشمنی کس کے ساتھ

لگی کہنے مینا تب داستان
کہ سن اسکو ای شہریار زمان

داستان شاہ گیلان

سنا ہے کہ صحرائے گیلان مین
غرض موش تھا کوئی ایسا کہین

قلمرو تھا اسکا وہ میدان وسیع
کہ تھے موش لاکھون ہی اسکے مطیع

دلیکن [illegible] اسکا خرگوش تھا
کہ اسکو ہی اس کلمہ کا ہوش تھا

سنین موش خرگوش شاہ وزیر
رہے قدرت خالق بے نظیر

بہر حال اُس سارے میدان مین
قضارا کہین شاہ گیلان کا دان
درختون کے برگو ملکو کھاتا مدام
کہ ای تخت آرائے ریمِ زمین
سنو اب سے میدان کی واردات
چرا سبزہ بادشاہی تمام
تو میدان ہو ویگا ویران تمام
ہوا سُنکے شاہ اُسکو پیچ و تاب
تو کسکی اجازت سے آیا ہی یہان
درختونکو تو نے کیا پائمال
وگر نہ پشیمان ہو ویگا تو
لگا دلمین کہنے کہ بیجا تہیب
سُنی جبکہ بہر موش نے یہ خبر
کیا خیرہ وو ڈہیٹہ اُسکے تئین
ہوا اب سے مصروف کین شتر
اُسی گہات مین تھا وہ رہتا ہی ش
لگا شور کرنے بیابان مین
یہ سُنتے ہی خرگوش آیا شتاب
اگر شہ کے رہتا تو فرمان مین
شتر معترف ہوکے کہنے لگا
خدا اس مری بات کا ہی گواہ
کیا حکم جا شاخ پر ایکبار
لے آیا اُسے بادشہ کے حضور
ہوا سُنکے خوشنود شہ یہ سخن
ہوا خاص بندہ مین داخل شتر

اُٹھے سب جانور اُسکے فرمان مین
شتر جہوٹ کے اک آگیا ناگہان
یہی کام تھا اُسکا ہر صبح و شام
ترا حکم نا اسفل السافلین
ہوئی ہی نہایت تعجب کی بات
رکھا گہاس کا مطلق اُسنے نہ نام
رہیگا نہ بجز حکم شاہی کا نام
بُلایا اُسے پاس اپنے شتاب
قدم حکم سے کسلئے رکھا یہان
بتا دلمین کیا تیرے ہی گا خیال
نہایت پریشان ہو ویگا تو
جو بہر شتر موش ہو وے مہیب
لگا کہنے خرگوش کو غصہ کر
رہی دہشت اُسکے نہ دلمین کہین
کہ ہر طرح پاکر اُسے بے خبر
جگر تفتہ و دل رفتہ و سینہ ریش
اُسی شاہ کے خاص میدان مین
شتر کو لگا کہنے کرکے خطاب
خلاصی تری تی اس آئین
کہ ہر طرح ہو عفو میری خطا
کہ اب سے ہوا تابع حکم شاہ
کتر جلد اُٹہی ہوئی وہ مہار
کیا اُسنے مجرا بعجز و وفور
کیا حکم خرگوش کو دفعۃً
تھا موردِ عنایت کا شام گم

لنق سب یہ تھا اُسکا یہی کام
ہر اک سبزے پر پانُون دہرنے لگا
یہ سُنتے ہی خرگوش نے ماجرا
عنایت سے خالق کے جاری ہی
کہ آیا ہی جہٹ کر کہین سے شتر
اسیطرح سے گر سبھی جانور
مناسب ہی اُسکو بلا کر حضور
اور اکبارگی طیش کہا کر کہا
قلمرو مین میرے یہ میدان ہی
اگر عافیت اپنی ہی چاہتا
شتر موش کو دیکھ حیران ہو
غرض کچھ شتر نے نہ کی اعتنا
کہ تھی کیا تری عقل اور کیا شعور
ہوا سُنکے خرگوش جیسے خجل
اذیت مُوے و اُس سے لے انتقام
قضارا شتر پر یہ آفت پڑی
خبر ہو گئی خرگوش کو ایکبار
کہا ای بخبر کیا کہون مین تجھے
رہا جب تو اُسکا نہ فرمان پذیر
گر اس بند سے مجکو بخشو نجات
سُنی جو یہ خرگوش نے گفتگو
دہین موش احکام لایا بجا
کہا آج سے ہی مین شہ کا غلام
کرو خاص بندون مین داخل اُسے
اجازت سے پہر اپنے سلطان کے

نہ بے حکم اُسکے کرے کوئی کام
فراغت سے ہر چیز چرنے لگا
شہ موش سے اپنے جا کر کہا
تری ذات کو پائداری زہے
درختونکو ہی کہا رہا سبز
کریگے سلوک اسکے آن کر
خشونت کی باتین سنا [illegible]
کہ سنتا ہی او کج گلو بے حیا
مرا ہی یہان حکم فرمان ہی
تو جیدہر سے آیا ہی ادہر کو جا
نہایت ہی محظوظ خندان ہو
نکل پہر وہی سبزہ چرنے لگا
جو بلوا کے اکبار پہر حضور
رہا دیر تک سرنگون منفعل
کرے شہ کا اُسکو کمینہ غلام
کہ سر اُسکا اٹکا بشاخ قوی
کہ ہی آج درماندگی مین وہ زار
نہایت ہی افسوس آتا مجھے
تو وہ اس گرفتاری مین گر ناگزیر
تو بندہ رہون تا قیام جہان
بلا کر شتابی سے اک موش کو
شتر کا سر اُس شاخ سے چھٹ گیا
اطاعت سوا کچہ کرونگا نہ کام
جو اجرا طاعت ہی حاصل اُسے
لگا چرنے جا سبزہ میدان کے

گیا اس طرح سے گذرا یکسال
شتر کی بھی معلوم ہوئی یہ خبر
شہ موش کو جب یہ پہونچی خبر
شتابی سے بھیجوا اُسے یہ پیام
یہ سنکر وہ خرگوش لایا بجا
کہا کیا جہان میں تباہی مچی
شہ موش سے آن کر سب کہا
کہا فوج تیار ہو بے درنگ
رکھی فوج خرگوش لے ایکبار
ہوا جبکہ تیار اسباب جنگ
کہ جا کر خزینہ میں ایکبارگی
کرین بعد ازین ناقص اسباب جنگ
بجا لاے احکام شاہی تمام
شہ موش جب سن چکا یہ خبر
سوار و پیادے تھے جتنے تمام
کیا حکم خیمے نکالو شتاب
سپہ کا بھی ناقص ہوا ساز جنگ
فقط توڑے خالی ہیں کترے ہوے
تحیر کے عالم میں تھا متصل
گئے بھاگ یکسر امیر و وزیر
کہ بارے کہو کیا ہوا در خورد
غنیمت سمجھ شاہ نے تب اُسے
کہا جب یہ مینا نے قصہ تمام
کسیکو حقارت سے مت دیکھیے
سخن بھی یہ کر دین نصیحت تمام

ہوئی طرفہ روداد پھر کر حال
سنا جسقدر سنتا تھا سر بسر
کہ میدان سے شہ نے منگایا شتر
کہ تمنے کیا نامناسب کام
دیا بھیج فرمان ہیں شاہ کا
کہ موشونکی بھی بادشاہی بنی
جو دیکھا تھا احوال دربار کا
کہ ہر شاہ گیلان نے اب مجکو جنگ
سوار و پیادہ ہزارون سنوار
کیا حکم تب شاہ نے بے درنگ
زر و سیم کے بدرے کترے سبھی
کہ ہو ٹکڑے ٹکڑے سبھی بدرے تنگ
سلیح کا نہ زر کا رکھا باقی نام
تو اکبارگی اُٹھکے وقت سحر
گئے سوے گیلان کر از دحام
توقف میں ہو ویگا خانہ خراب
نہ تسمہ ہے ثابت نہ زین و تنگ
ہیں صندوق بیحرمت اُلٹے ہوے
ہراسان مغموم اور مضمحل
کیا شاہ گیلان کو دستگیر
وہ عجب اور وہ نخوت وہ کبر و غرور
ہزارون شتر لاکے حاضر کیے
جہاندار سے پھر کیا یہ کلام
اہانت سے خفت سے مت دیکھیے
کہ انسان کے آ دین طرح کام

کہ تھا بادشہ وہ جو گیلان کا
شتربان کو بھیج میدان مین
ہوا طیش میں اور بلایا وزیر
بھلا چاہتے ہو تو بھیجو شتر
گیا ایلچی لیکے جب یہ پیام
دیا کچھ نہ زنہار اُسکا جواب
ہوا موش فوراً نہایت غضب
کیا اُسنے کیا اپنے دل میں خیال
تھے موشونکے سردار بھی جسقدر
کہ پہلے یہ موشونکا لشکر تمام
روپے اشرفی کو بخوبی کتر دین
شہ موش نے دیا حکم جب
کمانونکے چلون کو ناقص کیا
کہا فوج انسان تیار ہو
ہوئی شاہ گیلان کو جب خبر
یہ خیمے جو دیکھے تو ثابت نہیں
خزانے کا بھی حال دیکھا یہی
نظر کر یہ صورت سب اسباب کی
کرانے میں سب لشکر موش آ
لے آئے شہ موش کے روبرو
بھلا اب بھی کرتا ہون عفو خطا
شہ موش سنکر وہ اپنا فتور
کہ ای شہ عدو کو سمجھنا حقیر
دیا سن جہاندار نے یہ جواب
دے دوسری بات بھی اب سنا

سنا واقعہ اُسنے میدان کا
منگایا شتر آن کی آن میں
کہا شاہ گیلان بہت ہو شریر
نہیں تو برا ہو دیگا سر بسر
لگا ہنسنے شہ سن یہ اُسکا کلام
پھر ایلچی دل میں کھا پیچ و تاب
بلا دو وہیں ارکان جو تھے سب
دکھاتا ہون اُسکو جدال و قتال
کہا اُنکو تیار ہو سر بسر
کرے شاہ گیلان کے گھر میں کام
جہاں تک ہو ممکن بنے آدمیان
وہیں موش سب جمع ہو تب سب
نہ خیمے بھی ثابت رکھے اک ذرا
کرے تخت تاراج گیلان کو
تو اکبارگی گم کیا ہاتھ و سر
فنا تو نہیں پر دو تین غلہ نہیں
کہ زر کا نہیں نام باقی بچی
ہوئی شاہ گیلان کی حالت بری
ہر اک سمت سے گھر کو نرغہ کیا
شہ موش نے تب یہ کی گفتگو
شتر خیر سے کرچکے حاضر مرا
گیا اپنے میدان کو کوچ کر
نتیجہ ہر رکھتا ہی ناگزیر
کہ مینا ہر ہیچ تو دانش ناب
کہ اُسکا بھی معلوم ہو فائدا

کیا اُسکے مینا نے پھر یہ بیان
سُنا ہی کہ مین تھا جوان حسین
ادا دار مطبوع نازک بدن
نکل گھر سے لی اُسنے جنگل کی راہ
تھین ایک صحرا مین ردہوا
قضارا کبوتر وہان کے چار
نہانے لگین ملکے تالاب مین
اٹھا لایا پوشاک اُنکی چرا
تو پوشاک اُنکو نہ آئی نظر
ہوا اسکے دلمین یہی تب یقین
دُہائی ہی ہمکو سلیمان کی
جلا کر تجھے دم مین کردینگے خاک
اگر تمکو خواہش ہی پوشاک کی
رفاقت زن و شو مین ہوتی ہی جو
کہان خاکی اور آتشی کا ہو ساتھ
جوان نے کہا دونو مین زنہار
کرو تم مجھے تمسے جو ہو سکے
لگین کہنے پھر ہمدگر یہ سخن
نہین اسمین زنہار کچھ اختیار
لکھا تھا یہی میری تقدیر مین
جب آپسمین ہر ایک رخصت ہوئی
جوان نے وہین تینونکا بیاہ بر
جوان نے پکڑ ہاتھ چوتھی کا تب
لباس پری کو دیے وہ جوان
سفر اسکو کرنا ہوا نا گزیر

داستان چہار پری

نہایت طرحدار اور نازنین
خجل جسکو ہو دیکھ سرو چمن
بصد درد و سوز و بصد اشک و آہ
دکھائی دیا جسمین تالاب سا
بنے چار پریونکی شکل ایکبار
لگی پھرنے ہر اکطرف آب ریز
درختونمین اُسکو چھپا کر رکھا
تعجب مین حیرت مین غمگین بسر
کہ ہی لیگیا یہ ہی کپڑونکو تئین
کہ دشمن نہین ہم ترے جان کی
ابھی ایک پل مین تو ہوگا ہلاک
تمنا ہی پھر سیر افلاک کی
قبول اُسنے تئین مجھے اب کرو
پری سے کہان آدمی کا ہو ساتھ
نہ جبتک کرو تم مجھے اختیار
یہان ایسی دھمکی کا ڈر ہی کسے
کہ سنتی ہو آپسمین تم اے بہن
ازل سے تھی یون مرضی کردگار
پھنسون کسکے کی جس زنجیر مین
توجہ تھی جوان کو یہ کہنے لگی
رکھا روبرو لاکے ہر اک کو پاک
پنھا رخت اپنا وہین سکو سب
ہمیشہ پری سے تھا رکھتا ہان
ہوا ہر طرح سے وہ فرقت پذیر

گل تر کے مانند مہکا ہوا
قضارا یہ روداد اک دن ہوئی
چلا جل چلا جل کئی دن کے بعد
زبس راہ کی تھی اُسے خستگی
اُتار اپنی پوشاک کو سر بسر
جوان نے جو دیکھا اُنھونکا یہ حال
نہا دھو کے پریان اُٹھین ایکبار
لگی ڈھونڈنے ہر طرف کو کوئی
لگین کہنے سنتا ہی اے نوجوان
مگر ہمکو پوشاک لا دے شتاب
جوان نے کہا بات میری سنو
تو بہتر ہی تم چار مین سے کوئی
لگی کہنے سنکر وہ اکبارگی
یہ باتونکو دے اپنے دل سے بھلا
نہ تشویش کچھ مجکو ہی جان کی
ہوئی تب تو پریونکو ناچارگی
ہوا آدمی ساتھ رہنا ضرور
اسی مین پھر انمین سے اک نے کہا
یہ سُنکر لگین اُسکے تینون گلے
کہ آ اے جوان لے مجھے اپنے ساتھ
سنکر وہ تینون ہوئین رنجگین
پھر انکو خوشنود و خرم کمال
قضارا ہوا پھر پس از چند سال
کہا ایک گھڑی زن نے پیر کو

کہ ہی دوسری آگئی یون بستان
مسون پر کا سبزہ و ڈھلکا ہوا
کرمان باپ ہے اُسکے ہوئی ناخوشی
اُٹھا از رحمت باد و باران رعد
گرا وان کہ تا دفع ہو
گئین حوض مین کچھ کنارے اپر
کنارے پہ جا کر دہین جال جال
اور آئین جو تالاب پر کنار
پھر اسمین جوان پر نظر جو پڑی
ہی کیون تجکو دو سو کی اتنی جلن
دگر نہ ترا ہوگا خانہ خراب
عبث غصہ و طیش تم مت کرو
گوارا کرے اب یہ وصلت ہمی
کہ ہم ہین پری اور تو ہی آدمی
شتابی سے بس رخصت اب پوشاک لا
نہ دہشت تمھارے سلیمان کی
دکھائی دی آپس کی آوارگی
کیا یون ہی تقدیر نے ابطیہ
کہ اچھا قبول اسکو مین نے کیا
پرروئین پرروئین کرنے چلے
کہ چلتی ہو تمسین انہین مرے ساتھ
جدھر سے تھی آئین ادھر ہی گئین
گیا دل سے سب اسکے فکر و ملال
معیشت کی تکلیف سے خستہ حال
ہون مین تو چلا فکر تدبیر کو

ولے تجھ سے کہتا ہوں اک اپنی بات
بھلانا تو دلسے یہ میری بات
نہین اسکو زنہار اسکی خبر
نہین مین نے ابتک کسے کی خبر
زن پیر سنکر یہ کہنے لگی
کہ اچھا ہو جسطرح مرضی تری
جوان نے زن پیر کا سن جواب
گیا گھر سے عزم سفر پھر شتاب
قضا نے سنو کیا کیا آگے کام
کیا اک دن پری رشک ماہ تمام
زن پیر دیکھ اسکے عالم کے تئین
ستایش سے بولی کہ اے مہ جبین
خدا نے بنایا ہے تجکو بھلی کیا
کہ دنیا مین ایسا نہین دوسرا
کہا ما تو کرتی ہے تعریف کیا
کہان میرا اگلا سا عالم رہا
گر اسطرح سے دیکھتی تو مجھے
تو معلوم تب حال ہوتا تجھے
زن پیر سن یہ پری کا کلام
ہوئی دلمین مشتاق اپنے تمام
لے آئی وہ پوشاک اسکی شتاب
پنہا دی پری کو بصد آب تاب
لگی پیٹنے سر کے تئین پیرزن
پڑا یاد تب وہ جوان کا سخن
ولے تلملانے سے حاصل ہے کیا
مقدر کا ہونا تھا جو کچھ ہوا
سخن مختصر بعد چندے جوان
ہوا داخل گھر مین جب ناگمان
گریبان طاقت کیا تار تار
بہانے لگا اشک خون زار زار
حکایت یہ سب کر کے سنیا تمام
لگی شاہ سے کرنے پھر یہ کلام
کہ راز اپنا کہتا نہ گر وہ جوان
تو پڑتی مصیبت یہ اسکے کہان

کہ صندوق جو اسطرف ہے نہان
لباس پری اسمین ہے بیگمان
بس اس سے خبردار رہنا ضرور
کہ اسکو نہو اسکا علم و شعور
رہونگی خبردار اور ہوشیار
نہ تشویش رکھو دلمین تم زنہار
جدھر کو تھا منظور ادھر کو گیا
زن پیر پر چھوڑ گھر کو گیا
نہا دھوکے پوشاک ستھری پہن
بنی شکل مہتاب سیمین بدن
یہین ہان صورت سے تری ہوئی
قیامت ہے کچھ جامہ زیبی تری
پری اسکو سنکر یہ کہنے لگی
بھر اک لیے آہ اپنی حسرت بھری
جو اصلی ہے زینت کا میری لباس
خدا نے نہ اسکو رکھا میرے پاس
کہ زینت کہتے ہین اسکے تئین
جو ہرگز کسی کو نہین بر زمین
گئی دلسے بھول اس جوان کا سخن
ہوئی زائل اکبار عقل کہن
پری پہنتے ہی اسے یک بیک
زمین سے اڑی دم مین سوے فلک
تڑپنے لگی بلبلانے لگی
ہوئی نادم اور تلملانے لگی
گیا شست سے تیر کب آئے ہاتھ
بڑی کاٹنی غم حسرت کے ساتھ
ہوئی سرگذشت پری کی خبر
جھجک رہ گیا اک دم سرد بھر
لٹا خانمان کو ہوا پھر فقیر
رہا عمر بھر درد و غم کا اسیر
کہ اے شاہ فرخندہ والا گہر
اسی کے تئین دلمین ٹک غور کر
اسکو بس اب دلمین سمجھو ذرا
کہ کہنا نہین راز اپنا بھلا

اب آگے ہے یوں داستان کا بیان
قلم یون ہے کاغذ پہ یون ہے روان

داستان یافتن چہار چیز

کہ حضرت ہو طوطی جو تھی وہ کہی
پس از عرصہ چند پھر وہ پری
خدا نے ترا کام آسان کیا
ترے درد و غم کا درمان کیا
ملی انکو ورثہ مین ہے چار چیز
کہ دونونکے تئین ہین وہ چار چیز
اگر تو کسی طرح اس جا چلے
اور انہین حلم ہو کچھ ایسا کرے
یہ تفصیل رکھتی ہین وہ چار چیز
تصور مین پھرتے ہو جن عزیز
ہے پہلی چیز یہ دوسری انکی اور
کہ ہے ایک ملبوس وہ جامہ طور
سوم دیگچہ اسمین وہ خوب ہے
کہ جو کھانا عالم مین مرغوب ہے

جہاندار کے تئین کہا السلام
لگی کہنے اے شاہ ذوالاحتشام
کہ نزدیک اس جا سے ہے اک مکان
پدر مردہ دو بھائی رہتے وہان
برابر نہین ہوتی انکی رسد
اسی کا ہے دونونکو باہم حسد
کہ چارونکو اپنے تصرف مین
تو ہر ایک اس سے مفید ہی ہے
کہ پہلے ہے اک کشتی انمین عجیب
کہ جس سے جواہر نکلتا ہے سب
جسے جتنا مطلوب ہے لباس
میسر ہوا اس سے اسے بیقیاس
نکلتا ہے اس دیگچہ سے تمام
بھرے کا بھرا پھر بھی رہتا مدام

جہاں مر ہی نعلین ایسی عجب
کرشمے تہ پا سے اپنے جب
تو پھر قصد جس طرف کا کیجیے
زمیں پر وہیں آسماں سے پہونچیے

جہاندار سنکر وہیں خوش ہوا
اُٹھا اور طوطی کو ہمراہ لیا
کئی دن کے بعد آن پہونچا وہاں
تھے در پے پہ لڑتے وہ دونوں جواں

کیا گھر میں اُنکے یکایک ورود
بامید مقصود بہبود و سود
کہا اُسنے تم میں ہے کیوں ناخوشی
حقیقت ہر اک نے بیاں اپنی کی

مفصل جب اسکو بیاں کر چکے
تو ساتھ اُسکے پھر یہ بھی کہنے لگی
کہ گر لطف اشفاق شاہ کے
رسد ہمکو ہر اک برابر ملے

تو ممنون و مشکور ہوں میں کمال
اور آپس کا بھی دور ہو سب ملال
کہا سنکے اسکو جہاندار نے
خردمند نے اور عیار نے

کرے آؤ جلد ایک یہ امتحان
کروں حل مشکل تمہاری عیاں
کیا جبکہ حاضر کمان اور تیر
تو بولا جہاندار حکمت پذیر

کہ جو تیر کو سب سے پہلے لے آئے
وہی دونوں لو خواہ جسکو بھی پائیے
کیا سنکے دونوں نے دل سے قبول
سمجھ اسمیں مقصد کا ہے حصول

جہاندار نے کھینچ کر جیسے کمان
چلایا خدنگ اسطرح ناگہاں
کہ پہونچا کہیں کا کہیں دور تک
وہ دوڑے اُدھر سے دھر تیر تک

چڑھا لیکے طوطی کو نعلین پر
اُٹھا باقی چیزوں کو بھی سربسر
ہوا آسمان پر یکایک بلند
اُڑے جیسے اوج ہوا میں پرند

بس اک آن کی آن میں شاد باد
ہوا داخل شہر مینو سواد
ہوا اگرچہ خوشنود خرم کمال
ولے دل پہ تھا اُسکے یہی ملال

کہ کیسی خیانت یہ مجھسے ہوئی
جو اب تک کسی نے نہیں ایسی کی
ولیکن خدا سے یہ کرتا ہوں عہد
کہ جب اپنے مقصد کو پہونچوں جلد

پھر ان لیکے جب اپنے مطلوب کو
وہ محبوب کو اور مرغوب کو
تو پھر حق حقدار واصل کروں
تمنا میں دونوں کی حاصل کروں

یہ کہکر دل اپنے کو تسکین دی
ہوئی ہر طرح جس سے افسردگی
لگا بعد ازیں پھرنے ادھر ادھر
کرے سیر تا شہر کی سربسر

کہیں اپنے مقصد کا پائے سراغ
کہ ہو خاطر مضطرب کو فراغ
قضا را یہ تھا رسم اس شہر کا
کہ تھے جسکو دیکھا نہ پاتے ذرا

لے جائے اُسے بادشہ کے حضور
کہ تھا حکم وانکا یہی بالضرور
جہاندار کو دیکھکر اجنبی
پکڑ لے گئے پاس شہ کے سبھی

لگا پوچھنے بادشہ اُس سے حال
کہ کہہ اپنی حالت تمام و کمال
تو ہے کون اور کس لیے آیا یہاں
مطالب کر اپنے سراسر بیاں

جہاندار شہ بسکہ نادان تھا
قباحت کا سمجھا نہ عنوان تھا
کیا سارا امر کو زخاطر بیاں
وہ حرف نہاں کر دیا سب عیاں

خفا ہو گیا سنتے ہی بادشاہ
سمجھی یہ اکبار کر کے نگاہ
کہا بے ادب کو نکالو شتاب
کہ واہی ہے یہ بخت خانہ خراب

کرو شہر سے باہر اسکے تئیں
یہاں رہنا اسکا مناسب نہیں
سپہی یہ احکام لائے بجا
جہاندار کو جلد باہر کیا

لگا پھرنے تب بینوا کی طرح
ہر اک سمت جانب گدا کی طرح
نہ تھا یار کوئی نہ غمخوار تھا
مصیبت میں اپنی گرفتار تھا

فقط طوطی ہی اُسکی غمخوار تھی
وہی ایک ماہ وفادار تھی
کبھی غم میں ہاتھ ملتا تھا ناگاہ
وہی سنتی تھی اور کرتی تھی آہ

وارد شدن جہاندار شاہ در باغ بہرور بانو

یہاں سے کہانی کا یوں ہے بیان
کہ جب وہ جہاندار خستہ جان

ہوا شہر سے باہر اور سوئے دشت
لگا کرنے مجنوں کے مانند گشت
وزیر بدر کا پسر ایکبار
جسے کہتے تھے ہرمز اہل دیار

نظر پڑ گیا اُسکو اکبارگی
بہ تکلیف و تصدیع آوارگی
جہاندار دیکھ اسکے تئیں خوش ہوا
لگا پوچھنے حال سارا بجا

کہ اے ہرمز آیا ادھر کسطرح
بیاں وجہ کر اسکی ہے کسطرح
کہا تب یہ ہرمز نے پھر کر کے آہ
کہ کیا پوچھتا ہے جہاندار شاہ

مجھے عشق نے بہر در بانو کے
کہ شیدائی وہ تیرے ہے نام کی
کہو آئے تم کس لیے ہو ادھر
جہاندار کو تب و مینا کی بات
بس اک اور تمہید دل سے بنا
مرا تخت اور تاج لوٹا گیا
مجھے عشق بازی سے کیا کام ہے
خدا پھر وہی دیوے تاج و سریر
بہر حال سن کر کے یہ ماجرا
لگا دیکھنے باتیں وہ سب نے یاد
قضارا اسی میں کہیں دو برو
کرے جسمیں تا وقفہ اک دم وجود
حب اس باغ میں جا کے داخل ہوا
چمن کے چمن اس سے دلکش تمام
نسیم و صبا دلکی راحت فزا
جہاندار اکبارگی دیکھ کر
مخاطب ہو پھر دلکو بے اختیار
نہ ہو اتنا بیتاب اور یہ سمجھ
کریگا کبھی تو خدا کامیاب
نہیں مجھ میں تاب الم ہے
یہ ابیات دلکو سنا کر تمام
تو ہی بیکسی میں ہی یار ہے
کسی طرح سے جی جلتا نہیں
کہ سن اے جہاندار شگفتہ حال
سنبھال اپنے تئیں جیکو مضبوط کر

نکالا ہے اکبارگی شہر سے
نہیں کچھ خبر اسکو آرام کی
وہ تاج و نگیں لے گیا سب چھوڑ کر
پری یاد اور دل میں کی ہے نہایت
بافسوس پھر منہ سے کہنے لگا
وہ سب سلطنت راج لوٹا گیا
خیال ایسا مجھ جیسے کو خام ہے
کہ ہوں گھر میں جا پھر سکونت پذیر
جہاندار شہ سے مرخص ہوا
سنی تھیں جو ہر فن سے سب مراد
نظر باغ آیا جہاندار کو

ہوئے تجکو بارہ برس اب تلک
ترے ہی تئیں دیکھا ہے خواب میں
مگر ہے اسکی تجھیں بھی تلاش
کہ بھید اپنا ہرگز نہ کیجے بیان
کہ ہر فن میں کیا اپنی حالت کہوں
میں پھرتا ہوں بے خانماں کیطرح
مجھے عشق ہے تو دریا سے گہر
تھا ہر فن جو آگے سے نکلا ہوا
گیا ہر مزا اک طرف کو جس گھڑی
لگا کہنے بارے ہے شکر خدا
ہوا دیکھتے ہی خوش اسکو کمال

پر اتنک خبر بھی نہیں اسکی جما
ہمیشہ ہے رہتی تب و تاب میں
تمہارے بھی دل میں ہے وہ ہی خراش
نہاں کو نہ زنہار کیجے عیاں
جو گذری ہے مجھ پہ ملامت کہوں
جگر تفتہ اور خستہ جاں کی طرح
اسی سلطنت اور امارت سے ہے
یہ باور ہوا اسکو سرتا بپا
جہاندار نے دشت کی راہ لی
کہ مطلوب بھی کچھ ہے طالب مرا
اسی طرف کی راہ لی حال حال
ذرا ہوئے تخفیف اندوہ و سوز
محبت کی بو اور الفت کی بو

شگفتہ شدن جہاندار شاہ بتاثیر ہوائے باغ معشوق

شنف سا ذرا دلکو حاصل ہوا
کہیں بلبلیں گرم نغمے کے کلام
موافق طبیعت کے سب ہی ہوا
شگفتہ ہوا مثل گل برگ تر
غزل یہ سنانے لگا ایکبار
فغان درد سے بارہا بی نکر
عبث تک امیدواری نکر
مژہ سے لہو اور جاری نکر
لگا کرنے طوطی سے پھر کلام
تو ہی ایک یار وفادار ہے
کچھ اس جی سے بس مرا چلتا نہیں
دلا اس کے ملنے پر کر خیال
خدا پر رکھ اپنی ہمیشہ نظر

ہر اک گل سے آتی محبت کی بو
شگوفوں میں ہر اک مہک عشق کی
درختوں کی چھاؤں آرام دل
وہ غمگیں طبیعت کچھ آئی بحال
غزل: دلا اسقدر بیقراری نکر
شکیب و تحمل نہ دے ہاتھ سے
نہ وحشت کی ترغیب دے بس مجھے
طپش تو ہی آگے ہی مار زندہ
کہ آئی مرے درد و غم کے فطوح
ذرا دل کے تئیں پھر تشفی کر
نظر کر یہ حالت جہاندار کی
نہ زنہار لا کچھ پراسیمگی
وہ ہے کارساز او بندہ نواز

جو سبزی تھی ان میں لیا عشق کی
ہم آرام دل اور ہمدم دل
مصیبت الہی فی الجملہ ہو خیال
نکر دم بدم آہ و زاری نکر
بس اتنی بھی بے اختیاری نکر
مرے جیتیں یوں دوستداری نکر
مصیبت نئی اور تازی نکر
رفیق و شفیق و محبت طریق
جو بیٹھوں کہیں غم کو تب بھول کر
وہ طوطی محبت سے کہنے لگی
نہ آنے دے بیتابی و مجبوری
ابھی سے بر آئے امید نیاز

کسی کو وہ محروم رکھتا نہین
سدا یون ہی مغموم رکھتا نہین
بر آتی ہو عالم کی اس سے امید
وہی سب کرے ہر سیاہ و سفید

کئی داستان اسطرح کے مجھے
ہین یاد انکو گر مین سناؤن تجھے
تو فی الفور ہو تجکو صبر و قرار
تصور کرے اپنا پایان کار

جہاندار نے تب یہ سنکر کہا
کہ ای طائر زیرک با وفا
بلا سے سنا کوئی مجھے داستان
کہ ہو شغل خاطر اک زمان

فراموش ہون سب اندوہ و غم
ذرا تمہین مشغول خاطر بہم
لگی کہنے طوطی یہ تب داستان
کہ سن ای جہاندار آشفتہ جان

داستان ملکزادہ شہر فتن

سنا ہو کہین کوئی شہر فتن
وہان سلف مین تھا رشک چمن

ملکزادہ اس شہر کا تھا حسین
نہایت ہی مطبوع اور مہ جبین
ہمیشہ کیا کرتا ماہی شکار
رہا کرتا دریا مین لیل و نہار

ہوا اتفاق اسطرح ایک روز
کہ دریا مین وہ ماہ عالم فروز
اسی سیر مین اپنے مشغول تھا
کہ اکبار گی اسمین کیا دیکھتا

کہ اک کشتی مطبوع آئی نظر
زری بادبان جسکے تھے سر بسر
درخشندہ کمیسر جواہر کا کام
مرصع مذہب مکلف تمام

دلے کوئی ملاح نا آئین عیان
یونہی خود بخود آب پر تھی روان
ملکزادہ حیران ہو اسکو دیکھکر
کہ یہ کیا طلسمات ہی جلوہ گر

اسی مین ہوا اور گیا آشکار
کہ پردہ ہوا نے اٹھا ایکبار
نظر اسمین عجب ایک پری آ گئی
نگہ اسکی اسکی بہم لڑ گئی

وہ پردہ بدستور پھر گر پڑا
چھلاوہ سا اکدم مین جاتا رہا
وہ کشتی رہی اور نہ وہ نازنین
چلی گئی یکایک کہین کی کہین

ہوا شاہزادہ نہایت ملول
لگا ملنے سر حسرت سے تھا کر وصول
ہمیشہ جو کرتا تھا ماہی شکار
شکار آپ ہی ہو گیا ایکبار

گرا ہو کے بیہوش اکبار گی
طبیعت پر آئی اک آوارگی
تڑپنے لگا جان دینے لگا
ہوا درد و اندوہ کا مبتلا

ہوئی اسمین یارونکو اسکے خبر
چلے آئے وحشت زدہ سر بسر
اٹھا لیگئے گھر کو اسکے تئین
فلک اس الم سے تھا اندوہگین

لگے پوچھنے اس سے کہ دل کی بات
کہ اکبار کیا تجھپہ ہوئی واردات
وہ زنہار کچھ منہ سے کہتا نہ تھا
یونہی بیخودانہ تھا چپ ہو رہا

وزیر پدر کا تھا اسکے پسر
جو طفلی سے تھا اسکا جان و جگر
کہین کان مین اسکے پہونچی یہ بات
کہ ہے شاہزادہ کی یون واردات

وہ سنتے ہی بیتاب آیا چلا
سرشک محبت بہاتا ہوا
لگا کہنے یہ بیٹھ کر آن کر
کہ ای شاہ جمجاہ والا گہر

بتا کچھ تو اپنے مجھے دل کی بات
مین آخر ہون کھیلا ہوا تیرے ساتھ
لڑکپن سے باہم جدائی نہین
جدائی کی کچھ بات آئی نہین

زیادہ جو حالت مری جان و دل
نہ کر درد و غم سے مجھے مضمحل
سنا شاہزادے نے جب یہ کلام
کہی اس سے روداد اپنی تمام

ارادت کی اپنی مجھے دی خبر
کہ یون مجھکو منظور ہے سر بسر
کہا اسنے بہتر ہے مین ساتھ ہون
تجھے ماجرے سے طرح اپنے دون

ہم دو نون ہو اکدل و اکزبان
وہانسے ہوئے کوچ دو یار وان
نکل کر گئے شہر سے دو جب
[illegible]

ہوا پھر یہ مجوگ آکر عیان
کہ دیکھین ہین اک شخص آتا وہان
گیا آن کر پاس اسکے سلام
کہا عمر نے [illegible]

کہا اسنے کیا نام اپنا کہون
قدیمی مین ملاح سرکار ہون
ہون آگاہ مین نجم فن کا تمام
تجھے یاد ہی [illegible] کا کام

مضمون تھا ہو جیسے جو کشتی گئی
نشان و سراغ اسکے پاؤن کبھی
لباس نہنگ [illegible]
بجا لاؤن تا بندگی کا طریق

ملکزادہ سنکر اسے خوش ہوا
عنایت سے ہمراہ انکو لیا
چلا جب وہانسے کئی اک قدم
گو وہ کیا پھر کب فرخندہ دم

بدستور اُسنے بھی مجرا کیا
بنا ڈون وہ کرسی کر اک پل مین
رفاقت پہ مین بھی ہون ثابت قدم
غرض چل ز دن بعد اسمین جو
کہ بیٹھا ہے اک طرف کو پیرمرد
ہوا دیکھکر شاہزادہ کھڑا
وہین جی اٹھی گا ہر اک نبات
لگا دلمین کہنے وہ فرخندہ ذات
اثر ہے یہ سب آب حیوان کا
بتا خضر ہے یا تو الیاس ہے
کسی قطرے پانی کے ہین جسکے پاس
ہے آبادی اک اسجگہ سے قریب
وہ دونون اُسی گاہ کے شہر ہے
کیا مین نے راہ خدا پر یہ کام
کہا شہ نے اے پیر نیکو نہاد
ہوا شاہ کے ساتھ وہ ملکذات
کئی منزلین جبکہ طے ہو چکین
نہ انسان کوئی نہ حیوان ہے
زمین گرم ہیچ ہوا اُسکی گرم
رفیقون سے شہزادے نے کہا
کہ اک عالم اُسنے کیا ہے خراب
نظر کیجیے چلنے کو سون تلک
نہایت صلابت سے گون اُسکی کیا
سر اسکا ہے جون گنبد آسمان
دہن جیسے آتش بھرا ہو تنور

ادا کی بہت حمد و شکر و ثنا
اڑے لیکے پہر سو بیابان مین
رہون اس غم و درد مین تا بہم
لگے کرنے طے راہ مقصود کو
بدن پر تمامی ملے خاک گرد
کہ دیکھین یہ ور آگے کرتا ہے کیا
لگی چرنے چلنے بیابان مین
کہ شاید ہے بے ریب یہ خضر ہے
ارادہ اسی سے یہ ہو جان گا
جو ایسی کرامت ترے پاس ہے
دہی رکھتے ہین زندگی کی اساس
زبان پر یہ ہے جا دہ وہ عجب
بسر کرتے ہین سال مد زیست کے
رہے قوت تا انکو حاصل مدام
یہ جو تو ہے کہتا ہے میری مراد

رسیدن ملکزادہ در صحرائے دیو بہلول نام و کشتن او را

بحال خراب و بجان حزین
عجب طرح کی جا ہے سنسان ہے
مسوی اہن ہے اسمین ہوا کیا نرم
کر یہ کیسا آیا مکان بلا
بھلا ہے قدم یہانسے اٹھو شتاب
نہین ہین یہ درندون آدم تک
بیابان کے بھی اندر سے ہے سوا
پھر آگے کرون شکل کیا مین بیان
ہے آواز جیسے کہ آواز صور

کہا ہون مین تجار سرکار کا
جدھر کا ارادہ کرو اور خیال
ہوا شہ رفاقت سے اسکی خوش
یکا یک ہوا اسمین پھر کیا عیان
کئی استخوان روبرو آگئے
نکال اپنی ابریق سے اسنے آب
نہایت تعجب ہوا شاہ کو
جو مردے کے تئین یون ہے زندہ کیا
کہا پھر اسے شہ نے اے پیرمرد
کہا پیر نے مین نہین ہون عجیب
کرامت مری بس یہی ہے تمام
پھر اک درخت بھی اسکی ہے ملکات
کیا شیر نے ضائع اسکے تئین
وہ پانی جو چاہو تو حاضر کرون
مصیبت مین گر تو مرا ہو رفیق

تو میدان نظر آیا اک لق و دق
پڑی ریت اُڑتی ہے چار و طرف
گویا موت کا گرم بازار ہے
کہا پیر نے اے شہ نیک بخت
ہین ویران سب اطراف کی بستیان
بچا اسکے چنگل سے کوئی نہین
قوی شکل ہے اور بہلول ہے نام
کہ ہے خرس اور خوک کو جس سے ننگ
غضب سے وہ جب شور کرنے لگے

ہون آگہ سب اس فن کے اطوار کا
وہ لیجاوے دم مین ہوا کی مثال
ارادت سے اسکی نہایت تجھی تر
کہ آیا نظر راہ مین ناگہان
ہے بیٹھا ہوا پاس اپنے لیے
پھر ان استخوانون پہ چھڑکا شتاب
گیا بھول سب منزل و راہ کو
دگر نہ کسی سے یہ کسطرح ای
عجب تو ہے کوئی عالم مین فرد
خضر ہو سکون نہین کہان یہ نصیب
گمان مجھمین وہ نہ کرامت کا نام
نہایت مین سنجیدہ اسکے صفات
وہ غم سے ہو مین دونون اندوہگین
جو ہمراہ بھی لو تو ہمرہ چلون
تو بہتر ہے کیا اس سے اور اے شفیق
چلے باغچون ملکر ہما ایک سات
جسے دیکھکر ہو سینہ کمبار شق
جسے دیکھکر ہو دل و جان تلف
عزرائیل جسمین خریدار ہے
یہان دیو ہے ایک بد ذات سخت
نہین آدمی زاد کا یان نشان
وہی کر گیا لقمہ سب کے تئین
اذیت ہی عالم کی ہے اسکا کام
ہین خطا سکے جسکے یہ صفا و تم
زمین لرزے اور آسمان کانپ جائے

کہا شاہزادے نے اُس پیر کو
کہا پیر نے ای شہ کام جو
اُس ایام مین گر کوئی اسکے پاس
تو وہ وہین چلا جاوے وہ ناک مین
کہا شہ نے تھا ساتھ وہ جو وزیر
بجا لاکے آداب اُسدم وزیر
کیا پھر سلام آنکر شاہ کو
چلا پھر رفیقونکو لے بیشتر
نہایت ہی شاہانہ تعمیر ہی
در و بام تکلف کے پردے بندھے
بچھے تھے ہر اک طرف بادشاہ
کسی وصف الفو آکی بکل
جو یون بیدھڑک آن پہونچا یہا
خدایان کسیکو نہ لاوے کبھی
کہا شہ نے تو اپنی کر واردات
لگی رو کے تب کہنے وہ نازنین
اسی دیو نے سب یہ ویران کیا
کہا شہ نے لے خوش ہو پائی مراد
وہ سنتے ہی خوش ہو یہ فی الفور بات
صفائی عمارات کی سو بسو
وے کوئی اسمین انسان ہی
کہ ناگہ حویلی سی آئی نظر
کہا اسنے رو کر کہ ای بادشاہ
کسیوقت مین تھا یہ باغ بہار
کہ مردہ سا اک طرف دالان میز

کہ کچھ تو کرو ایسی تدبیر کو
سُنی اسطرح مین نے ہر اک کی خو
کسی طرح سے جاکے اور بے ہراس
وہ ملجاے بس فہم کے دم خاک کر
کہ ہر عقل و دانش مین بے نظیر
چلا مستعد ہو کے مانند تیر
بیان کی وہ سب کہنے کی گفتگو
کرے سیر اس جا کی تا سر بسر
طلائی کھنچی سب کی تحریر ہی
یہ مدت کے بوسیدہ مین ہو رہے
بافسوس کرتا کھڑا تھا نگاہ
لگی کہنے حسرت سے ہاتھونکو مل
نہین دلمین کیا ہے کچھ خوف جان
کسیکو یہ یاد دکھاے کبھی
تری اصل مین کیا ہی ذات و صفات
کہ مین کیا کہون اپنا حال غمین
قلم کو کہو کیسے بیان کہا
کہ ہون مار آیا مین وہ دیوزاد
نکل کر چلی شاہ کے ساتھ ساتھ
دکانین جھلکتی ہین کو بکو
نہ انسان ہی اور نہ حیوان ہی
لگی کرنے ماتم وہ رشک قمر
یہان تھا در میرا با عز و جاہ
مجھے یاد آتی وہ لیل و نہار
ہے گویا لباس شہیدان مین

کہ جسمین یہ موذی ہی عالم بچے
کہ چالیس دن تک وہ خانہ خراب
سو گھماوے شتاب ایک نور کو
وہین دم مین اسکی نکلجاے جان
بجالاؤ جاکر تمھین اب یہ کام
گیا اور اسی طرح لایا عجب
شہنشاہ سنکر بہت خوش ہوا
جو پہونچا محل ایک دیکھا بلند
عقیق اور یاقوت کا سب تمام
نشان سب ہین دولت سرا گیا
کہ تنہا مین اکبار اک نازنین
کہ ای نوجوان کون ہی تو بتا
یہ مسکن ہی اک دیو بد ذات کا
ہی مجھکو تردد تری جان کا
تو انسان ہی یا پری جان ہی
مرے باپ کا تھا یہان تخت و تاج
فقط ایک باقی رکھا تھا مجھے
چل اب ساتھ میرے یہان سے نکل
ہوئے جبکہ طی کہنے شام و سحر
لبالب بھرین ہان محل ان سے
ملکزادہ کو بس تعجب ہوا
کہا شہ نے ماتم کا یان کیا سبب
محل تھا اسیکا یہ عشرت سرا
پھر اور اک مکان مین ہوا جو گذر
وہ گلرو نے پھر اسپہ ماتم کیا

ہر اک جا تو را اور آدم بچے
رہا کرتا ہی متصل مست خواب
نفس مین جبھی کھینچے وہ ترت جو
یہی ایک تدبیر ہے بس یہان
بھلائی رہے اک تمھارے کبھی
وہ موذی کو بھیجا بہ تحت الثرا
کہا شکر سفاک عالم موا
لگے وہم کی بھی نہ جسمین کمند
مرصع ہی جو دیکھا سنگ رخام
نہین آدمی کا مگر اک نشان
ہو خجلت سے وہ جس سے تصویر چین
ترا اسطرح یان گذارا ہوا
محل ہی تمامی بلیات کا
کہ کیونکر نکلیگا جیتا خدا
ہوئی تیری یان کیسے گذران ہی
ریاست یہیکی اسی کا تھا راج
سوا اس بند مین لا بٹھایا مجھے
کہ باقی رہا اب نہ مطلق خلل
تو اک شہر مطبوع آیا نظر
جواہر سے کمخواب شال ہے
پھر اور اسمین آگے ہو کیا دیکھتا
جو دیکھا اسکو شیون کرتی ہو جب
جو ہو کا مقام اسطرح ہو گیا
عجائب تر اس سے بھی آیا نظر
گریبان کیا چاک اور منہ کو کھا

کہا شاہ نے گر اسی بھی بیان
اسکی اول سے مین واقف ہون
فقط اسا ہی معلوم ہوتا مجھے
نہ گور و کفن بھی کسی نے دیا
پھر اُس پیر سے شاہ نے تب کہا
بجالایا سُنکر وہ پیر زمان
کہا نازنین نے کہ اے حبیب
گرا پاؤن پر شاہ کے ایکبار
کہا پھر پری نے بھی شہریار
کہ تا خدمتین کچھ بجا لاؤن مین
ہی کس چیز کی آپ کو جستجو
سراغ اُسکا کسطرح ہو پاسکے
غرض جبکہ اصرار بیہم ہوا
خدا پر رکھو دھیان صبح و مسا
لے آئے فلک پر ستاروں کو توڑ
یے معتقد ریکھے تھے شاہ سے
یہ کہکر پری دے رخصت ہوئی
ہوا اُسکو معلوم وان سقدر
ہی کشتی کی کرتی سواری سدا
یہ معلوم کر پیرزن نے صفات
کی پھولونکی اُس شہر مین کھولی دکان
کہا بعد چندے آئے ای بہن
کسا بار سے ہر طرح اُسنے قبول
ہی دنیا مین ایسی بھی صنعت تھی
دکان کے تئین وہ مین تختہ کیا

کہ ہی کون مردہ پڑا یہ جوان
جواب اُسکے جلنے سے یون دیا ان
کہ ہی آجکل ہی مین مارا گیا
ہی جیسے کاتیسا یہ دریا مین پڑا
کہ اب کچھ کرو کام براہ خدا
منوچہر پھولون کو اُٹھا نا گمان
ہو دشمن کو نیند ایسی حالی عجب
لگا کہنے رو عجز سے زار زار
یہ بندی تری یون ہی امیدوار
کینزی کے آداب کھلاؤن مین
بھلا مین بھی عقدہ دل ہے سو جب
کہان لاکے تو مجکو دکھلا کر
تو ناچار شہ نے کہا ماجرا
کہ ہی وہ بھی ہر اک کا حاجت روا
ہزار ون کرے آن مین توڑ جوڑ
مفصل وہ سمجھا کے اُسکو کہے
نگر در نگر کھوج لیتی چلی
کہ شہزادی اک یان ہی رشک قمر
ہی باغمین پھرتی صباح و مسا
کہا دلمین لینے کہ ہی وہ ہی بات
بنانے لگی ہار گجرے وہان
مجھے بھی ہی کچھ یاد مالن کا فن
گئی ساتھ لیکے تمام پھول
یہ صنعت تھی اور قدرت تری
شتابی سے ایدھر کا رستہ لیا

کہا نازنین نے کہ ای شہریار
منوچہر ہی نام اس شاہ کا
نہ تھا پاس ازبسکہ اسکے کوئی
یہ احوال معلوم کر بادشاہ
اُسی آن جیحان کے قطرے گئی
لگا کہنے کیون نازنین کس لیے
حقیقت جو تھی پھر وہ سب کی بیان
کہ ہون آج سے شاہ کا مین غلام
کر اک چند مجھپر عنایت کرو
اور اپنی بھی روداد کیجیے بیان
کہا تب شہ نے کہ ای نازنین
نہو مطلقاً جسکا نام و نشان
دیا تب پری نے سنکر جواب
یہ کہکر بلائی پھر اک پیرزن
کہی اُسکو تنہا بٹھا سب بات
سُنی پیرزن نے حکایت تمام
پس از چند مدت ہوا ایکبار
زبس کھیتی ہر لا ابالی مزاج
زبس عہد سے ہی لبالب تمام
ہزارون کیے شکر پروردگار
ملی مہربانو کی مالن سے جا
کہے تو تو ہمراہ مین بھی چلون
جو مین مہربانو کا دیکھا جمال
غرض لیگئی تھی وہ گذرانکر
پس از چند مدت وہ آکر ملی

یہی میرا شوہر ہی رنگین عذار
کہ مظلوم ہی ظلم ناگاہ کا
اکیلی رہی لاش اُسکی پڑی
لگا کہنے افسوس ہی واہ واہ
چھڑک اُسپہ وہ پانی تازندگی
جگایا مجھے یک بیک نیند سے
منوچہر سُنکے ہوا شادمان
رہا میری گردن پہ احسان مدام
مرے غمکدہ مین اقامت کرو
کہ آنکلے تم کسطرح سے یہان
جو کچھ مدعا ہی مرے دل نشین
بھلا اب سے کیا کرو مین بیان
کہ تم اتنا بھی مت کرو منتظر اب
کہ ہی طور کا جسکو تھا یاد فن
ہوئی تھی جو کچھ شاہ پر واردات
کہا خوب ہی مین کرونگی یہ کام
کسی شہر مین جا کے اسکا گزار
ہی نت سیر دریا پہ اُسکا علاج
ہوا اسلیے مہربانو ہی نام
کہ بارے ہوئی کچھ تو امیدوار
محبت کا ربط اُسنے پیدا کیا
کئی نذر مین ہار دیکر ملون
لگی کہنے دلمین کہ یا ذوالجلال
ہوئی رخصت اور گھر مین پھر آکر
پری دے روداد ساری کہی

ملکزادہ کے تئین بھی دی تہنیت
کہون کیا نہ احسان پیر کہے
کہ بارے ملا یار کا کچھ نشان
گیا صید ماہی کے تئین صبحگاہ
شہنشہ نے خوش ہو کے پکڑا اُسے
شکم جبکہ مچھلی کا چیرا گیا
شہنشاہ کو لا دکھایا اُسے
کہا نے مین اس پیرزن کو بلا
کہا پیرزن نے کہ اے شہریار
یہ پازیب ہے مدعا کی دلیل

کہ خوش ہو بس اب جیمین غم کھا دوست
کہے جو تو ہے حق بجانب ترے
تن مردہ مین آ گئی فی الفور جان
لب آب بادرد و اندوہ آہ
پھرا گھر کے تئین صبح ہین کہا نے
تو پازیب آہن سے اک بے بہا
تحیر مین سب بھیکرہ گئے
دکھائی وہ پازیب اور یہ کہا
یہ جا ئے خوشی ہے نہ کر اضطرار
چل اب کوچ کر یا نئے نت کر تو چیل

خدا نے ٹھکانا ملایا مجھے
سُنا شاہ نے جبکہ یہ ماجرا
پھر آگے ہوا کیا پس از چند روز
کسی طرح پھینکی جو ماہین شست
کہا آگے باورچیونکو شتاب
مرصع جواہر کی نکلی تمام
تڑپنے لگا شاہ مچھلی نمط
کہ ماما بتا کیا یہ اسرار ہے
خدا نے ترے دل کا مقصد دیا
کہ شاید ملے اسکا پایان کہین

پھر اُسکو بھی آنکھون نے کھایا مجھے
کیا سجدۂ شکر اور خوش ہوا
کہ اک روز وہ شاہ عالم فروز
مچھلی نے کی اُنہین اکبار جست
کہ لاؤ جلدی سے اسکو کباب
کہ تھا لعل و یاقوت کا اُسکا کام
نہوتا تھا غم سے ہرگز غلط
مری جان و دل سے جو انگار ہے
یقین ہے کہ سب کام تیرا کیا
میسر ہو دیدار جانان کہین

کوچ کردن ملکزادہ از شہر بود و باش و رسیدن بدیار مہربانو ہمراہ پیرزن

کیا کوچ اُس شہر سے شاہ نے
کہ لائی اُسی شہر مین شاہ کو
گئی شہر مین اپنی دوکان پر
ملاقات پھر اپنی مالن سے کی
کہا اُس سے اے مادر حق شناس
کہا اُسنے سُنتی ہے میری بہن
عجب طرح کی بات کچھ ہو گئی
اگر کتنے دن تو توقف کرے
چلی آئی فی الفور پھر شاہ پاس
دلے اب سُنو آگے تم مجھسے بات
پھر اپنے اُسی پیر سے یہ کہو
کہ بھیجا خضر نے ہے مجھکو یہان
کہ از بس خدا کا ہے تجھپر کرم

کہ بخشا ثمر باغ امید اللہ نے
جہان جا کے آئی تھی اُس ماہ کو
جہان آگے رہتی تھی شام و سحر
نئے سر سے پھر گرم کی دوستی
مجھے لیجا پھر مہربانو کے پاس
کہون تجھسے کیا مین ہالکے سخن
کہ پازیب اسکی وہان گر پڑی
تو لیجا وہین ساتھ اپنے تجھے
کہا نے شہنشہ ملی تیری آس
کہ لیکر بس اب تیرے قدمونکو ہات
کہ لیکر اُسی آب حیوان کو
ترے پاس اے شہریار زمان
عطا اُسکی تجھپر جو ہے دمبدم

ہوئی پھر وہی پیرزن شہ کے سات
کسی باغ مین جا اُتارا اُسے
بنی وہ ہی مالن پھر اگلی طرح
بنا ایکدن کتنے پھولونکے ہار
کہ پھر تیرے باعث یہ دیکھون اُسے
گئی در پہ ہے شاہزادی غمین
وہ اُسکے پتے سے مغموم ہے
یہ سُنتی ہی تب پیرزن ایکبار
یہ پازیب ہے تیرے ہی یار کی
یہانتک رہو جا کے تاکہ در تر
لے جا بدے سے وہ دلدار کے
بغرض عنایات و لطف دلی
سو مقصد اب ہے تیری خدمت خواہ کا

پھر آگے سنو کیا ہوئی واردات
تسلی کا دیکر سہارا اُسے
لگی بیچنے پھول پہلی طرح
منقش و زری کے لگا آہین تار
کئی ہار پھر نذر مین لے گئی
گئی تھی وہ دریا نہانے کنیز
مجھے اُسکی تشویش معلوم ہے
ہوئی خرم و شاد جون نوبہار
اُسی نازنین و طرحدار کی
جہان غیر کا ہو نہ ہرگز گذار
کہے پھر یہ حرف اُس سے اسرار کے
کہا ہے یہ ساتھ اُسکے بیٹھا ہے جی
پھر اک نوجوان ساتھ مانند گلی

وہ پازیب اُسکو عنایت ہوئی
پھر اپنی وہ دختر اُسے بیاہ دی
شہنشہ نے سن پیرزن کا بیان
کیا دور اُس باغ سے جب مقام
جو سیکھا تھا اُسکو سنایا تمام
کہاں ایسے بخت و طالع مرے
کہا ہو نہ باور تو شاہ زمان
دہن پیر نے اسپہ اک قطرہ آب
قدم پر گرا پیر کے دفعۃً
کہا پیر نے بس ہیں رخصت ہوا
یہ کہکر مرخص ہوا اُس شتاب
کسی دیکھے پیچھے شہنشاہ تب
کہا شہ سے پیغام پھر ایکبار
کہ جا سیر کو صبح دریا کنار
ظفر نامہ جو ہے شاہ عالیجناب
کہو جسکو اُسکے حوالے کروں
کر آگے سے مجکو پھر اسکی خبر
جلاتا تھا مُردے کو عیسےٰ نمط
خضر نے وہ بھیجا تھا انبان نان
کہ فرزند کی نئی ہیں ہیں مجکو دان
ملکزادہ سُن شہ کے پیغام کو
پدر مہربانو کا پھر ایک بار
پھر اسکی خبر سنکے مالن کے پاس
چلی شاہزادی کے تئیں خوشی
رکھے سامنے نذر پھولوں کے ہار

جو صحرا میں تھی بانو سے گزری
جو سب تیرے مقصود اللہ نے
اُٹھا دفعۃً خرم و شادمان
اور اُس پیر سے سب کیا یہ کلام
ادا کر چکا جبکہ یکسر پیام
جو خضر ایسا پیغام مجھسے کرے
یہ حاضر ہو گر لیجیے امتحان
پھرا یا دہن جی اُٹھی وہ شتاب
عقیدت سے کرنے لگا یہ سخن
زیادہ نہیں مجکو رہنا بھلا
یہاں آن پہونچا بصد اضطراب
گیا شہر میں پھر بعیش و طرب
کر آیا ختن کا ہوں میں شہریار
تو کی مچھلی اک ہوگی تیرے شکار
دے لیجا کے اُسکے تئیں تو شتاب
شتاب اسپہ پھر شہر کی راہ لوں
ہوں مشکل میں یہ سُن چکا سر بسر
تھا اعجاز اُسکا مسیحا نمط
یہ پیغام بھی کر گیا وہ بیان
یہ تاج و نگیں سب تجھے سونپ دوں
کہا دلکو خوش ہو دل کام جو
محل میں گیا اپنے خوش بیشمار
گئی پیرزن بھی وہ روشن قیاس
ملی اُس سے جسکی تو مشتاق تھی
تصدق ہوئی جی سے بے اختیار

اگر تیرے پاس آئے وہ نوجوان
نشانی بھی دی ہو یہ آ جتاب
رفیقوں کو اپنے لیے ساتھ سات
وہ پیر خرد مند روشن قیاس
کہا باپ نے مہربانو سے تب
تب اُس پیر نے آ کے جیون نکال
شہنشہ نے مچھلی منگائی کوئی
ہوئی اہل مجلس کو حیرت تمام
تو بیشک ہے بھیجا ہوا خضر کا
فقیروں کو دنیا سے کیا کام ہے
کہا آکے یہ جرأت اسوا سے
اُسی باغ میں پھر کیا جا مقام
مجھے خواب میں بھی بشارت ملی
تو اُسکے شکم کے تئیں چیر کر
سو لیکر وہ پازیب آیا ہوں یہاں
یہ پیغام سُنکر کہا شاہ نے
یہاں آکے پہونچا تھا اک مدبر
سکندر نے پایا جو آب حیات
اُسی روز سے مجکو منظور ہے
شتابی نہ کیجیے بس اب تو بد
تو ملتا ہے اب اُنہیں مطلوب سے
لگا چرچا شادی کا کرنے بیان
کہا اُس سے مالن کے گھر جا تو
گئی ساتھ مالن کے وہ پیرزن
ہو خوش مہربانو یہ کہنے لگی

تو دیکھا اُسکو دلمیں ہو شادمان
کہ تاثیر ہے دلکو یقین ہے یہ بات
اور اُس پیر کو بھی تھا نیک ذات
کیا والد مہربانو کے پاس
کہ قسمت پر اپنی ہے مجکو عجب
رکھا روبرو شاہ کے حال حال
جو تھی کب سے سوکھی ہوئی مر رہی
ہوا خوش شہنشاہ عالی مقام
بس اب کچھ نہ شک مجکو باقی رہا
کہ دنیا کا دار فنا نام ہے
کہ ملتے ہو تم اپنے اب باوسے
جہاں رہ چکا تھا کئی صبح و شام
بشارت ہوئی یہ بشارت ہوئی
نکالی یہ پازیب لعل و گہر
کہ تا سونپ دوں یہ امانت گران
شہ واقف رمز آگاہ نے
جو شان کرامت میں تھا بے نظیر
سو رکھتا تھا وہ مرد پیر اپنے ساتھ
اُسی روز سے مجکو منظور ہے
اقامت ہے چند یکمیں خوب تر
وہ مطلوب ہے اور وہ محبوب ہے
سب اہل محل ہو گئے شادمان
کہ تیری مجھے کب سے تھی جستجو
پھر آنکھوں سے ملکی وہ رشک چمن
کہا ماتو اب تک تھی کیدھر رہی

بھلی صورت اپنی دکھاتی ہو تو
کبھی ہاں کبھی واں ہوں گھبرائی سی
وجاہت میں یوسف کے مانند ہو
سو میں بھی اسے دیکھنے ہی گئی
سمجھ گئی کہ وہ ہی خریدار ہے
کرے آئی تیری دلھن کے تئیں
تبسم جو اسنے کچھ اسیر کیا
ملکزادہ سنکر ہوا شاد و شاد
سنو آگے تم اب ادھر کا بیان
کہ نوبت کہیں آج ہے بیاہ کی
کرو شہر کو کیسر آئینہ بند
زری بادلے کے کھچیں فرش سب
جب ارکان دولت یہ لائے بجا
معین ہوا ساعت سعد کل
ملکزادہ بھی وقت موعود پر
گیا دھوم سے اور بڑی دھوم کر
لگی تھی جہاں مسند زرنگار
گھڑی چار باقی رہی جب کہ رات
بصد عظمت مسند پہ رکھا قدم
کسی طرف کو گائنوں کا ہجوم
کہ صدقے ہوا اسپہ سے صد تو گل
پڑے پھر گلو میں خوش پھولوں کے ہار
اٹھا گود میں اپنی دلھن کے تئیں
خبیر دن کے سامان کو کیا کہوں
غرض بعد جو تھی سکے پھر چند روز

گر سو سو برس بعد آتی ہو تو
گرک جائے دور و زری زندگی
صباحت میں ہے کچھ کبھی چند ہو
اسی واسطے دیر مجکو ہوئی
وہی جان و دل و مری دلربا ہو
سمن کے تئیں نسترن کے تئیں
مزہ اس تبسم کا میں نے لیا

کہا پیرزن نے میں صدقے گئی
ہر آیا ترے باغ میں اک جوان
جہاں ایک انڈا ہی دیدار کو
یہ سنکے شہزادی گئی مسکرا
غرض پیرزن اس سے رخصت ہوئی
بخوبی ملی جا کے ہوئی ہمکلام
بس اب خوش ہو کر شکر پروردگار

مجلس عروسی و دامادی ملکزادہ مہر بانو

پدر مہر بانو کا ہو شادمان
کہ شادی ہے اس غیرت ماہ کی
کرو روشنی طرح جشن جمشید
تکلف کے خلعت ہوں زر تار اب
اور اسباب سب کچھ مہیا کیا
بس آ کل کر دو وہ تجمل انجمن
رفیقوں نے تئیں پہنے سب سج کر
اسی لاؤ لشکر اسی فوج سے
بٹھایا وہاں لا کے با اقتدار
توصیفہ کو بہ مہربانی کے ساتھ
ہوا ہر طرف غل سے اندوہ غم
کسی طرف تو نوسلونے کی دھوم
کہاں گل نے پائی یہ بو باس گل
مبارک سلامت مچی ایکبار
ملکزادہ نکلا محل سے وہیں
کہا ننگ کھانی کے تئیں طوا دون
لگا کہنے وہ شاہ عالم فروز

اہالی موالی سے اسنے کہا
محل میں بھی ہیں گائنیں جو تمام
امیروں کے جوڑے خنیں بانک
صندلچے جواہر کے بھی وا کرو
تو بھیجا ملکزادہ کو بہ جام
جلوس و تزک کا جو سامان تھا
براتی ہر اک کو بخوبی بنا
اٹھے بہر تعظیم امیر و وزیر
طوائف جو تھیں پھر رہیں ناچتے
گئے خواجہ لیکر محل میں شتاب
چھپیں جو تھیں بلائیں کہیں لیتی سب
دلھن کو بٹھایا جو دولہا کے پاس
کہیں سمیں جو شربت کا جو چاہا ہوا
گھڑی ایک جب رہ گئی رات
بجا ناچ ہوا تو تسنیں شان سے
ہر اک لعل تھا ملکت گلعذار
کہ بہتر ہے اپنے پھر دن شہر کو

ہر ایک رانی میرا یہ کمبخت جی
سجیلا چھبیلا پر از غرور شان
کہ دیکھیں ٹک اس ماہ رخسار کو
کیے نیچی آنکھیں بشرم و حیا
پھر آ شاہ سے سب حقیقت کہی
سنائی تری بھی وجاہت تمام
کہ فصل خزاں گئی و آئی بہار
کر دی حق تعالی نے ہمارے مراد
کہ نقارخانے میں دو حکم جا
بجا دیں بدھاوے کی اب دھوم دھام
شتابی کرو لیس سب ہوویں زرنگ
جو مطلوب ہے سب مہیا کرو
کہا شاہ فرخندہ والا مقام
وہ سب کچھ ادھر سے روانہ کیا
بنا آپ دولہا بناز و ادا
گئے آگے لیے صغیر و کبیر
لگیں ناچنے اٹھ کے انداز سے
دلہن کی کہوں کیا ہے آفتاب
کہیں مسند میں پھر رہیں گئی حس
عجب طرح کی تھی اسوقت جیز
مزہ اور کچھ کچھ دوبالا ہوا
تو رخصت کی پھر ملکر ٹھہری بات
رہا پھر اسی باغ میں آن کے
جو لایا وہ زرینہ تخت و تاج
لیے ایسی زرینہ دہر کو

پدر مہر بانو کا راضی ہوا
اب آگے ہے اس نقل کا یون بیان
کہ شہزادہ تھا کوئی ہوشنگ نام
خبر سنتے ہی اُسنے اُس ماہ کی
کہا اُسکو گر تیری تدبیر سے
کرونگا نہایت ہی تجھسے سلوک
یہ کہتے ہی بس اُسطرف کو گئی
در خیمہ پر جاکے رونے لگی
مری گود مین تھی وہ برسون پلی
خبر سبکے کی مہر بانو کو جا
ہوئی مہر بانو کو حیرت تمام
وہین روبرو اُسکے لے آئے سب
کہا مہر بانو نے دل مین یہی
غرض اہل خدمت مین شامل ہوئی
ملکزادہ نکلا برائے شکار
دگر ڈھیل کچھ اسمین لاویگا تو
وہین ایک کشتی پہ ہوکر سوار
کہ واری ملکزادہ نے راہ سے
ہر خیمہ لب آب وہ کشتی لگی
یہ سنکر جو در پر گئی ایکبار
ہوئی سیکڑون جس طرح جھگڑی
طلبگار وصلت تھا تیرا سدا
سو اسواسطے مین یہ تدبیر کی
ہوئی مہر بانو کو حیرت تمام
کہ مجکو بھی تھی تیری ہی جستجو

برجستن ہوشنگ از کمین گاہ بتدبیر و بدست آوردن مہر بانو

جو تھا مہر بانو کا عاشق تمام
بصد حسرت و درد آہ کی
اگر مہر بانو مجھے آملے
کر اب کچھ تو تدبیر ہرگز نہ چوک
جدھر مہر بانو نے تھی راہ لی
نہ رونے لگی جان کھونے لگی
لڑکپن سے مجھسے ہلی اور پلی
کہ در پر کھڑی ہے تمھاری دوا
کہا جاکے پوچھو ہے کیا اسکا نام
تو فوراً یہ کی رقت اُسنے غضب
کہ بیچین کی ہوگی وہ کوئی گھڑی
ہر اک طور سے رہنے سہنے لگی
وہین ہو یہ بدبخت آگاہ کار
تو مقصود اپنا نہ پاویگا تو
شتابی سے حاضر ہوا ایکبار
بہت پیار سے وہ بہت چاہ سے
سواری کے خاطر جو بھیجدی
کیا وہین ہوشنگ نے پھر سوار
تو ہوشنگ نے پھر حقیقت کہی
اس امید پر ہی تھا جیتا سدا
بصد شکر الفت نے تاثیر کی
کہ یہ کیا قضا نے کیا اپنا کام
ترے وصل ہی کی تھی مین آرزو

تھا وصلت لگا اسکی وہ امیدوار
بلا پیرزن ایک فطرت بھری
تو ہونگا بندہ رہونگا ترا
کہا اُسنے واری نکر فکر تو
جدھر خیمہ تھا اور وہ اتری برات
کہا مین دوا مہر بانو کی ہون
جدائی نہین مجکو اُسکی قبول
یہ کچھ حال اپنا وہ کہکر رہی
پھر آئی کہا اُسنے کو روبرو
کہ سب بھول گئی پوچھنا نام کا
بجز پالنے کے یہ الفت ہو کب
سنو کیا قضا آگے کرتی ہے کام
خبر بھیجی ہوشنگ کو دفعۃً
وہ آگے ہی جو تھا لگا گھات مین
یہ سنتے ہی عیار فطرت بھری
بلایا ہے تجکو بسیر و شکار
ہوا مہر بانو کے دلمین یقین
اُڑی دفعۃً کشتی پھر اسطرح
کہ یون تیرا کچھ بھی شیدا تھا مین
تو اکدن مجکو ہوئی نصیب
کہ دی حقتعالی نے میری مراد
ولیکن تھی از بسکہ بے شعور
ترا نام سن سُنکے بیتاب تھی

بناچار جون تون مرخص کیا
بیان اسطرح پھر کیے داستان
اسی امید مین تھا وہ لیل و نہار
کہ تھی یاد جسکو صد افسون گری
سدا زر خریدہ رہونگا ترا
ملا دونگی تجھسے مین وہ ماہ رو
وہان جا یہ پہونچی زبد الصفات
چلی وہ اکیلی مین کیونکر رہون
فراق اُسکا مجکو رکھیگا ملول
کہ حالت یہ اُسکی مین دیکھی نہ تھی
مین کرونگی اب یہ ہی گفتگو
نہ ہرگز خیال اُسکو مطلق رہا
کہان غیر کو ہو یہ تاب و طلب
کہ منزل مین اک گھر ہے خوش انتظام
کہ بس آ شتابی سے شاہ زمن
بدل مستعد تھا اسی بات مین
خوزادی سے جا یہ کہنے لگی
کہ ٹک تم بھی صحرا کی دیکھو بہار
کہ شاید بلایا ہو سچ میرے تئین
کہ تخت سلیمان اُڑے جسطرح
ترا نام لے لے کے جیتا تھا مین
پر اب جو لگا رہنے مین نے نصیب
ملی اسطرح کب کسی کی مراد
صلا جا کہا اُس سے یون با خرد
شب و روز مانند سیماب تھی

دبے مارے شرم و حیا کے ذرا
بس اس دن کی میں جو مانی تھی نیاز
نہ حجرے سے باہر نکالوں قدم
کہا شاہ ہوشنگ نے خوب ہے
یہ کہکر کیا ایک حجرہ جدا
سنا جب ملکزادہ کی واردات
ہوا دفعۃً بیقرار و ملول
رفیقوں نے تب ملکے یوں عرض کی
دلے عقل و تدبیر سے سارے کام
کہا اُسنے بس حکم کی دیر تھی
بتایا کہ ادھر کو گشتی گئی
پھر آخر کے تئیں جا کے پہونچا وہاں
نگہبان کرنے لگی تب بیان
ہے چلّے میں بیٹھی کئی روز سے
کہ بارے یہاں تک تو لایا خدا
جہاں گرد سیاح سے ہیں تمام
بلا کر شہنشہ نے تجار کو
کیا اُسنے تیار تخت روان
تو کل مہربانو کو لیکر چلوں
کہ کل مہربانو سے پاؤنگا وصل
ہوا تخت پر آکے اپنے سوار
چلا وہ سا اوج ہوا پر اُڑا
کہا چوکیدارونکو مارین تفنگ
زمین پر دیا پھینک اکبارگی
غرض جب یہ مقصود اور مدعا

نہ کہہ سکتی تھی آپ میں برملا
کروں ایسا ہو نچاے جب کارساز
تو بیٹھوں ترے پاس ہو کر بہم
مجھے تیری خوشنودی مطلوب ہے

بحمد اللہ بارے خدا نے مجھے
تو چالیس دن تک عبادت کروں
یہ سب کچھ ادا کر چکوں جس گھڑی
یہ چالیس دن بھی گذر جائینگے

آگاہ شدن ملکزادہ از بلای ناگہانی ورسانیدن خود را بعبادت گاہ مہربانو

لگا ملنے منہ کو اور بر خاک و بھول
کہ اتنی بھی لازم نہیں بیخودی
پھر آخر کے تئیں پاتے ہیں انجام
مجھے اب نہیں ہے توقف ضروری
اور اسکو گئے اتنی مدت ہوئی
عبادت میں تھی مہربانو جہاں
کہ یہ مہربانو کا ہیگا مکان
نہیں نکلی باہر اسی روز سے
وہی دیگا باقی جو ہے مدعا
فقیرانہ میں کاٹتے صبح و شام
رفاقت میں تھا جو کہ سیکھے ہو
اُسی اپنی صنعت کا باعلم و شان
شتابی سے [illegible] چلوں
بس اب جا چکا سب ترا ہجر فصل
یکایک گیا جا محل میں گذار
ہر اہل زمین کو دکھائی دیا
شتابی کریں بستکریں جنگ
نگاہ اس پہ ہوشنگ کی جو پڑی
ملکزادہ کے تئیں خدا نے دیا

کیا ناصبوری سے اپنا یہ حال
ذرا کیجیے ضبط اپنے تئیں
کہ آج دن ہے تیرے کام کا
یہ کہہ اور وہیں جا لب آب پر
ملکزادہ نے لی تب اُدھر کی راہ
لگا پوچھنے کسکی بستی یہ جا
ملی ہے جو کچھ اُسکے دل کی مراد
سنا جب یہ کچھ شاہ نے ایکبار
ہوئی مہربانو کے تئیں بھی خبر
سمجھ گئی کہ عیار ہے یہ وہی
کہا آج دکھا تو اپنا ہنر
کہا شاہ نے پھر رفیقوں سے تب
قضارا وہی خاتمہ کی تھی رات
غرض جب ہوئی شب ملکزادہ تب
بٹھا مہربانو کے تئیں اپنے ساتھ
ہوئی جبکہ ہوشنگ کو یہ خبر
ہزاروں تأسف کیا ملتے جب
نفس تب ہوا اُسکے دم میں تمام
وطن کو شتابی سے پھر راہ لی

بہر طور ہاتھوں دکھایا تجھے
عبادت کروں اور طاعت میں
تو پھر آگئے جو ہوس میری تری
مزہ پھر تو ہر طرح ہم پائینگے
لگی رہنے واں مہربانو سدا
کہ ہرگز سنی جب خیمے میں بات
کہ مرنے کا گذرا اسکو خیال
مصیبت بڑی ہو نہ سکے تئیں
کرے فکر تاکہ اس انجام کا
ہر اک سوچ کی شکل کر کر نظر
بجان غمی و بحال تباہ
یہ کسکا محل کسکی دولت سرا
تو کرتی ہے وہ یاد رب العباد
تو دل میں کیا شکر پروردگار
کہ آئے ہیں کتنے مسافر ادھر
جگہ میں نے جسکے لیے ہے رلی
کہا اُسنے حاضر ہوں میں حکم پر
کہ گر خیر سے آ چلی گذری شب
کہ منہ پر تھی ہوشنگ کی جو بات
رفیقوں کے تئیں جمع کرکے سب
اور اُس پیرزن کو بھی لا باہم
گئے ہوش اور گم گئے پاؤں سر
لو سر پیرزن کا پکڑ شہ نے تب
کہ تھا اب ملکزادہ ہی کا یہ کام
کہیں راہ میں تو وصل مطلق نہ کی

ہوا جب قدمبوس ماں باپ کے
مصاحب جو گذرے تھے یکسر گئے

نئے سر سے عشرت ہوئی شہر میں
ہر اک سو بشاشت ہوئی شہر میں

وہی لاؤ لشکر وہی سلطنت
وہی عظم و شان اور وہی مملکت

ملی روشنی آنکھوں کی ان کے تئیں
غم و درد بھولے کہیں کے کہیں

رفیقوں کے تئیں بخشے لعل و گہر
غریبوں فقیروں کے تئیں مال و زر

ملی جس طرح ان کی آنکھوں کی مراد
کرے حق یوں ہی سب کو مسرور و شاد

داستان شاہزادہ بہرام و زہرہ دختر وزیر

سنو اور دلچسپ اک داستان
عجیب و غریب و فصیح البیان

کسی شہر میں تھا کوئی بادشاہ
نہایت ہی با شوکت و عز و جاہ

نہایت حسین اور صاحب جمال
وجاہت کے عالم میں تھا بے مثال

رکھا زہرہ اسنے بھی دختر کا نام
کہ تھی برج خوبی کی ماہ تمام

لگے قاعدے لکھنے پڑھنے ہم
جدائی نہ دونوں میں تھی کوئی دم

پھر آپس میں جب کچھ لذت کے دن
کہ بارہ برس کے ہوئے دونوں تن

لگیں چشمکیں ہونے چلنے انداز کی
لگے بولیاں بولنے ناز کی

ہوا سب پہ معلوم آخر یہی
کہ باہم ہے معشوق و عاشقی

کہ زہرہ نہ مکتب میں آیا کرے
محل ہی میں اب تو پڑھا یا کرے

ہر اک جان کو اپنی کھویا کرے
سبق کے بہانے سے رویا کرے

ہر اک وقت بہرام کے باپ سے
یہی ذکر سب لوگ کرنے لگے

خلائق ملامت ہے کرتی اسے
رعیت شماتت ہے کرتی اسے

نہیں چاہتا ہوں میں ایسا خلف
جو یوں ننگ پیدا کرے ہر طرف

ہوئی جبکہ بہرام کو یہ خبر
کہ اب یوں مصیبت پڑی ہے مگر

مرا آخری ہے یہ اسکو پیام
کہ یہ کچھ قضا نے کیا میرا کام

تو ہر طرح میری مٹی ہوا اب
مصیبت کے دنکی سنگھائی ہو اب

خدا جانے یہ زندگی کیا دکھائے
کدھر اب یہ تقدیر مجکو بچائے

لگی کہنے بہرام سے جا کہو
کہ اے میرے خورشید پاکیزہ رو

مجھے آپ منظور تھا یہ تمام
ہوا خوب جب تو نے بھیجا پیام

کرتا مجھسے ہر طرح ہو کر سوار
کسی طرح مجھسے ملو ایکبار

اسی وقت موعود کو دیکھئے
دیا کنج گھوڑا ہر اک طرح سے

سنگار اپنا اک لخت نوچا تمام
پھر اک بھیس مردانہ پہنا تمام

خدا نے جو فرزند اسکو دیا
تو نام اسکا بہرام اسنے رکھا

پھر اس سلطنت کا جو تھا اک وزیر
ہوئی اسکی بھی دختر بے نظیر

جب ایام دونوں کے مکتب میں آئے
تو بس ایک جاگہ ہی پڑھنے بٹھائے

محبت بہم بڑھتی جاتی سدا
تعشق کا ہوتا چلا مرتبا

کہ باہم ہوئیں اور ہی خواہشیں
دلوں کی ہوئیں اور فرمائشیں

غضب روز رہتی تھی باہم خوشی
جدائی بھی اک دم مطلق رہی

ہوئی جبکہ ماں باپ کو یہ خبر
تو قدغن کی رو سے کہا شور کر

ہوا ناگہانی جو ترک وصال
ہوئی زیست دونوں کو اپنی محال

پڑا جمع کرنے اسے جو کام
لگا اسکا چرچا بھی ہونے تمام

کہ شہزادہ مجنون ہوتا چلا
نہیں ہوش میں مطلق اپنے رہا

پدر اسکے بہرام کا ہو خفا
لگا کہنے اب اسکا چارہ ہے کیا

نکالو بس اب شہر باہر کرو
جدھر جی ہو اسکا چلا جانے دو

تو دائی سے اپنی بلا کر کہا
کہ ہر طرح اب باتن ہو کے جا

اگر میری یار اب موافق ہو تو
مری دوستی سچ صادق ہو تو

نہیں تو بس اب تجھسے رخصت ہوا
جو کہنا تھا اپنی طرف سے کہا

دیا جب یہ دائی نے جا کر پیام
تو زہرہ کو ہوئی اضطرابی تمام

رفاقت نہ تیری ہی کرونگی تمیز
تو پھر ہو رہونگی بیاں کسی میں

بس اب ایک گھوڑا مرے واسطے
چھپا کر سر شام سے بھیجیے

سنا جب یہ بہرام نے جواب
تو دل کا مٹا اسکے کچھ اضطراب

ہوئی دو پہر رات جب منقضی
تو زہرہ پلنگ پر سے اپنے اٹھی

جواہر کی دس بیس لیکر رقم
چلی گھر کے باہر اٹھاتی قدم

ہوتی اُگے گھوڑے پہ جلدی سوار — ملی جاکے بہرام سے اکبار
تھا جبکہ ہر ایک کا اشک تر — تو ڈرکر لگے پوچھنے بہرگر
کیا اُسنے تو مجھسے بھی ہو نحیف — نہیں میں ہی کچھ ناتوان و ضعیف
غرض کرکے باتیں یہ اُلفت بھری — پھر اسطرف کی دونوں نے راہ لی
پھر آکر ہوئی وارد اک ایسی جا — کہ راحت بھری تھی جہاں کی فضا
کہا تب یہ زہرہ نے بہرام سے — کہ گردم کی دم تو مجھے چلنے دے
یہ کہکر بس اُتری زمیں پر شتاب — وہیں اسطرف ہو گئی مست خواب
کرا ایسا نہو کوئی آجاوے یان — عیاں جسپہ ہووے یہ راز نہان
وہ بہرام شہ جو ادھر اور اُدھر — حفاظت کھڑا کرتا تھا سر بسر
جو دیکھے تو بہرام کا نہیں نشان — اکیلی ہر دہ جا پڑی تھی جہان
خبر سی دفعتہً اُڑکے گھوڑے ادھر — لگی ڈھونڈھنے اُسکو ادھر ادھر
یون ہی روتے روتے گئی کوس تک — بھٹکتی تھی جاتی کہ پھر یک بیک
جو دیکھا تو گھوڑے پہ ہے اک سوار — کسی طرف جاتا ہے بے اختیار
قریب اُسکے اکبارگی جو گئی — تو شکل اسکی اسکی نظر میں پڑی
لیا ہاتھ میں پھر تو تیر و کمان — نشانہ کیا دم میں اسکو وہان
کیا سجدہ شکر اُسنے ادا — کہ مارے کبھی میں بفضل خدا
بلا روز و شب پھر اک شہر سے — ہوئی خوش غرض اس شہر میں آکے
کہ شاید کہیں سے نکل آئے وہ — میں پانون سے اور مجھے پڑے وہ
کہ تقدیر نے ایک درماجرا — جگر سوز اسکے مقابل گیا
پڑا ڈھونڈھتا ہر طرف تھا نگاہ — نظر پڑ گئی اسکو یہ اکبار
کہ اے کہاں لیے کہاں جاوگے — کرم اپنا مجھ پہ بھی فرماوگے
یہ سمجھی کہ آفت پڑی تازہ اور — میں کچھ اور بھی اسکی دیکھو نا کلوار
ہو دن مدت سی کرتا تجارت کا کام — خرد مند مشہور ہو میرا نام
کہا شاہزادے نے سُن اے جوان — ذرا چلکے میرا بھی دیکھو مکان
رکھو میری آنکھوں پہ اپنے قدم — کہ مہین مجھے رہا کہ خوش ہوں نجم

لگے دونوں رونے لپٹ کر گلے — پھر دونے پہ رونے لگا ہائے
لگا کہنے بہرام زہرہ کے تئیں — کہ زہرہ تو کیا ہو گئی غمگین
مرے غم نے جیسا کیا تیرا حال — ترے غم نے ویسا کیا میرا حال
چلے تین دن تک شب و روز جب — تو غائب ہوئی خستگی اور تعب
ہوا سرو آب دان اک طرف — گیا وہ اک طرف گلستان کی طرف
تو سو کر کروں دور اک خستگی — نہایت ہوا بے مثل آن چلی
لگا پھرنے بہرام جا ہر طرف — سپر اور تیر و کمان بے طلب
وے اب قضا کا سنو گے کام — کہ سنتے ہی ہو جسکو حیرت تمام
سوا جل ہوا آنجہاں کے تئیں — کھلی آنکھ زہرہ کی نور و میں
ہراسان جو دل میں اکبارگی — کہ آئی جو گیا سر پہ تماچاری
کسی طرف بھی جب پایا اُسے — تو بولی کہ ہو کر گنوایا اسے
ہوئی آفت تازہ اک اور عجیب — غریب و عجیب و عجیب و غریب
سمجھ کر اُسے اپنا بہرام تب — چلی اُسکے پیچھے بصد زاری تب
محقق ہوا تب کوئی اور شخص — کہ تا غرس ان سا ہی اسطرح شخص
ہوا تیر جب اُسکے سینے سے پار — گرا وہ جوان زمیں پے اکبار
ولیکن پریشان پھرتی رہی — وہ رحمت رسی ہی تھی بوقت شان
لگی پھرنے ادھر ادھر سو بسو — لگی کرنے گم گشتہ کی جستجو
ولیکن نہ حاصل ہوئی کوئی آس — ہوئی زندگانی سے اپنی اداس
کہ اس شہر کا شاہزادہ کوئی — جو تھا سیر کرتا بیابان کی
دوانہ ہوا دیکھتے ہی اُسے — لگا کہنے ای انشوریا اس آن کے
کہو نام اپنا بتاؤ وطن — کرو کچھ محبت کا مجھسے سخن
لگی کہنے اپنا کہوں حال کیا — غریب الوطن ہوں کسی ملک کا
میں نکلا تھا گھر سے برنگ شکار — سو جنگل کا ہوا آ پڑا اس دیار
کئی دن کرو دوران زندگی — کہ ہو دور تھا راہ کی خستگی
تصور کیا دل میں ہو کے عجب — کہ تکرار اس سے نظر لیجے ب

یہ مالکسری اس ملک کا عین عیب ۔ مبادا دکھا دے مجھے کچھ نصیب
مکان بیچ شہزا لایا اُسے ۔ تکلف سب اپنا دکھایا اُسے
کہ رائی مین کیا اپنی حالت کہون ۔ نہین صبر بھی تا کہ جا کا رہون
بظاہر تو عالم ہو سب مرد کا ۔ پہ باطن مین شاید کہ ہو تو سن لینا
کرشمے تمھین ساتھ اپنے سلاؤ ۔ جو قسمت مین ہووے تو لذت اٹھاؤ
نہین ہوگے بدنام تم سربسر ۔ پڑیگی یہ شہرت نگر در نگر
کرو کچھ تو بعد امتحان اسکے کرو ۔ یہ بے امتحان اسکے ہمخواب ہو
پہ باطن مین دیکھو تو ہین شیر مرد ۔ کہ مردی مردانگی ہین ہین فرد
کہا شاہزادے نے تب یہ سہی ۔ کہ خیر از مالش ہی پہلے سہی
کہا اُوچھ چاکرین عیش کا ۔ لوازم مہیا کرین عیش کا
خوصین پڑی ہین بہت نازنین ۔ کہ ہر ایک سے ایک اعلیٰ حسین
غنیمت سے جو زندگی کا ہر دم ۔ وگرنہ کہان تم کہان پھر ہون ہم
لگا کہنے اُس سے کہ عالی مقام ۔ ابھی مجھسے ہوگا نہ ہرگز یہ کام
نہ جبتک وہ پاؤن لذت اُٹھاؤ ۔ کسی عیش کے پاس ہرگز نہ جاؤ
کہ یون ہی تو دریا پہ چلیے بھلا ۔ تکلف اُٹھا دین وہان غسل کا
کوئی پیسے اور کوئی غوطہ لگائے ۔ کوئی آب بازی کرے کوئی نہائے
تعجب ہے کی ہی مجھے اسقدر ۔ نہانے سے ہوگا یقین دُوسر
خدا جانے کیا گرمی شری کری ۔ کہ برسون تماشا نقص جسکا ہے
کہا سنکے شہزادے نے پھر یہی ۔ کہ ایسی بھی تعجیل ہی کیا پڑی
ہے یہ بھی تمہاری ہی دو نترا ۔ ٹری ہی تمکو اتنی بھی جلدی ہے کیا
رہا چار ناچار مجبور ہو ۔ کہ جیسے رہے کوئی محصور ہو
کہ ہر اکطرف کو کوئی مرغزار ۔ ہر انواع و اقسام کا دان شکار
سو کل اُٹھتے ہی صبحدم ایکبار ۔ ارادہ ہی انکو کرون جا شکار
یہ کہکر محل مین گیا بہر خواب ۔ خردمند کو یان ہوا اضطراب
یہ دو چار مفلس سپاہی گئے تئین ۔ بصد جستجو کرکے پیدا وہین

کہا چلیے حاضر ہون جیدھر چلو ۔ خوشی جسمین ہو مرضی مبارک کی ہو
ولے تھا دوانہ زبس ہو رہا ۔ پہونچتے ہی دائی نے اپنی کہا
جوان اسطرح کا ملا ہی مجھے ۔ کہ مفتون جسنے کیا ہے مجھے
عجب کیا چھپے ہووین گر ہمین ال ۔ سو آتا ہے میرے یہ جسمین خیال
کہا سنکے دائی نے ای شہریار ۔ ارادہ نہ کرنا یہ تم زینہار
گر ایسا ہی دل ہو دوانہ ہوا ۔ تو چلیے اُسے آزما لو ذرا
بہت نوجوان ایسے ہین بادہ رو ۔ کہ ظاہر زمانے مین وہ مو بمو
بس اسواسطے امتحان ہے ضرور ۔ یہی کہہ گئے ہین سبھی اہل شعور
خردمند نے پھر کیے اختلاط ۔ بڑھانے لگا جوشش و ارتباط
خوشی مین گذارین ہم آج رات ۔ تماشے مین کاٹین ہم آج رات
کسی ساتھ ہم عیش و عشرت کرین ۔ کسیکے تئین آپ صحبت مین لین
خردمند سنکر یہ فی الفور بات ۔ وہین دلمین سمجھا کہ یون ہی ہے گھات
کہ مدت سے نیت مین اک تھا بی ۔ جہانگی ہر لذات سب ترک کی
سُنا شاہزادے نے جب یہ سخن ۔ تو پھر اور تمہید کی دفعتہ
گرین اچھلین یا نہین اُدھر دھر ۔ ہم چھینٹے لڑکے ہون تر بتر
دیا تب خردمند نے پھر جواب ۔ کہ ای شاہ شاہان عالیجناب
مجھے غسل کرنا ہے حکمت سے دور ۔ کرون تو خلل ہوئے کچھ بالضرور
یہ کہکر کہا اب مین رخصت ہوا ۔ کہ ہے عزم مجھکو بہت دور کا
ابھی تو کئی دن کرم کیجیے ۔ نہ داغ جدائی مجھے دیجیے
خردمند تب دل مین سمجھا یہ بات ۔ کہ مشکل ہے اب سے پانی نجات
گیا دن گذر اور جب آئی رات ۔ تو پھر شاہزادے نے چھیڑی یہ بات
کئی شہر سُنتا ہون اسطرف مست ۔ کہ ہر اکطرف کرتے پھرتے ہین جست
اگر تم بھی بہر تماشا چلو ۔ تو دلکو نہایت مرے خوش کرو
ولیکن زبس عقل مین تھا تمام ۔ کیا دفعۃً ہوشیاری کا کام
طمع اشرفی اور روپے کی دکھا ۔ مخاطب ہو ہر ایک سے یہ کہا

کہ جنگل جو ہے وہ فلانی طرف
نشانی کو تا دیکھ انعام وہاں
ہوئی جب سحر گھر سے تب شہریار
ہیں فارغ بھی کہ جگہ ہوا اُنکو بار
ہوا اُسکے شہزادہ حیرت زدہ
تو دیکھے کہ سچ مچ پڑے سب ہیں شیخ
کیا تمنے سچ مچ یہ رستم کا کام
ہر اک اہل مجلس کو ہو سر خوشی
یہ کہکر یہ تعجیل گھر کو پھرا
لگا کہنے اُس سے کہ ای شہریار
ولے بے حجابی کو ہے راز حجاب
ہوئی رات جب تب ہزاروں خمار
پڑا آن گردورہ جام مے
یہ سامان جسوقت آخر گزیندھا
وہیں لیکے ساغر کے تئیں پی گیا
اور آپ اتنی اُسکو پلائی شراب
گرا ہو کے بیہوش سنسا دیر
لیا حال سرشتہ کا چلا وتار
ہوا جلد گھوڑے پہ آ کر سوار
گیا سہرا آرام اُسمیں مقام
جو دیکھا تو مُکھڑا ہے لوہو لہان
لگا کہنے سچ مچ تھا بورا حریف
ہوا شہر میں بھی یہ سب اشتہار
سنو اب خردمند کی واردات
عجب تم تو ہو گوہر بے بہا

کئی شیر ہیں خلق کرتے تلف
نہیں تو عوض اُسکے الزام ہو دن
نکل کر لگا کہنے ہو اب سوار
بس اب تم بھی جا کر وہ شکار
نہ حیرت زدہ بلکہ خجلت زدہ
نظر جائے جیدھر ہیں شیروں کے ڈھیر
رہا آج سے یہاں تمھارا بھی نام
رہے کیفیت سے نہ خالی کوئی
تجرع کا سامان مہیا کیا
یہ میری بھی تھی آرزو بیشمار
ہر ان جرعو نکو دیکھی دکھا جب
جبی ساغر و شیشہ کی لا قطار
لگے بجنے قانون مرچنگ و نے
خردمند نے شہ کو ساغر دیا
پھر اک جام اُسکے تئیں بھی دیا
کہ فورا گیا اُسکو بے تاب
رہی کچھ نہ ہرگز کسی کی خبر
چھری کا بھی خط مُنہ پہ کھینچ گیا
لی فی الفور جنگل کی راہ یکبار
لگا رہنے خوش واں صبح و شام
نہیں سر پہ پھر تاج کا بھی نشان
نہیں اب تلک دیکھا ایسا عجب
کہ یہ کچھ ہوا ماجرا روبکار
کہ رہنے لگا جب وہ مالن کے ساتھ
کہ ہوگا نہ ہمتا کوئی دوسرا

شاباس انھیں شہ کے مار آؤ تم
گئے وہ اور اسلحہ لائے بجا
خردمند نے تب دیا یہ جواب
نشانی بھی چاہو تو تم دیکھ لو
گیا پھر خردمند کو لیکے ساتھ
خردمند سے تب خجل ہو گیا
ہوا لازم اب جشن اُسکا کردن
تب ایسی خوشی کا ملے لطف خاص
خردمند سمجھا اُسے بھی ذہین
کہ مدت ہوئی ہے نہیں پی شراب
ہوا اُسکے شہزادہ خوش وہ اُسے
گزک چاہیے جتنے اقسام کی
ہوئے اہل مجلس ہمہ بیحجاب
ہوا شاہ خوش اور اُسی رات سے
خردمند نے کی خردمندی تب
نہ ہوش اُسکو نے عقل باقی رہی
بنا جبکہ مجلس کا یوں آکے رنگ
رفیقوں کے بھی کاٹ کر ناک کان
ہوا حد سے باہر جب اُس ہلاکے
یہاں جو اُٹھا وہ شہ بے خبر
جو اہل مجلس بھی نکٹے ہیں سب
عبث میں کچھ اُسسے آزار کہے
شہنشاہ کو سب نے نفریں کیا
تھا مالن یم اک وزیر جا گئے
دیا کیا خدا نے ہے حسن و جمال

دُم و گوش کو کاٹ کر لاؤ تم
دُم و گوش دیکر زر اپنا لیا
کہ خوب آپ نکلے ہیں گھر سے شتاب
کسی طرح کا کچھ اگر شبہ ہو
کہ گذری تھی جس جا یہ وہ واردات
کہ اللہ رے آپ کا حوصلہ
کہ بزم شراب اُسمیں ترتیب دون
جو ہر ایک پیدا کرے لطف خاص
جو مقصد تھا اُنکا ہم سے آگہی تشنیز
کسی طرح سے ہو جیسے بیحجاب
لگا کہنے اچھا یہی شب کٹے
تکلف سے وہ بھی ہوا کے تھی
بلکنے لگا سب بحال خراب
کہ بارے غضب آیا ہیں اُٹھا ہے
لونڈھا یاگر یا نہیں اپنے سب
نہ تمیز صہبا نہ ساقی رہی
تو اُٹھا خردمند پھر لے دو رنگ
سر و سینہ کر سبکا لوہو لہان
تو مالن کا گھر یک ملا پھر اُسے
تو ہشیار ہو چہرے پر کی نظر
اور احوال پر اپنے دے سب سچ
کہ آخر کو لیننے کے دینے پڑے
اور اُسکی حریفی کو تحسین کیا
کہ آئے کدھر سے کدھر جا لگے
کہ دیکھے پری بھی تو ہو جائے نڈھال

کیا تب مجھے دمند نے یون بیان
کہ پوچھے ہے کیا مادر مہربان
کہ یکسر تباہی ہوا میرا حال
ہوا انکو اب مرا کچھ یہ حال
دیا تب یہ بالن نے اسکو جواب
کرو اری کی ماد نہیں کچھ پیچ و تاب
خدا پھر بھی تجھپر کریگا کرم
نہیں ہے ضرور اسقدر کھانا غم
خوشی تیری جبتک ہو گر بود و باش
نہ لا دل پہ کچھ اپنے ہرگز خراش
کہیں سے کیا جمع کچھ مال جب
تو رستے پہ کر اپنی دوکان تب
کہ بہرام شاید کہیں آملے
جو اس مال کا نفع اور سود لے
وہاں کی جو تھی دختر شہریار
حسین مہر طلعت عالی وقار
ہوئی حسن کی اسکے اسکو خبر
لگی رہنے بیتاب شام و سحر
بہایا کرے آنکھ سے نت لہو
دوانی سی بکا کرے سو بسو
کہ سوداگر آیا ہے کوئی ادھر
ہے خوبی کے عالم میں رشک قمر
بھلا جاکے تو بھی تو ٹک دیکھ آ
اور احوال کو اسکے آکر سنا
لگی کہنے دل میں کہ فی الواقعی
جو کچھ لوگ کہتے ہیں سب سچ ہی
نہ گل میں نزاکت ہے اس طرح کی
نہ ہو شمع ہی میں وہ رخشندگی
نہیں شکل جادو کی تصویر ہے
کہ یون اسکی آنکھوں میں تاثیر ہے
ہوئے کتنے ہی ہیچ یون مقتضی
خبر باپ کو جاکے دائی نے دی
کیا اسنے اظہار راز نہان
نہان تھا جو کچھ کر دیا سب بیان
کہ یہ شخص اہل اور سنجیدہ ہے
مودب مہذب ہے فہمیدہ ہے
نہایت ہے ہر شخص آداب دان
عجب کیا کہ ہو صاحب خاندان
قباحت نہیں اسمیں مطلق ذرا
ہر اک طرح یہ کام ہے خوشنما
خردمند کے پاس بھیجا پیام
کہا جاکے پیغام بر نے تمام
کہ اب کیا ہے تجویز اسکی گردن
دلھن آج ہون کیونکہ دولھا ہون
کہ حضرت سے جاکر کرو التماس
میں بندہ ہون فدوی احسان شناس
غلاموں کا ہون انکے میں غلام
دعا و ثنا میں ہونگا مدام
نہ جبتک یہ ہوویگا مقصد حصول
نہیں خانہ داری مجھے کچھ قبول

مرا باپ کرتا تھا سوداگری
نصیبوں نے میرے یہ کی ابتری
کہ پھرتا ہون ہر سو بھٹکتا ہوا
ابھی دیکھوں قسمت میں کیا ہے لکھا
مصیبت ہے مرد غریب پہ آئی پیش
نکر دل کے تئین چاک سینہ کو ریش
تو فرزند سے بھی ہے اعلیٰ مجھے
یہ گوہر ہیں نے اپنا دیا ہے تجھے
خردمند رہنے لگا پھر وہان
بسیرا ہوا اسکا وہ بھی مکان
لگا بیچکر بیچنے اپنا مال
ولے تھا یہی اسکے دلمیں خیال
زبس تھا طرحدار اور نیک ذات
ہوئی اسکی صورت کی شہرہ بات
پری پیکر اسکا تھا مشہور نام
وجاہت کی تھی اسکی شہرت تمام
نہ کھاوے نہ ہووے نہ سووے کبھی
نہ اک آن خوشنود ہووے کبھی
غرض ایکدن اپنی دائی سے جا
یہ درد نہانی سب اسنے کہا
ہوئی مجکو ہے دیکھنے اسکی طلب
تعلق ہوا اس سے ہیں بیتاب
گئی سنکے دائی خردمند پاس
پھر اکبارگی دیکھ ہوئی بحواس
پھر آکر شہزادی سے اپنی کہا
کہ واری میں جلوہ کہون انکا کیا
خدا جانے کیا طلسمات ہے
نہیں عقل میں آتی کچھبات ہے
پری پیکر اور انکا سنکر بیان
لگی رہنے بیخواب و خور ہر زمان
ہوا باپ سنکر وہین بیقرار
بلایا وزیرون کے تئین ایکبار
خردمند کی بسکہ سب پر تھا حال
خلائق میں بڑی تھی شہرت کمال
وزیرون نے سنکر دیا یہ جواب
کہ ہے شاہ فرخندہ مالک رقاب
اگر اس سے نسبت ہو شہزادی کی
تو ہم خیرخواہوں کی بھی ہے خوشی
سنا شاہ نے جب یہ انکا جواب
تو خوش ہو گئے ایکبارگی شتاب
خردمند سنکر اس ابلاغ کو
رہا دلمیں سخت اپنے حیران ہو
دیا پھر یہ پیغام بر کو جواب
بصد عجز و آداب صد آب و تاب
نہ ہے میری عزت نہ ہے مرتبت
جو بخشی یہ توقیر و منزلت
ولیکن جو نسبت ہے میرے تئین
سو اس واسطے میں یہ قابل نہیں
دیا شہ نے سنکر پھر انکا جواب
کہ جبتک ہو مقصد ہم کامیاب

زبانی ہی الفت مین ستا مدام / نہین فرض کچھ خانہ داری تمام
تمھین جو بیٹھنے کی مہلت نہ دی / ولیکن بہر طرح نسبت پہ کی
ہوا اب تو ناچار سن یہ بیان / کہا اب خلاصی مجھے ہو کہان
شہنشاہ سنکر بہت خوش ہوا / سرانجام شادی مہیا کیا
کیا منعقد دونون کو بعد گر / جدا رہتے تھے ایک شام و سحر
سنو آگے اور اب بیان قضا / کہ جب کتنے گذرے صباح و مسا

وفات یافتن بادشاہ شہر و نشستن خردمند یعنی زہرہ بر تخت و وارد شدن بہرام در آنجا

کیا انتقال اس شہنشاہ نے / تلاطم دیا فوت ناگاہ نے
پڑا شہر و لشکر مین ماتم تمام / خلائق کے تئین غم ہوا صبح و شام
یہان تک کہ ارکان دولت تھے سب / ہر اک کے تئین تھا الم اور تعب
رہے یون ہی چہلم تلک بیخبر / پھر آخر کو بعد اسکے سب بوجھ کر
لگے کرنے گھر کا بہم انتظام / کہ تا سلطنت کا ہو جس سے قیام
وے تھا نہ فرزند کوئی شاہ کا / کہ جسکے تئین تخت پر دین بٹھا
بس آخر کو سب نے یہی فکر کی / کہ ہو مثل فرزند داماد بھی
یہی ہو سزاوار تاج و نگین / اسی کے تئین کیجیے جانشین
بٹھایا اسے لیکے بالائے تخت / ہوئے آپ کر گھڑے پائے تخت
ہوئی دلمین زہرہ کے حسرت تمام / دعائین بھی کرتی یہی صبح و شام
کیا رب تو سب کچھ ہے آگاہ کار / ہے مجھپر کرم تو ترا بیشمار
ولے کر کچھ اب اسطرح کا سبب / کہ آوے وہ بہرام عالی نسب
جو وارث ہو اس تخت اور تاج کا / ہے مخصوص اسکے ہی قابل یہ جا
یہی رات دن تھی اسے آرزو / یہی صبح و شام اسکو تھی جستجو
سدا عدل انصاف مین غرق تھی / مرادین بھی برلائی تب خلق کی
تھا دلکو اسی تخت پر یہی کام / جو شب ہوتی تو روتی تب سو مدام
ہوا کتنے دن بعد کیا اتفاق / کہ بیٹھی یہ ہوتی تھی اشک فراق
کوئی خانہ باغ اسکے تھا متصل / وہا جاکے بہلایا کرتی تھی دل
درخت اسمین کچھ یونکے خوش قطع تھی / قفس اسمین رہتے تھے ہر طرح کے
کسی مین کوئی بلبل خوش نوا / کسی مین کوئی طوطی وحدت سرا
کسی مین تھی مینا فصاحت بھری / کسی مین کوئی قمری خاکستری
ہر اک اپنی اپنی صدا و نوا / تھی رکھتی نہایت ہی ان دلکشا
کئی مشغلہ کے لیے انکے پاس / ولیکن کھڑی تھی نہایت اداس
پھر اکبارگی اسمین ظاہر کیا / کہ زاغ ایک جانب سے پیدا ہوا
لگا بولنے بیٹھ اک شاخ پر / بدستور اپنی طرح شور کر
اثر دلمین اسکے جو کچھ ہوگیا / لگی کہنے اے طائر خوش نوا
کرون تجھپہ بلبلون کو نثار / ہوئین طوطیان تجھپہ صدقے ہزار
اگر خوش خبر کچھ مین تجھسے سنون / تو اطلس مین تیرے پرونکو مڑھون
مرصع کرون چونچ کو بھی ترے / بلایا کرون دودھ ہر دم تجھے
یہ باتین ہی تھی زاغ سے کر رہی / دوانی سی تھی یون ہی کہتی کھڑی
کہ جوگی سا کوئی دکھا روبرو / جو تکتا ہے حیرت نے وہ سو بسو
گلے سیج کنٹھا بر سر کے بال / بڑی کاندھے اوپر ہے اک مرگ چھال
رنگے گیروے کپڑے وہ بھی پھٹے / سر و سینہ پر راکھ کیسر ملے
نظر اسکی صورت جو آئی اسنے کی / تو اکبار جاتی وہ ٹھٹکنے لگی
اچھلنے لگا خانہ تن سے دل / عجب بیکلی سے ہوئی متصل
پھر اسمین نظر سے نظر جو ملی / تو حالت ہوئی اور دل کی بری
کہا اسنے کچھ شبہ سا دلمین لا / کہ ہے اسکی صورت تو کچھ آشنا
اسمین جو اسنے بھی بھر کی نگاہ / تو اکبارگی دل سے کھینچی اک آہ
ہوئی اسکی حالت بھی اسکے مثال / کہ کچھ کچھ یون ہی دلمین لایا خیال
ہوئی زہرہ پھر مضطر و بیقرار / لگی پوچھنے اس سے یون آشکار
کہ جوگی جی کیدھر سے تم آئے ہو / ذرا حال تو اپنا ہمسے کہو
کہا تب عروس نے ای بادشاہ / بتا میرا کیا پوچھتے ہو گناہ

اگر اپنی بیتی مین تجھکو سناؤن
تو شاید زمین آسمان کو رلاؤن

نہین لعل تھا بلکہ لعلین تھی دو
مری قوت جان دردن تھی وہ

ئے جب یہ زہرہ نے نام و نشان
کہے آنکھ سے دو بہین آنسو روان

لگی پھر تو دونون کے ہچکی بہم
وہ رقت کہ تھمتی نہ تھی کوئی دم

کہی جو کہ بیتی تھی اسپر تمام
ہوئی بعد ازین خوش دل و شادکام

پری پیکر اس وقت حیران ہوئی
کہ یہ کیسی قدرت عیان ہوئی

دعا تجھ دلھن کی ہوئی مستجاب
کہ دولھا ترا آیا بارے شتاب

محل بیچ پھر لائی بہرام کو
دکھایا کرے اس دلارام کو

خوشی پھر ہوئی خوب بہرام کو
کہ پایا اک ایسی گلفام کو

لگی کہنے بہرام سے بے حجاب
کہ زہرہ بھی دولھن بنے اب شتاب

ہوئی پھر تو زہرہ کی شادی کی دھوم
عمل مین سب آیا وہ رسم و رسوم

محبت بھی دونون کو لون مین بہم
جدائی نہ رہی کبھی ایک دم

ادا کرتا شکر خدا ہر دم
کہ یون دور جسنے کیا فکر و غم

مرے پاس اگر لال تھا بے بہا
دلھن سے تھا عیب ہے بازو بند ہما

رکھا اسکا نام اپنے زہرہ نام
اسی کے تئین ڈھونڈھتا ہون مدام

اٹھی تخت پر سے یہ اکبارگی
لپٹ کر شتابی گلے مل گئی

پھر آخر بٹھایا اسے تخت پر
مصیبت سنانے لگی سربسر

کیا محل مین سب نہا سنگار
اتارا وہ مردانہ بھیس اکبار

لگی کہنے زہرہ پھر اسکے تئین
کہ سنتی ہی اے گوہر نازنین

دگر نہ مین دولھا کہان اے سکون
کہ مین بھی دلھن تجھسی حق بین

تہ تیرے لیے بھی امانت رکھی
سو شکر خدا تیری قسمت سے تھی

پری پیکر اس چاہ کو دیکھ کر
ہوئی دلھن محفوظ ہو سربسر

تو حق اسکا ہی کچھ نہین ہمین حرف
حقیقت مین سب سکے ہی حق بحرف

لگے رہنے تینون خوشی ملکے ساتھ
کہ دن عید و رات تھی شب برات

سدا عیش و عشرت تھا بہرام کو
مزے لے لے ہر صبح اور شام کو

ہوا خاتمہ انکا جیسا بھلا
ہمارا تمھارا ہو ویسا بھلا

داستان حسن سوداگر و گوہر نام دختر پارسا

حسن نام سوداگرون مین کوئی
کرے تھا کہین بنسین تاجری

ولیکن تھا رنگین و دریا باش
تماشونکی ہر صبح رکھتا تلاش

کسی دن گیا جو بیابان مین
ملا آہو اک اسکو میدان مین

وہ آہو ہوا غائب اکبارگی
ادھر اسنے بھی راہ جنگل کی لی

نہایت ہی شاداب و دلکشا
چمن کے چمن اسکے راحت فزا

جدھر دیکھو رنگین عمارت ہی
کہے تو کہ باغ طلسمات ہی

ہی بیٹھی ہوئی اسمین کوئی ماہرو
عشین طرح دار زر ولیدہ مو

اور اک پیرزن ہی کوئی پاسمین
ہی اس ماہ کے پاس بیٹھی وہین

یہ بیہوش ہوکر اک بار
رہا یکسر سو نہ صبر و قرار

ابھی تو کھڑا تھا ابھی گر پڑا
ابھی تھا بخود دیکھ یہ بیخود ہوا

حسن نے کہا کیا کہون میرا حال
ہوئی زندگانی محال و بال

کسی طرح اس سے ملا دے مجھے
دعا دونگا دو دن جہان مین تجھے

خصوصاً پئے جستجوے شکار
پھرا کرتا صحرا مین لیل و نہار

چلا اسکے پیچھے عجب تمام
کہ جون تون کرے تا کہین اسکا کام

کیا اسے جنگل کے تئین جب چلا
تو کیا دیکھتا ہے کہ اک باغ ہے

گل و غنچہ مین کھل ہے رنگ رنگ
تماشائی ہون دیکھکر جسکو دنگ

پھر اک طرف کو گیا ہو آتا نظر
کہ ہو خس کا اک بنگلہ جلوہ گر

وہ آہو جو اسکے تئین تھا ملا
سو ہی روبرو اسکے اک حوض جا

حسن کے تئین دیکھ وہ ماہرو
چھپی اٹھکے پردے مین جا اسکو

لگی پیرزن کہنے اسکے تئین
کہ کیون کیلئے ہو گیا تو غمین

سو کس واسطے کیا سبب کیا سبب
بیان کچھ وجہ اسکی کر مجھسے اب

اس آہو نظے کے تئین دیکھکر
ہوا میرا احوال یون سربسر

دگر نہ بخیلی نہین میری جان
مرونگا اسی غم مین مین نادان

کہا پیرزن نے کہ دشمنی ہے تو
پدر اسکا زاہد ہے مان پارسا
زبان پر نہیں اُسکے جز یاد حق
حسن سُنکے اُس پیرزن کا بیان
غلام ہونگا تیرے رہونگا غلام
کہ تدبیر ہون اک بتاتی تجھے
وظیفہ دعائین پڑھا کر ہمیش
پھر آگے اگر سُنکے تو باپ سے
حسن سُنکے یہ پیرزن کا بیان
جبین پر بھی سجدہ کے گھٹے پڑے
کہ مسواک و تسبیح و ثنا دسوا
لگا کرنے تعریف اُسکی تمام
کہا اُسنے کیا اُسکی حالت کہون
بجز ذکر حق کچھ نہیں اُسکا کام
کہ جیسا یہ لڑکی کا گوہر ہے نام
پدر نے یہ سُن پیرزن کا جواب
کہا پیرزن سے کہ اے تو جاؤ اُن
بس آئی حسن پاس وہ پیرزن
سرانجام کر آج سے بیاہ کا
تردد مین مصروف ہونے سوا
بجا لاکے امر شریعت تئین
گذرا اک مدت گئی جب تجھے ہمین
کہا اُسنے جیسی ہو مرضی تری
ہوا آزقہ راہ مین جب تمام
جو اسباب ظاہر سے ہوئی ناامید

پھر ایسا زبان پر نہ لانا کبھو
عبادت مین خم بھی ہے رہتی سدا
سدا نام حق کا ہے رٹتی سبق
لگا کہنے پھر اُس سے حسن مہ جبین
دعا تجکو کرتا ہون صبح و شام
براہ خدا ہون سکھاتی تجھے
تلاوت مین بیٹھا رہا کر ہمیش
بعجز و سماجت یہ خواہش کرے
عبادت کرنے لگا ہر زمان
وظیفو نمین نت ہونٹھ ہلنے لگے
کچھ اور اُسکا اسباب زینت نہ تھا
ہر اک لحظہ ہر آن ہر صبح و شام
بیان اُسکی کیا حسن طینت کرون
تلاوت مین ہے غرق ہر صبح دم
حسن بھی دُر بے بہا ہے تمام
کہا واقعی ہے یہ راہ صواب
اور اُسکو بھی یہ جا کر سناؤن
لگی کہنے لے ہو مبارک حسن
ہوا امیدوار اپنی اُس ماہ کا
لوازم مہیا کیا بیاہ کا
کیا اُس سے گوہر کی وصلت تجویز
تو کہنے لگا پھر یہ گوہر کے تئین
غرض اپنے میکے سے رخصت کی لی
ہوا آنکر فقر و فاقہ سے کام
نکال ایک بقچہ سے تھان سفید

اُٹھا دے یہ اُسکی طرف سے خیال
معرا ہے ایسے خیالات سے
جدھر سے اب آیا ہے جا تو اُدھر
اگر تیری دولت سے مقصد کو پاؤ
جب اصرار یانتک حسن نے کیا
کہ اس باغ مین تو بچھا جانماز
اسیطرح سے جب کئی صبح و شام
تو شاید وہ کر بیٹھے نسبت قبول
نہ تھی غیر اوراد صوم و صلوات
آخر کیا بقچہ کا کچھ اک بیک
مقدس بنا جبکہ اسطرح سے
پھر اک دن کیا پیرزن نے سوال
کہ ہوگا نہ ایسا کوئی نیک ذات
اگر اُس سے لڑکی یہ منسوب ہو
بھلا ہے جو گوہر سے گوہر ملے
مجھے بھی یہی اس سے منظور تھا
پدر نے کہا جا کیا مین قبول
مبارک ہو تیرے تئین وصل یار
حسن سُنکے یہ بات جون نو بہار
پدر نے بھی مدت کے کئی دنکے بعد
حسن بیاہ سے جب ہوا شادمان
کرو اب رخصت مان باپ سے
حسن اور گوہر وہان سے چلے
نظر کرکے گوہر اس احوال کو
لگی کاڑھنے اُسکے اوپر چکن

یہ دشوار ہے اور امر محال
متبرا ہے دنیا کی سب بات سے
عبث غم نہ دے آپکو اسقدر
تو تا زندگی حق نہ تیرا بھلاؤنا
تو اُس پیرزن نے پھر آنکر کہا
عبادت کیا کر بسوز و گداز
ترا طاعت و زہد مین نکلے نام
نہین اس سوا اور شکل حصول
شب و روز مین دیکھ اُسکو بات
بنا زاہد و متقی یان تلک
تو اُس ماہرو کا پدر دیکھ کے
کہ یہ کون ہے مرد صاحب کمال
نجیب و شریف و مقدس صفات
تو نسبت نہایت ہی یہ خوب ہو
کہ دولہا دلھن دونون ہین نیک سے
یہی میری خاطر مین متصور تھا
کسی طرح سے ہوئے شرع رسول
بس اب تیرے دلکو ہے ملتا قرار
ہوا تازہ و خندہ رو ایکبار
مقرر کر اک ساعت روز سعد
تعیش مین رہنے لگا ہر زمان
چلو دیکھو لوگ اپنی سسرال کے
سفر کی غریبی مین آکر پڑے
مصیبت کو اور غم سے تنگ حال ہو
کرے آب و دانہ کا تا کچھ جتن

بنا کر کیا اسکو تیار جب
حسن پھر کسی گھر میں اسکو اتار
چکن تھا زبس تھان تھا بے نظیر
غرض جو کوئی تھا اُسے دیکھتا
لگا کہنے چوری کا ہوگا یہ تھان
کہ اک ہر دمی بھی ہو اسکے ساتھ
غرض شحنہ بھیجا نے دہن
جو کچھ نقل تھی کی سب اسنے بیان
اسے لیکے اب قلعہ کے برج پر
یہ احوال سنتے ہی اُس کوتوال
تو اُسوقت میں نوکر اسکا کوئی
وہی شام کو باد دل دردمند
پکڑ کر کمند اتری اکبار گی
سفیدہ ہوا صبح کا جب نمود
سوار آئے گوہر کے تئیں دیکھکر
قضارا کوئی شاہزادہ وہاں
لیا ہاتھ سے اسکے اُسکو چھوڑا
وہ شہزادہ سُن اُسکی حالت تمام
عنایت سے دونوں کو باہم ملا
وہاں سے چلے جب وہ دونوں سب
بسیرے کی کرنے لگے پھر تلاش
ہوئے پھر اندھیرے سے مسجد جھا
حسن نے کہا تب گوہر کے تئیں
کہ تو تو جا کر ذرا سیل لاؤں
کہ تنہائی جی کا ہووے وبال

حسن کے دیا ہاتھ میں اُسکو تب
چلا تھان لیکر فروشندہ وار
لگا کرنے خواہش صغیر و کبیر
بڑھاتا ہی تھا مول اُسکا کوئی
کہ ہے اور ہی اسکی کچھ عظمت و شان
لگی ہے خدا جانے کیدھر سے ہاتھ
حسن کو اور اُسکی وہ گوہر کو تئیں
وزیر لعین سُنکے یہ داستان
رکھو قید شدت میں جا زود تر
بجا لایا اکبارگی حال حال
وہ گوہر تھی جس جا تھی بیٹھی گئی
تہ برج آیا لیے اک کمند
اعانت سے اُسکی وہیں پر ہوئی
سوار ایک اُسدم ہوا جب نمود
بٹھا جلد جلد اپنے مرکب اوپر
ملا دشت میں آ کر ناگہان
اور اکبارگی لیکے گھر کو چلا
لگا کرنے بیچارہ رقت تمام

کہا جاکے بازار میں بیچ لا
دکھانے لگا جا کے بازار جب
کوئی اشرفی دس لگانے لگا
قضارا اُسی میں کہیں کوتوال
پھر اتنے میں اک اور کوئی بچا
لے آیا ہے شاید کہیں سے نکال
کیا دفعتہً ایک جا دستگیر
لگا کہنے عورت بھی بدذات ہے
اور اس مرد کو بھیجو زندان میں
قضارا وہ گوہر کو جب کوتوال
سو شیدائی اُسکا ہوا جوں ہی
لگائی کمند اسنے اُس بام پر
وہ پاتے ہی گوہر کو بس یکبار
وہ نوکر سمجھکر اُسے کوتوال
شتابی چلا اپنے گھر کے تئیں
وہ نکلا تھا گھر سے برائے شکار
گئی جب محل میں وہ شہزادے کے
پھر آخر شتابی حسن کے تئیں

در قید افتادن حسن بہ تہمت دزدی

پھر آفت ہوئی اور انکو نصیب
جہان رات کی انکو بود و باش
تو دونوں کا جی مضطرب ہو چلا
کہ ظلمت سے اتنا سا جی کو نہیں
چراغ اس مصیبت کے گھر میں جلاؤں
نہو زندگانی یہ مجکو وبال

کہ جب شام صحرا میں انکو پڑی
کیا پھر کسی جا یہ آخر قیام
مقدم بُری آ کے فکر چراغ
ہو آبادی نزدیک یا نے کوئی
کہا سُنکے گوہر نے بہتر ہو جا
حسن اُٹھکے آبادی کے تئیں چلا

بہر طور سامان ہو قوت کا
ہوئے جمع آ کر خریدار جب
دو چند اُس سے کوئی سنانے لگا
ہوا دار اور دیکھ یہ قیل و قال
علاوہ یہ شحنہ سے کہنے لگا
وہ اور تھان دونوں ہیں چوری کا مال
اور اک بار لا کر حضور وزیر
جو گھر چھوڑ کر یار کے ساتھ ہے
نہایت حال پریشان میں
لے آیا تھا گھر میں سے جا کر نکال
تھا الفت میں اُسکا تخمین
نظر کر کے گوہر اُسے خوب تر
پھر اگر کو اپنے بصد اضطرار
گیا بھاگ گوہر کو جنگل میں ڈال
کہ لیجاوے رشک قمر کے تئیں
بس اُسکے تئیں دیکھکر یکبار
تو سب ماجرے اُسنے اپنے کہو
بلا بھیجا زندان میں سے وہیں
بخوبی وطن کو مرخص کیا
تو دونوں کی ہوئی حالت بیکسی
کہ ہو جاوے کچھ شب بیکسی کی تمام
کہ تا روشنی سے ہو دلکو فراغ
کہ بکتی ہی دان جنس ہر طرح کی
و لیکن شتابی ہو مجھ تک پھر
مصیبت اور اپنی روتا ہوا

پھر اتنے مین بارا ہین آن کر
قضارا وہ تیلی اُسکی دوکان کا
لگا کہنے ہی چور شاید یہی
گذربان کو دو ہین لا کے بلا
کہ جب کر چکی خوب سا انتظار
ہوئے نہین آن ورنہ ابتک پھرا
لگی کرنے اس شہر مین جستجو
کہ ہر اک گذر مین مقید پڑا
کہی جو کہ بیتی تھی گوہر پہ سب
خدا پر بہر حال رکھو تو نظر
یہ کہکر گئی تھا جہان کج تو وال
اکیلا ہو کہنے لگا اُسکے تئین
مین مانون تیری بات اور لودی
بہر طور یون کا لٹنی خوب ہر
لگی کہنے سنتا ہر اک کوتوال
کیا تو نے مطلب کو میرے قبول
یہ گوہر وہان سے پھر آگے چلی
وہی آرزو اپنی درپیش کی
یہ کہ سنکے بس نے خوشی سے ہوئی
اکیلے رکھا گھر سے باہر قدم
بہر طور باہر نکالا سراغ
ہوا اختلاط مقدمین شروع
لگے کہنے کیا معذرت ہے حضور
شتابی سے طی ہو اگر مدعا
لگاتے ہی منھ بس اکبار جام

کہین تھا وہ دوکان بقال پر
کوئی چور دو دن سے لیجاتا تھا
کہ صورت ہی اسکی کوئی اجنبی
حسن کو پھر اُسکے حوالے کیا
تو خاطر مین لائی یہی ایکبار
خدا جانے اُسپر گذر ہی کیا
بھٹکنے لگی سو بسو کو بہ کو
غریبانہ بیٹھا ہے روتا ہوا
کہ یون مجھکو آیا ہی یان پیش اب
کریگا وہ اس شام کو بھی سحر
کہی اس سے حالت تمام و کمال
کہ ای مہ جبین ای مری نازنین
ابھی سارے خواہش ہے ملتی تری
کہ اک امر دشوار مطلوب ہے
نہین پر بلا خوب یہ فیل و فعال
بھلا تیری خواہش بھی ہوگی حصول
تھے تشریف رکھتے جہان قاضی
اور اُسنے بھی مُنسے کہا سب وہی
اور آگر جگہ ایک اچھی بھی لی
پئے جستجو کے مکان صنم
گئے گھر کے اندر خوش و باغ باغ
لگی کرنے گوہر خضوع و خشوع
بس اب غار ہو لطف عیش و سرور
تو جا کر وظائف کرون سب ادا
جب آنکھوں مین کیفیت آئی تمام

کرتا دے کچھ اُسکے تئین چل لے
وہ تھا اس تجسس مین پکڑے ہوئے
بس اکبار اُسکو کیا دستگیر
گذر مین پڑا قید ایدھر حسن
کہ شاید حسن پر کچھ آفت پڑی
اُٹھی پھر وہان سے یہ ناچار گی
یون ہی ڈھونڈتے ڈھونڈتے قضی کہین
نظر کر کے گوہر تئین ایکبار
کہا سُنکے گوہر نے اُسکے تئین
مین جاتی ہون لب نکر تدبیر کو
وہ اکبار دیکھا اُسکو شیدا ہوا
حسن کو چھڑاتا ہون لیکن شرط ہے
لگی کہنے گوہر یہ تب لمین بلا
کسی طرح وعدے کئین کیلئے
یہی ہی جو منظور خاطر ترے
وہ سنتے ہی خوش ہو کے اکبار تب
کیا جا کے اُسنے بھی یون ہی بیان
ہوا وعدہ اُسکے بھی لیکن بات کا
بڑی جبکہ دار القضا بیچ شات
بھنکنے ہمہ تن نگہین پھر کے تب ہوئے
کیا اُسکے گوہر نے جھک کر سلام
کہ لونڈی کی کتنی سعادت ہی ہی
تہجد کا بھی وقت نزدیک ہے
یہ سُنتے ہی گوہر نے بس پھر وہین
لگے ہاتھ خواہش کے ہونے دراز

اور اکبار جلدی سے گھر کو بھرے
بس اکبار اُسکے تئین دیکھکے
ہوئے جمع سارے صغیر و کبیر
ادھر سنیے گوہر کا رنج و محن
تو اس مرتبہ دیر پہنچی نہین گی
چلی وہ ہین آبادی جس طرف تھی
پھر آخر کو دیکھا حسن کے تئین
بہانے لگا اشک خون زار زار
کہ ہرگز نہ رہ دلمین اندوہ گین
بھلا آزماتی ہون تقدیر کو
تعشق مین اُسکے دوانہ ہوا
کہ جو رات کی رات مجھسے ملے
کہ انکار اس سے نہین ہے بھلا
کہ جسمین وہ مقصود اپنا ملے
تو شب بندی خانہ مین گئی نا سکے
لگا کہنے اچھا مین آونگا شب
اُنھون نے بھی سنتے ہی یہ داستان
اُسی بات کا اور اُسی رات کا
تو حضرت نے پھر زیب و زینت کے ساتھ
ہر اک گام لاحول پڑھتے ہوئے
بٹھایا بہ تعظیم اور احتشام
جو اس گھر مین حضرت نے تقدیع کی
اور اُسپر ہوئی شب بھی تاریک جب
دیا جام بھر کے حضرت کے تئین
اُدھر سے تھا ناز اور ادھر سے نیاز

کرا تنے میں تج دانے پر کوتوال
صدا او سنین گوہر وہ پہچان گئی
ہے دروازے ادہر کھڑا کوتوال
کہا کوئی چھپنے کی جا گہ بتا
وہ اور اسکو سن تھرتھرانے لگے
مگر سامنے ہو دھری یہ جو خم
وہ فوراً غنیمت سمجھا اسکے تئین
بٹھایا اسے بھی بلطف و تمام
ہوا رفتہ رفتہ اسے بھی نشا
گئی ہے تیری عقل مے سے کدھر
لگے آگے اس تیری چاہت کے تئین
وہ سنتے ہی اکبار نام وزیر
دگرنہ بچیگی نہیں تیری جان
لگی کہنے گوہر کہ مین کیا کرون
نہیں دوسری اور جا گہ کوئی
یہ تقریر سنتے ہی بس کوتوال
کہیں تو بتا نجا چھپنے کی جا
تو تھیلا یہ ہے سامنے اک دھرا
بس اکبار گوہر نے کر قید چند
یہ تقریر دلخواہ جب کر چکی
کہا خم اور تھیلا جلدی اٹھاؤ
تحیر ہوا سنکے کتنون کے تئین
سر خم کو اور تھیلے کو کرکے وا
بٹھا دونو نکو خلعت افتخار
دعائیں بہت دے کے اس شاہ کو

یہ تجھیل آیا ملا حال حال
جو کچھ جانتا اسے جان گئی
اور اپنے کا رکھتا ہے اندر خیال
مبادا یہ ملعون کہیں دیکھے آ
ملکنے لگے بلبلانے لگے
کسیطرح گر ہو سکو اسمین گم
گئے خم مین نکل فلاطون ہین
رکھا روبرو لا کے مینا و جام
ارادہ وہ کچھ اور کرنے لگا
وہ پہونچا وزیر کے دروازے پر
اور اس دوستی و محبت کے تئین
کہا اب کدھر جاکے ہون گوشہ گیر
یہ کیسا سر آئی بلا ناگہان
مرا کیا ہے تیمن خم مین دعوی کرون
چھپاؤن جہان تجکو مین خم دی
ہوا اور خائف تمام و کمال
کہ جسمین جگہ ان کچھ بھی تھی اجمل ذرا
اگر جا سکے تو بس اسمین جا
کیا منہ کو تھیلے کے اکبار بند
بخوبی فراغت سے پھر ہو رہی
وہ دونو کو پھر جلدی لیکے آؤ
اپنے میں آگئے بس وہین
نکال اسمین سے وہ دونون بچھا
غرض کیا انکے شہر و دیار
چلے اپنے مقصود کی راہ کو

سنانے لگا اپنی آواز کو
لگی کہنے قاضی سے بس اکبار
گئے جو گڑسی بھول حضرت ہین
لگی کہنے گوہر بتاؤن کہان
کہا تب یہ گوہر نے معذور ہون
تو حاضر ہے تو بس اسمین جاؤ سما
بھلا تنے مین وہ داخل ہوا کوتوال
گلابی لگی جلنے اکبارگی
کہ اسمین ہی اکبارگی حال حال
کیا تو نے رسوا مرے تئین بھی آج
ڈبویا مجھے ایسے بردیس مین
کسی طرح سے میری تدبیر کی
مین کیا جانتا تھا یہ کچھ ہوویگا
ترے عشق نے کھوئی میری بھی جان
یہی ایک ٹوٹا سا گھر ہے بساط
لگا کہنے ہے سخت یہ تو غضب
لگی کہنے گوہر گر ایسا ہی تو
غنیمت اسی کو سمجھ کوتوال
اور اس خم کے منہ کو بھی بند شتاب
ہوا صبح دم جب تو بازار سے
گئی لے وہان سے در شاہ پر
وہین شاہ عادل نے سن کر کلام
ہر اک کے تئین دے کے حکم قصاص
حسن اور گوہر بچھا جانماز
پھر آخر کو آکر بخوبی تمام

کرتا سمجھے گوہر اس انداز کو
کہ حضرت ذرا ہو جیے ہوشیار
لگے بھیجے لعن شیطان کے تئین
نہیں کوئی جا گہ چھپاؤن کہان
نہونے سے جا گہ کے مجبور ہون
نہیں اس سوا اور چارہ مرا
کیے لذت عیش دلمین خیال
لگاوٹ کی ہر بات ہونے لگی
لگی کہنے گوہر سن اے کوتوال
کہ ایسی فضیحت بنی لاعلاج
نکلجاؤن اب لے کے بس مین
خرابی کہ اسمین نہ تاخیر کر
کہ ہے عشق یون میری کھویگا
مین مرنے پہ ہون آ بسی ہی اب ان
سو اسمین کہان چھپ سکے احتیاط
کہ بیٹھے کا بٹھیارہ ہون یان ہی تو
چھپا چاہتا ہے بصد جستجو
سمایا وہین تھیلے مین حال حال
تھے جسمین کہ حضرت خر بے عجب
بلا اک وہ فرد و رطیار سے
مصیبت کی اپنی بیان سر بسر
کیا رحم حالت پہ اسکی تمام
حسن کو کیا قید سے پھر خلاص
ہوئے شاکر خالق بے نیاز
ہوئے داخل اپنے دیار و مقام

لگے رہنے باہم بعیش و سرور
سفر میں کہیں ہیں انشخصوں ایک جا
پڑی آگے جنگل میں جب کہ شام
ہوئی رات غربت کی اور بس دراز
اور آپس میں تا کوئی گر کہہ سکے
قبول اسکو تینوں نے باہم کیا
سنو داستان کو مری داستان
تجارت کا شائق ہوا ہر کوئی
کٹے کٹتے اک دن تو آرام سے
بہا میں بھی اک تختہ پر اک طرف
یکایک وہ تختہ کنارے لگا
جو دیکھوں تو ہے ایک شہر عظیم
کہ ہر آدمی کے ہیں بازو میں پر
اُس اشکال کو دیکھ حیرت ہوئی
پر یزادیں اسمیں جمع یاں ہوئی
نہاتی کوئی جاکے تالاب میں
اُتارا کسی باغمیں جا شتاب
کہ میں گرچہ جنس پری زاد ہوں
بس اب مجھسے نسبت قبول ہو بیجاب
کہ ہر گز نہ باقی رہی مجھ میں تاب
خوشی سے لگی کٹنے پھر بعد گر
کہ اب آشنا دونے جا کر ملوں
خوش آتا نہیں ہے مجھے یہ مکان
لگی کہنے سنکر کہ اے دلربا
بھلا صبح رخصت کرونگی تجھے

ہوئے غم مصیبت کے سب ہی دور
ہوا اسطرح سے جو انکا بھلا

داستان سہ جوان غریب

نہ منزل کو طی کرنے پائے تمام
لگے کہنے باہم بسوز و گداز
تو وہ پھر گنہگاری اصلی پہ ہے

تھکے اور اکبار گی گر پڑے
کہ نوبت ہنوز ذرا ہر کوئی
کہ ہم دو دو لونگو اپنے کاندھی پہ دو

داستان جوان اوّل

جو بیتی ہے مجھ پر ہوں کرتا بیان
خریدی پھر اجناس ہر طرح کی
تھے محفوظ گردش سے ایام کے
خطر تھا نہ ہو جان شیرین تلف
کیا سجدۂ شکر میں نے ادا
چلا اک طرف کو بحال سقیم
خطوط و شعاعی سے ہیں جلوہ گر
نہایت ہی اک لکو دہشت ہوئی
زمیں پر ہر اک سو خراماں ہوئی
کوئی پیرتی خوش ہو کر یہیں
لگی کہنے پھر مجھسے بے حجاب
ہر اک نوع لذت سے آزاد ہوں
اُٹھا منہ سے شرم و حیا کا نقاب
بخوبی ہوا دفعۃً بے حجاب
گذرتے تھے عشرت میں شام و سحر
کہوں حال اپنا اور انکا سنوں
وطن دیکھنے کو تڑپتی ہے جان
اگرچہ ترا گھر کو ہے جا ہتا
اور اک کل کا گھوڑا انھی دونگی تجھے

کہ ہم کتنے اک آشنا سے بہم
جہاز ایک ملک کرایہ کیا
وہ آخر اک جا پہ لوٹا جہاز
رہا پا نہیں ساعۃ نجات رات
کنارے سے خشکی پہ پھر آنکر
کیا شہر میں جا کے جب دم گزار
نرالا ہی پھر کچھ زباں و بیان
اسی خوف میں تھا کہ پھر اک عجیب
کوئی تو رتی کھاتی جنگل کے پھل
پھر انمیں سے اکبارگی اک پری
کہ اے آدمی زاد اے بیوفا
وہ تجھسے مجکو تعلق ہوا
ہوئی بے تکلف پھر اکبار گی
کروں آگے اب اُسکی تفصیل کیا
ہوئے متصل ہمیں کتنے برس
کہا پھر میں اُسکے تئیں ایک اوفر
اگر گھر کو رخصت کرے تو مجھے
تو مجکو بھی ہے تیری خوشی ہر محل
کہ اک دم میں ہو پہنچے کہیں کا کہیں

یوں ہی کل عالم کے ہوں دعا
ہوئے راہ پیمائے رنج و عنا
درختوں میں اک جا کیے بستر ے
کہانی کہے اپنی بیتی ہوئی
جڑھا کر کے ہو کجاوے اس شکل کا
گذشت اپنی ہر ایک کہنے لگا
طریق رفاقت میں ثابت قدم
لیا راستہ ملک سراندیپ کا
بچھڑ سب گئے دوست اور دلنواز
ولے بعد از یں پائی کر نجات
لگا دیکھنے بارے ادہر ادہر
تو دیکھا عجب کچھ وہ شہر و دیار
کہ ہر گز نہیں فہم کا دم وہاں
فلک پر سے غول اترا اک خوب
کوئی کھیلتی پھرتی ہر اک محل
فلک پر مجھے دفعۃً لے اڑی
بس اب خوش ہوا یا تر ا دن بھلا
کہ لائی ہمیں اسطرح تجکو اٹھا
گلے اس طرح سے پھر لگ گئی
جو عالم میں ہوتا ہے سب کچھ ہوا
ہوئی بعد از یں پھر کو ہوس
کہ اے یار دلسوز عالم فروز
تو گویا کہ اک سلطنت ہو مجھے
نہ رہ اپنے دلمیں تو ہر گز ملول
بھلا تو ہو ہر گز نہ اندوہگیں

ہوئی جب سحر تب وہ گھوڑا دیا
وہین شیر سا دانت مانند فیل
سمجھتا نہ تھا مین کہ کس طرف ہون
لگا دوڑنے پھر ادھر اور اُدھر
اُسے دیکھ گھوڑا اُٹھا اور ہنسا
پھر اکبار رہون اور کیا دیکھتا
کہ اُڑنے لگا ایک گرد و غبار
چلا پیادہ پا جب مین دُنکی راہ
کیا اُسکے تئین مین نے جھکر سلام
یہان دیو کے سب مکانات ہین
یہ سنکر گرا اسکے مین پانون پر
وگرنہ خدا جانے کیا حال ہو
یہ کہکر لیا ساتھ اپنے شتاب
جو دیکھون تو ہے کچھ فصیل بلند
جو دیکھون تو کوئی آدمی ہے نہ جان
جو آیا تھا وہ پیر تجکو نظر
ہی کرتا یہان لاکے ہم سب مین بند
سوا اسکے کتنے بز و گوسفند
کہا مین نے مارے وہ جنگل کدھر
گیا ہی چرانے کو لے صبح سے
بز و گوسفند اُس طرف باندھکر
بخوبی مزا لیکے کھانے لگا
پھر اک طرف کو جا ہوا متعجب
پھرا اتفاقاً نہ گھر کے تئین
جو دیکھا تو ہے نیند مین بیخبر

سوار اُسپہ اکبار مجکو کیا
تن اُسکا سیہ مثل دریائے نیل
کہون کس سے حال اور کس سے سنون
گرجنے لگا صورت شیر نر
بدن جھاڑنے اپنا پیہم لگا
وہ گھوڑا بنا صورت اژدہا
قیامت سی گویا ہوئی آشکار
تو حالت ہوئی تشنگی سے تباہ
لگا پوچھنے ڈرکے پھر اُسکا نام
ہر اک کام سو سو بلیات ہین
کہ بھٹکا ہوا ہون مین جاؤن کدھر
جدھر جاؤن اک مجھ پہ جنجال ہو
اور اک گر دکھائی وہ جائے خراب
کہ منھ پر ہے بھاری سل اک سنگ کی
اور اک طرف کو ڈھیر ہین استخوان
سو وہ دیو ہی کچھ نہین ہی کسیر
ہمیشہ یہی اسکے ہین چند و قند
کنارے ہین مجع بھی کسی طرف نہین
رکھا ہی کدھر اُنکے تئین بند کر
کہ تا شام پھر اُنکو گھر لے پھرے
لگا پھرنے مستی سا ایدھر اُدھر
ہر اک استخوان کو چبانے لگا
یہ سب دیکھ مجکو ہوا اضطراب
یہ احوال معلوم کر مین وہین
نہایت ہی بیہوش بے پا و سر

قد اُسکا سراپا مثال شتر
بہ شکل اکبارگی وہ اُترا
گھڑی چار کے بعد وہ دیوزاد
نکل اسمین پھر کوہ سے اژدہا
گرا پیٹھ سے اُسکے مین یکبار
پھر اُسوقت وہ تو نہین کشتی ہوئی
اس احوال کو دیکھ اکبارگی
پھر اسمین نظر آیا اک پیر مرد
کہا مجکو اکبارگی غور کر
مگر کچھ تو بیزار ہی جان سے
اگر تم ہی کچھ ہووے رہنما
کہا اُسنے تب چل مرے ساتھ آ
کہ بس سر سے جاتا رہا میرا ہوش
وہ پتھر کو اکبار سرکا دیا
کہا دیکھ اسمین سے کہ نز مجھے
یہی کام رکھتا ہے وہ بے حیا
ہے پھر طعمہ کرتا ہر اک کے تئین
اسی طرح اُنکے تئین بھی سدا
کہا اُسکا شاگرد ہون اک لعین
گیا دن گذر اور ہوئی رات جب
پھر اتنے مین کوئی آدمی کو شتاب
ہوا سیر جب کھا کے سبکو تمام
قضا را پھر اُس رات کو دیوزاد
جہان اُسکا شاگرد تھا مست خواب
اسی کے تئین مین غنیمت سمجھ

عیان اُسکی جون کچھ گردون لعبر
کہون کیا مرا حال کیا کیا ہوا
ہوا نازل اک کوہ پر جنگل بلد
وہ گھوڑے پہ آکے مقابل ہوا
بدن ہوگیا چور بے اختیار
ولیکن عجب کچھ طرح کی ہوئی
پھر اک طرف مین وہ جنگل کی بلد
کہ منھ پر جمی ہوئی ہے سب اُسکے گرد
کہ جیدھر سے آیا چلا جا اُدھر
کہ جاتا نہین اس بیابان مین
تو بچتا ہی ہر طرح سے جی مرا
دون مقصود کی راہ مجکو دکھا
ہوا وہین حیرت کے مارے خموش
اور اسمین مجھے بند جاکر کیا
کہ قسمت تری لائی کیون یان تجھے
کہ روز ایک دو کے تئین ساتھ لا
یہی کام رکھتا ہے نت وہ لعین
کرے ہی سدا صرف ناشتا
چراتا ہی جنگل مین اُنکے تئین
وہ داخل ہوا اُسکے شاگرد تب
کیا سیخ پر اُسنے رکھکر کباب
پیا ایک دو اور پانی کا جام
کہا نا تھا اسکا جو وہ استاد
گیا دیکھتے اُسکو با اضطراب
غنیمت سمجھ مین فرصت سمجھ

اٹھا اسکی دو دو تون سیخ کباب
دیا آگ پر خوب سا انکو تاب

ہوئیں آگ میں جو جیسے یاقوت لال
چبھو دیں وہیں آنکھوں میں حال حال

اٹھا شور کر کے وہ اکبارگی
مجھے دیکھ سخت اسکی دہشت ہوئی

ہوئیں اپنے گوشہ میں گر گرا
وہ سر کو زمیں پر پٹکنے لگا

ولیکن ہوا اسکی آنکھوں کا کام
رہا نور کا اسمیں مطلق نہ نام

گئی رات جوں توں آئی سحر
تو بیٹھا وہ پھر آکے دروازے پہ

ہر اک بھیڑ بکری کو تئیں ہی چلی
لگا کرنے باہر بخوبی ٹٹول

کہ تا آدمی کوئی جانے نپائے
جو اُستاد کی اعراضی آئے

بس اس حال کو دیکھ میں سہج رہیں
لپیٹا اپنے بکرے کی اک پوستین

چلا شامل انکے اسی حال میں
نہایت ہی زحمت سے جنجال میں

بہر حال اس رہ سے باہر ہوا
ہوا باہر اور کرکے شکر خدا

کسی طرف کی راہ لی پھر شتاب
لگا چلنے ہر سو بحال خراب

پھرا آن کر پھر بیابان میں
عجب طرح کے دشت سنسان میں

کئی دن ہوئے جب بڑی تنگ تھی
تو دیدہ انکی صورت نظر اک بڑی

نمایاں ہوا طرفہ اک مرغزار
کہ تھی ہر پرندے کی سبھا قطار

ہر اک طرف سبزہ لہکتا پڑا
ہر اک طرف پانی چھلکتا ہوا

درختوں میں ہر طرح کے جانور
ریاحین و گل ہر طرف جلوہ گر

نظر آئی اک بار جو یہ فضا
شعف سا طبیعت کو حاصل ہوا

لگا لینے اس جا ہوا بیٹھ کے
کہ تفریح تا کہ جس سے دلکو ملی

پھر اکبار گیا مجکو آیا نظر
کہ ہے جانور کا بنا کوئی گھر

اور اس گھر میں ہیں بات انڈے دھرے
جو ہینگے بزرگی میں تربوز سے

پھران ساتھ کا ہی جدا سانگ
ہوا قدرت حق کو تئیں دیکھ دنگ

زبس کتنے دن کا تھا بھوکا تمام
کیا میں نے ناچار پھر یہ کام

ہر صبح انمیں سے اک اک اٹھا
کیا ساتھ ان سب کے تئیں ناشتا

بس از ہفتہ جب کچھ توان ہوا
تو مونڈھونپہ اپنے ہو میں دیکھتا

کہ ظاہر ہوئے کچھ پر و بال سے
تعجب ہوا مجکو اس حال سے

پھر آخر کئی روز میں سر بسر
بدن میں نمایاں ہوئے بال و پر

بنا آدمی سے بشکل پرند
ہوئی میری حالت عجب دردمند

جلتی تھی جب آنکھ مجھے وہ صوب
تو تھا اسکو وہاں کا زرد وب

کہ سہیم جھکتے تھے طاؤس وار
تھی ہر چیز تن پر سے اک بار

پھر اکبار مجھ میں یہ قدرت رہی
کہ ہر طرف اڑنے کی قدرت رہی

ہوا ایک بیک پھر وہیں پر فشان
زمیں سے اڑا جانب آسمان

جہان کے تئیں سب نظارہ کیا
ہر اک شہر میں جا گذارہ کیا

اسمیں کئی دن کے بعد ایکبار
کیا شہر میں اپنے آکر گذار

جدھر کو محلہ میں تھا میرا گھر
گیا ڈھونڈھتا اس لب بام پر

لگی دیکھنے وان کی خلقت مجھے
لگے کرنے سب دیکھ حیرت مجھے

ہر اک کے تئیں یہ یقین ہوا
کہ شاید یہ ہے آسمانی بلا

ہوئے فکر میں تا کہ ماریں تفنگ
سمجھ کر میں اسکے تئیں بیدرنگ

کوئی آشنا تھا لیا اسکا نام
لگا کہنے روداد اپنی تمام

وہ سنتے ہی لوگو نکو مانع ہوا
کہا یہ فلانا ہے وہ آشنا

نہیں ہے بلا کچھ نہ دہشت کرو
اترنے دو دیوار سے آنے دو

تب اسوقت اترا میں یوا سے
ملا پھر گلے لگ کے اس سے رہا

کہی سرگذشت اپنی بیتی ہوئی
جو سنتا تھا حیرت عجب اسکو تھی

گیا گھر میں پھر اپنے ہو شاد کام
لگے بھاگنے لڑکے بالے تمام

تحیر ہوا گھر کی بی بی کے تئیں
سنا کرتی تھی میرا حال غمگین

کئی سال اسپر گئے جب گزر
تو چھوڑنے لگے پھر مرے بال پر

جھگڑا کرتے تھے کتنے و نتک سدا
رہا جب نہ اسکا اثر کچھ ذرا

تو اکبارگی میں بنا آدمی
بدستور وہی ہوا آدمی

تھی روداد یہ میری بیتی ہوئی
جو میں نے یہ تربیت نقل کی

داستان جوان دوم

کہا دوسرے نے مجھے اتفاق
ہوا تھا سفر کا بشہر عراق

تماشے عجب طرح کے کو بکو
نظر مجکو آتے رہے سو بسو

پھر اسمیں جوان ایک صاحب جمال
دکھائی دیا زرد اہل کمال

کھنچا دل مرا اُس طرف جو تمام
کیا پاک جا اُسکے جھک کر سلام

محبت کا ربط ایک پیدا ہوا
ہر اک صبح جا اُس سے ملنے لگا

ہوا اتفاق ایکدن پھر عجیب
کہ ہے نقل جسکی عجیب و غریب

جھلک ایک مہرو کی اُسمیں پڑی
وہیں آنکھ میری اُدھر جا پڑی

کہ پیاسا ہوں اک جام پانی پلا
ذرا تشنگی میرے دلکی بجھا

برغبت پیا میں نے اُسکے تئیں
کہا پھر یہ شوخی سے اُسکے تئیں

لگی کہنے ہے آپ کا یہ گمان
دگر نہ یہاں قند لب ہے کہاں

میسر ہوا پھر تو بوس و وصال
ہوئی صحبت عیش باہم کمال

ہیں وہ صاحب خانہ در پر کھڑے
کوئی دم میں آتے ہیں اندر چلے

کہ اب مجکو جلدی چھپاؤ کہیں
جگہ کوئی ایسی بتاؤ کہیں

اُسمیں کسی طرح جا بیٹھیے
اور اپنے کو جون تیغ چھپا بیٹھیے

پھر اک اُسمیں چھلکا تھا تربوز کا
سر اپنا اُسی سے چھپا میں لیا

ہوا جاکے مصروف بوس و کنار
نکل گھر سے پھر دفعۃً ایکبار

اٹھا لاؤ گھر سے شراب و کباب
ہیں گے یہیں حوض پر بیحجاب

اسمیں نظر جو ہیں اُس مرد کی
جو چھلکے یہ تربوز کے پڑ رہی

نہیں دور سے جنبش اُسکے تئیں
کھڑا ہے یہ پانی میں کیا تو نہیں

کہ کیدھر گیا ہے تمہارا خیال
عجب تم بھی طفلانہ رکھتی ہو چال

یوں ہی کہکے بہلایا اُسکے تئیں
نئے پیچ پھسلایا اُسکے تئیں

ہوا آنکر خوب جب لدم نشا
لب حوض سے اُٹھکے گھر میں گیا

کہ اکبار میں گھر سے باہر ہوا
جدھر سے تھا آیا اُدھر کو چلا

گئی رات جب ہوئی صبح جب
گیا پھر میں اُس جا نہا پاس تب

وہ سنتے ہی اکبار حیران ہوا
پھر اُسنے ہیں مجکو یہ کہنے لگا

در و بام تعمیر حیرت فزا
ہر اک صحن تھا تو نبود یکتا

مگر ایک دن کا کروں کیا بیان
کہ آئی نظر کوئی رنگین کمان

کہ تھی اک وجاہت حسین عیاں
تھے اخلاق کے کئی ہویدا نشان

پھر اُسنے کی اخلاق کی گفتگو
ہوا اور مرہون میں مو بمو

نہ میرے بغیر اُسکو آرام تھا
نہ مجکو سوا اُسکے کچھ کام تھا

حویلی کوئی مجکو آئی نظر
کھڑا ہو لگا دیکھنے میں اُدھر

لگا دیکھنے اُسکو دیوانہ وار
کہا پھر یہ اُسکے تئیں ایکبار

وہ فی الفور شربت کا بھر لائی جام
گلاب اور قند اُسمیں تھی پر تمام

مگر قند لب تھا کچھ اُسمیں ملا
کہ جسنے دیا مجکو اتنا مزا

یہ رمز و کنایہ کی باتیں جو باہم ہوئیں
اشارہ و نکتے کی باتیں جو باہم ہوئیں

لگی کہنے اکبار اُسمیں کنیز
کہ ہشیار ہو اور کرو کچھ تمیز

یہ سنتے ہی مجکو ہوا اضطراب
کہا پھر یہ اُس ماہرو سے شتاب

کہا ماہرو نے بصد فکر و حوض
کہ جا گہ نہیں کوئی اب غیر حوض

گیا حوض میں جب غنیمت سمجھ
ہر اک طرح سے وقت فرصت سمجھ

گیا صاحب خانہ گھر کی طرف
اُسی اپنی رشک قمر کی طرف

گیا بیٹھ اس لب حوض پر
لگا کہنے مہرو سے اُس سیم بر

لگا پھر تو چلنے بہم جام مے
لگے مرتبے عاشقی کے ہونے طے

لگا کہنے مہرو سے اکبارگی
کہ دیکھو تو کچھ حالت اُسکی

یہ کہکر لگا مارنے کنکری
پھر اُسمیں وہ مہرو یہ کہنے لگی

بس اب دیکھیں مجکو یہ جام شراب
اُدھر کو ہو مصروف حرف خطاب

خیال اُسکا اُدھر سے جاتا رہا
وہی اپنے پینا پلانا رہا

یہی مجکو بس فرصت اکدم ملی
بس اتنی ہی مہلت غنیمت ملی

دو گانہ کیا شکر حق کا ادا
کہ فضل اُسنے اسطرح مجپر کیا

بیان اُس سے کی اپنی سب واردات
کہ کل اسطرح کی ہوئی تجھ پہ بات

کہ کس جا ہوئی تمپہ یہ واردات
دکھاؤ تو اُسکو جو ہو یہ صفات

یہ کہکر دکان سے اُٹھا ایک بار
دیے پھر تو تحقیق اگر ہو ہوا
پس اکبار اُس شخص کے پاس جا
بیان اب کرو ہے سارا بیان
نہایت ہی دلمیں ہراسان ہوا
کہ جو کچھ کہا تھا وہی پھر کہا
نہ پھر وہ مرد آیا نظر اور نہ گھر
جوان نے کہا خواب میں تھا مگر
وہ سنکر ہوا بارے اُسکو خموش
خدا نے بلا سے بچایا مجھے
کہانی یہ تھی میری بیتی ہوئی
جوان سوم کی یہ نوبت ہوئی
کرون نقل بے اصل کیونکر بیان
سوار اپنے کاندھے پہ ہمکو کرو
ہوا تب وہ ناچار اور کچھ ملول
قضا را وہان دختر شہریار
تعجب میں اکبار گی آگئی
کیا تب وہ دونوں نے یکسر بیان
کہ حیف اس ستم سے رہو گے غمگین
میں ہوں ذات عورت کی لیکن تمام
مرے بدلے تم ہی کہو کوئی بات
سماجت یہ کی اُسنے تب ہوکے زار
سنو اے عزیزو مری واردات
کہ اک روز تھی بام پر میں مجھی
گیا جی ہوا اُسپہ بے اختیار

لے آیا میں اُسکو بھی بے اختیار
کہ وہ تو حویلی اسی کی ہو جا
بہیبت وہ مجھ سے یہ کہنے لگا
عیان کو نہیں خوب کرنا نہان
اس اپنے کیے کا پشیمان ہوا
مگر اور اتنا کہا اُس سوا
نہ وہ ماہ پارہ نہ رشک قمر
تماشا یہ پھر عیان سر بسر
بحال آئے پھر گئے عقل و ہوش

اسی گھر میں جس میں ہوئی تھی وہ بات
وہ مرد وہ عورت اُسی شخص کی
کہ ہان کل اسی جا تھا میں تنہا وہین
ہوئی پھر تو دہشت مجھے بھی تمام
بہت غور کر دلمیں تب اسکی
کہ تھی خواب میں یہ ہی صحبت مجھی
خدا جانے تعبیر اسکی ہو کیا
کہا میں نے اور آپ سمجھیں کیا
پھر اُسنے مجھے ہنس کے رخصت کیا

نقل جوان سوم

اُسے اپنے کہنے میں حیرت ہوئی
مجھے اسمیں معذور رکھیے یہان
شتابی سے ہو نجات وہ اُس قہر کو
لگا کہنے اچھا کہا میں قبول
کہ تھا جسکے فرمان میں وہ دیار
بلا کر پھر اُن سب سے کہنے لگی
کہ یہ کچھ ہے رسم تمہاری داستان
جو کچھ آجتک تجھپہ بیتی نہیں
ہے یاد اپنی روداد سب لا کلام
چھپاؤ اپنی کچھ تم کو ہو واردات
لگی کہنے تب وہ دختر شہریار

لگے کہنے کچھ یاد مجھکو نہیں
لگے کہنے تب وہ دونوں آشنا
وہی روبرو وہ منزل آئی نظر
بٹھا دونوں یار و نکی سینہ پر
جہرے کے پیچھے ہوئی تھیں کہیں
کہ ہان کس طرح کا ہے یہ ماجرا
ہنسی تب تو سنکر وہ اکبارگی
نہیں سرگزشت اپنی کچھ بھولیا
جوان سوم نے دیا تب جواب
بھلا میں تمہاری ہی خفا ہوں بیچ
کہ اچھا تری بلے میں ہی گئی

حکایت دختر شہریاران دیار

تماشا خلائق کا تھی دیکھتی
دوانی ہوئی دیکھکر ایکبار

نظر مجکو آیا کوئی نوجوان
نکلنے لگی سینہ سے آہ سرد

جہان مجھ گذری تھی وہ واردات
ہے ناموس حرمت اسی شخص کی
ہوا تھا یہ معلوم یک سر نہیں
کہ یہ کیسا مرنے کا آیا مقام
یہی جلد حرفت کی تمہید کی
جو آنکھ اسمیں اکبارگی کھل گئی
اگر یا سکوتم تو دیکھ پتا
یہ گذرا ہے سب خواب میں ماجرا
دوگانہ ادا میں کیا دوسرا
نئے سر سے عالم دکھایا مجھے
جو خدمت میں حباب کے نقل کی
نہ بیتی ہے کچھ بات مجھپر کہین
کہ خراب گنہگاری کیجے ادا
کچھ اُتنی بھی یاد نہیں وقع رتر
گیا لیلے تھا رو برو جو مگر
نظر دور سے کرکے اُنکے تئین
کہو مجھسے بھی بھید اس بات کا
اور اُس تیسرے سے کہنے لگی
جو کہتا اُسے کچھ نہ کچھ کم زیاد
کہ اے دختر شاہ والا جناب
بچون آج اس محنت شاق سی
بیان کرتی ہون اپنی بیتی ہوئی
جوانی میں گذری عجب مجھپہ بات
نہایت طرحدار سرو روان
لگا ہونے دلمیں تعشق کا درد

ہوئی ایک دن مین یسی بیزار وہ
بتا کس لیے ہی تو اتنی ملول
اگر اسکو لا کر ملا دے مجھے
کہا سُنکے دائی نے اے نازنین
یہ کہکر گئی فکر و تدبیر مین
کہ دے مین لگا لاؤن مطلوب کو
لگے ہونے پھر چرچے اور اختلاط
کہ اہل طرب کا بھی جلسہ ہوا
ہوئی سُنکے فی الفور مین بیحواس
شہنشاہ ہین یہ مرے قبلہ گاہ
کوئی دم مین لونگی مین تمکو بلا
مین آبیٹھی مسند پر اپنی شتاب
نظر کرکے مجلس کے سامان کو
کہا میرا جانا تھا کچھ جی نے یون
بھلا ہم بھی جی اپنا بہلائین گے
کسیکو نہ فرصت ملی اسقدر
جو دیکھون تو ہی وہ جوان مر گیا
عوض تیرے مجکو نہ کیون آگئی
پھر آخر ہوا دفن کرنا ضرور
بس اس وقت دائی کو مین نے بلا
اور اسکو بھی کرکے مین دفن جا
گر اسکو تو فرماؤگی اپنا کام
لگی کہنے مین اس سے ہو ملتجی
وہ بدبخت سنتے ہی بولا یہ بات
ڈرے اپنی صورت سے معذور تھا

کہ چہرے پہ غم ہوگیا آشکار
پہ کیسی ہی مرجھا رہی جیسے پھول
تو گویا سر نو جلادے مجھے
غنو دل مین اپنے بس اندوگین
کرو وہ قبیل ستے وے زنجیر مین
ترے جان اور دل سے مرغوب کو
ہوا گرم بازار عیش و نشاط
دف و چنگ و مردنگ بجنے لگا
کہا اس جوان کو جو تھا میرے پاس
یونہی دیکھنے آتے ہین گاہ گاہ
خبردار جی مین نہ ہونا خفا
پھر آئے شہنشاہ عالیجناب
لگے پوچھنے مجھ سے حیران ہو
کہ مین بھی ذرا آج گانا سنون
کہ شب کا بھی خاصہ یہین کھائینگے
چلے اکل و شرب جان کی خبر
تاسف کا ہے داغ دے کر گیا
جو دی لاش تیری مجھے دکھائی
کرتا ہون نہ آگاہ اہل شعور
یہ درد نہان اپنا اس سے کہا
کہ جسمین نہ یہ بات ہو برملا
قدمی کریگا وہی انصرام
کہ تجھسے ہے آج ایک حاجت مری
کہ اچھا لگی آج تو میری بات
کہ محروم تھا اور مجبور تھا

مری دائی مجھسے یہ کہنے لگی
کیا درد دل کا یہ مین نے بیان
وگرنہ خدا جانے کیا حال ہو
سنبھال اپنے کو ہو نہ اتنی اداس
کئی دن مین پھر کام کر ایکبار
وہین پھر محل بیچ لائی بلا
ہوا جام گلگون کا پھر اسمین دور
پھر اپنے مین اکبار پہونچی خبر
کہ حجرے مین جا کر چھپو تم شتاب
ابھی دیکھکر دم مین اٹھ جائینگے
چھپا جا کے حجرے مین وہ نوجوان
کیا مین نے اٹھکر ادب سے سلام
کہا بابا یہ حجرہ جا ہے کسطرح کا
لگے کہنے اچھا سنو میری جان
یہ کہکر وہ بیٹھے جو عالی صفات
گئے آٹھوین دن شہنشاہ جب
لگا اسکو یہ چھاتی سے مین بے رنگ
مین کیا جانتی تھی یہ ہوگا سبب
مگر تھی یہ حیرت کہ کیونکر اٹھاؤن
کہا اسنے کون ایسا ہے رازدار
مگر وہ ہی حبشی ترے باپ کا
لگی کہنے اچھا اسکو لے آ
کسی طرح اس لاش کو دفن کر
نکلتی ہی کب سے مری تپ جان
نہ منہ اپنا پاتا تھا مین اسقدر

کہ داری مین تیرے تصدق ہوئی
کہ یون کچھ مرے غم کی ہے داستان
کئی دن مین مرنیکا یا حال ہو
مین لے آتی ہون اسکو تیرے پاس
پہلا وے خوشی کی خبر ایکبار
مرے پاس مسند کے بٹھلادیا
بنا آکے مجلس کا کچھ اور طور
کہ آئے شہنشاہ دروازے پر
مگر دل مین کرنا نہ کچھ اضطراب
زیادہ نہ تشریف فرمائینگے
لگا قفل در پر پھر اسکے وہان
لگے کرنے شفقت کے کلام
یہ گانا بجانا ہے کسطرح کا
کسی طرح سے خوش ہے تیری جان
تو بیٹھے رہے ساتھ جب سات رات
تو اٹھکر گئی اس جوان پاس تب
یہی رو کے کہہ کے ہائے فلک
ہوئی باعث اس زندگی مین بکی
اور اس بات کو کسطرح سے چھپاؤن
جو یہ بات ہونے نہ دے آشکار
جو ہے گاہ گاہ آتا لاؤن بلا
وہ گئی اور جلدی سے لائی بلا
بظاہر نہ ہو یار و اغیار پر
کہ مجھپر کسی طرح ہو مہربان
جو کچھ حال ہے لکھون عرض کر

خدا نے دعا بار سے میری سُنی
وگرنہ چھپاؤنگا کب ایسی بات
مین رہ گئی دین سُنکے یہ بات دنگ
لگے آگ اس رو سیہ شکل کو
مقدر تھا قسمت مین میرے یہی
پلنگ کا ہوا فرش لوہو لہان
کیا دفن جا کر کہین اُسکے تئین
مجھے صورت اُسکی لگا کرتی زہر
کہان ہاتھ سے اسکے جاؤن نکل
رہی گھات مین اُسکی پھر وہ مدام
کہا مجھ سے دائی نے قابو ہے کج
ڈھکیلا زمین پر وہین دفعتہً
پھر اسمین اُٹھی میری شادی کی بات
امانت مین جو ہر خیانت ہوئی
اسی غم مین جھوٹی تھی شام و سحر
کہ جنکر خواصون مین اک نازنین
بحکمت سلایا اُسے اُسکے سات
ہوئی کچھ نا سو وقت اُسکو تمیز
اور از بس کہ نا سُفتہ تھی وہ خواص
تو اُٹھ گئی پھر آہستہ سے وہ کنیز
گئی رات اور پھر ہوئی صبح جب
یہ لونڈی وہ چھل مجھسے کھانے لگی
ہوئی ہاتھ سے اُسکے ناچار مین
کہ اک دن کنوئین پر بیٹھی تھی وہ
کنوئین مین وہ اسطرح جب گر پڑی

کہ اسطرح مجھ سے غرض آ بنی
کہونگا شہنشہ سے یہ واردات
کہ حبشی نے کیسا نکالا یہ رنگ
جو عاشق مرا یہ بھی بدبخت ہو
دکھاوے جو تقدیر دو ہی سہی
رہی غش مین تادیر مین ناتوان
مین غم مین رہی اُسکے چندے غمین
ہوا کرتی دل مین سدا زہر قہر
لگا جان کو میری کیسا خلل
لگی رکھنے قابو مین ہر صبح و شام
کہ اب تجھسے گر ہو سکے کچھ علاج
ہوا یاسمن غرق اُسکا سارا بدن
بدخشان کے شاہزادے کے سات
سو آفت ہوئی یہ قیامت مچی
نہ تھی حال سے اپنے مجکو خبر
نہایت طرحدار اور مہ جبین
رہی بیٹھی آ ایکطرف کر کے گھات
کہ دُلھن پلنگ پر ہے یا وہ کنیز
لہو کا بھی ظاہر ہو اختصاص
نہ دو کو غفلت مین آئی کچھ تمیز
کھلی آنکھ اس شاہزادے کی تب
اشارے کنائے سنانے لگی
لگی رونے شام و سحر زار مین
مین آہستہ سنکے پیچھے گئی
تو اکبارگی شور مین کر اٹھی

کہ اب آبرو ہو وے میری قبول
کہ آتے محل مین ہین نوبت جوان
نہ معلوم تھا اسکو یہ ماجرا
پھر آخر ابھی ہین نیخ دلمین کہا
کیا جان پر اُسکی پھر مین نے جبر
کیا اپنا منھ کالا حبشی نے تب
پھر اکثر وہ حبشی مجھے دیکھکر
کہی اپنی دائی سے پھر مین نے بات
کہا سنکے دائی نے ہو مت خفا
پھر اکدن وہ موذی جو چھت پر چڑھا
دبے پاؤن مین وہین چھت پر گئی
نکل گئی اسی چوٹ مین اسکی جان
مجھے فکر سنکر پھر اُسکا ہوا
وہ معلوم کر کیا کہیگا مجھے
پھر آخر کو آئی جو شادی کی رات
پنھایا اپنا جوڑا اُسے بیاہ کا
وہ دولھا نے از بسکہ پی تھی شراب
اُسی بے خبر کے نشے مین وہ کام
یہ سب کچھ کہ طے ہو چکا جب گھڑی
تب آہستہ سے مین پلنگ پر گئی
گلے سے پھر اپنے وہ مجکو لگا
جو دیوے خبر کوئی تو مجکو بچائے
اُٹھایا سر اُسنے نہایت حبشی
ڈھکیلا اُسے بھی اسطرح سے
کہ ہو گر گئی نبی خاص خواص

تو مطلب یہ ہوا اسکا بھی حصول
یہ کچھ حال ہوتا ہوا اُسکے ندان
کہ یہ کچھ ہو گیا اُسکے دلمین بھرا
کہ بیچ سر ہی پنجا بڑے بول کا
سہا جو کہ سہنا تھا قسمت مین جبر
جوان کی اُٹھا لیگیا لاش جب
اشارے کیا کرتا شام و سحر
کہ مشکل ہوئی ہے مجھے اب حیات
ہوئی کرتی مین فکر اس سے کہ دیو کا
سر بام جا کر ہو وہ تک کھڑا
اور آہستہ پیچھے سے یکبارگی
فراغت ہوئی مجکو اُس سے کہ دان
کہ اب پردہ کیونکر رہیگا مرا
خدا جانیے کیا کہیگا مجھے
تو گذری مری عقل مین یہی بات
جو تھا عطر اور اگر جو تھین لبا
نشہ مین پڑا تھا بحال خراب
کیا اُسنے کرتا تھا جو کچھ تمام
تو اکبار دولھا کو نیند آ گئی
مچل کر رہی مار کر مونڈ کر
وہی اختلاط اپنے کرتا رہا
کہون کیا کہ جس طرح سے شک کھائے
کیا پھر مین ناچار یہ فکر تب
ہوئی وہ بھی حبشی ہی کیطرح جب
جسے میری خدمت مین تھا اختفا

پھر اس حال سے گیا وہ بھی شر · رہا پھر نہ باقی مجھے کچھ خطر
گذرنے لگی عیش میں صبح و شام · ہوا شور عصمت کا میری تمام

ہے شب سو مرا اب تلک وہ سہاگ · کہ آپس میں ہم دونوں کی ہے لاگ
یہ تھی سرگذشت اور میری واردات · کہ ہے جسکی اک اک مجھے یاد بات

مگر حیف ہے تجکو اے نوجوان · جو گذری نہیں تجھپہ کچھ داستان
و لیکن ترا بھی نہیں کچھ قصور · کہ ہر ایک کا مختلف ہے شعور

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد · خدا پنج انگشت یکساں نکرد

داستان شہزادہ کامگار

کوئی شاہزادہ تھا عالی وقار · کہ نام اسکا مشہور تھا کامگار
شجاعت میں ایسا کہ اسفندیار · سخاوت میں تھا مثل ابر بہار

ریاست کا جوہر تھا اُسپر تمام · رشادت کے عالم میں بالا کلام
ولیعہد تھا اپنے جاے پدر · تھا فرماں روائی میں شام و سحر

پہونچتا تھا یکسر قوانین کو · سمجھتا تھا ملکوں کے آئین کو
وزیر آگے اُسکے معطل رہا · چراغ اُسکا ہرگز نہ روشن ہوا

لگا کھانے دن رات اُس سے حسد · ہوئی اسکو منظور یہ جد و کد
کہ شہزادے پر باندھے کچھ افترا · کرے باپ کے پاس سے وہ جدا

پس اکبار جاکر کہا شاہ نے · نہایت ہی اک نالہ و آہ سے
کہ شہزادہ غالب ہوا آپ پر · مسلط ہوا ملک میں سر بسر

عجب کچھ نہیں قوت بخت سے · اٹھا دیوے اب آپکو تخت سے
سپاہ و رعیت ہیں پردیں سب · دل و جان سے متحد اُسکے اب

برے طور آتے ہیں مجکو نظر · خدا جانے کیا ہو شام و سحر
اگر آپ سے کیجیے اسکو جدا · تو رہتے ہو کشور پہ فرماں روا

نہیں آجکی بات کیجیے گا یاد · کہ ہو وینگے کیا کیا عجائب فساد
شہنشاہ نے سنکر یہ اُسکا کلام · ہوا شاہزادے سے بدظن تمام

غرض گو کہ سمجھا نہ کہنہ سخن · کیا اسکو فوراً جلاے وطن
نکل کر چلا شہر سے کامگار · کیا دشت غربت کو تئیں اختیار

وزیر اپنی تدبیر سے خوش ہوا · کہ باد عدو کو میں خارج کیا
مگر تھا خلف اُسکا جو نوجوان · تھی شہزادے سے اُسکو الفت نہاں

تہا تونمیں نام اُسکا تھا ہوشمند · کہ تھے عقل اور ہوش اسکے بلند
وہ سنکر یہ روداد اکبارگی · کہ شہزادے پر آئی آوارگی

رفاقت کو آکر کیا اختیار · تجا اپنا فی الفور بار و دیار
یہ دونوں چلے ہو کے جسد بہم · بیاباں محن میں قدم با قدم

پھر اک تیسرا بھی کوئی آملا · جو سوداگری بیچ مشہور تھا
اور اُسکا بھی زرگر کوئی یار تھا · قدیمی جو مدت کا تھا دوستدار

سوا آن گروہ بھی انہیں رفیق · غرض چاروں ملکر ہوئے ہم طریق
لگے پھرنے ہر سو نگر در نگر · سفر میں لگے رہنے شام و سحر

یوں ہی پھرتے پھرتے جو اکبارگی · ہوئی آکے تکلیف گذران کی
کیا بے زری نے نہایت غمیں · ہوا دل میں شہزادہ اندوہگیں

ملول اُسکے تئیں دیکھکر وہ وزیر · جو ہر مصلحت میں تھا رہتا مشیر
لگا کہنے حضرت نہو تم اُداس · نہ خاطر میں کچھ لاؤ بالکل ہراس

خدا پر نظر رکھیے اپنی سدا · ہے کرتا وہی سبکی حاجت روا
مرے پاس ہیں چار یہ لعل پُر قدر · جو اُنکے تئیں دیکھے صاحب نظر

تو مول اک اک انکا اتنا وہ دے · نہ جسمیں کچھ حاجت باقی رہے
اسی دن کی خاطر وہ تھی میرے پاس · جو تکلیف سے ہم نہوں بے حواس

مگر اب کوئی شہر ایسا ملے · کہ جسمیں خریدار انکا ملے
تو بیچیں گے اک لعل ہم انکا جا · جو اب اب پہونچے ہمیں قوت کا

جو نزدیک سنتے ہیں شہر عظیم · وہیں جا کے بیچیں گے ہوکر مقیم
ہوا سنکے خوش اسکے تئیں کامگار · کیا دیر تک شکر پروردگار

گیا دن گذرا اور ہوئی جبکہ رات · تو اکبار رہتی ہوئی کاروات
کہ چاروں کی چوکی مقرر ہوئی · ہر اک نے وہ اک اک پہر چوکی دی

یہ زرگر کی نوبت ہوئی جسگھڑی
کہ لعلون کی جا سنگریزے دھرے
قریب آن کر ہو چکے جب گھر کے
اسی مین کہ اکبارگی جو وزیر
تب اُس شاہزادے سے کہنے لگا
ہمین چار تھے رات کو چوکیدار
عدالت مری کیجیے اس گھڑی
کہ جانے دے اب اسکی تئین اوگھری
کہ کچھ دوستی مین نہ آوے خلل
مرا مال اسطرح سے مفت جاوے
یہ کہکر وزیر اور ہوا ہمچو اس
لگا کہنے حاکم یہ سُنکر بیان
وزیر اسکو سُنکر افسردہ ہوا
لگا دیکھکر کہنے اُسکے تئین
کہا اُسنے عورت یہان ایک ہین
تو اُس سے کرا اپنا کہے ماجرا
وزیر اسکو سُنکر گیا اُسکے پاس
کہا اُسنے تم چار دن جا کے لعل
دلے چار دن اک پھر پاس
لگی شاہزادے سے کہنے وہ زن

تو اُسنے خیانت وہ لعلون کی کی
کہ نا انکی جاگہ نہ خالی ہے
تو پھر بیٹھ آپسمین کہنے لگے
لگا ڈھونڈھنے گوہرِ بے نظیر
کہ حضرت یہ کیسا ہوا ماجرا
یہ کیدھر سے چور آ پڑا ایکبار
کہ مجھ پر یہ کیسی ہے آفت پڑی
نہین ہوگا یہ کچھ فوائد مگر
نہین خوب یارو نہین جنگ و جدل
اور اسپر سزا اسی چور اسکی بلاے
گیا شہر مین وہ انکے حاکم کے پاس
کہ شاید گواہ اسکے سننگے کہان
بہ تشویش اندوہ گھر کو چلا
کہ کسواسطے ہی تو اندوہگین
تفرس مین کوئی اسکا ثانی نہین
تو وہ ہی کرونگی یہ حاجت روا
نہایت ہی مغموم اور بحواس
مرے پاس آنا مین کرونگی کام
رہین تا ہون سکی حقیقت سن
کہ پہلے ہی تھے ہی میرا سخن

چُرے تھے وہ چار و نکے چار ون تمام
گئی رات اور صبح جسدم ہوئی
کہ اب حکم تدبیر کچھ کیجیے
تو لعلون کی جا کنکر آئے نظر
جہان لعل تھا سنگریزے وہان
خیانت کا پھر کسپہ کیجیے گمان
ہو اسکے شہزادہ حیران سا
ہوا سو ہوا بس فراموش کر
وزیر اسکو سُنکر یہ کہنے لگا
یہ زنہار زنہار ہوگا نہین
اور اتنا بار وہ سارا کہا ماجرا
نہین بن گواہی کے کچھ لگتی بات
ملا راہ مین اسکو اک پیر مرد
وزیر اُس سے کہنے لگا ماجرا
خردمند ہین پیر وہ روشن تمام
پکڑ دونگی تم مین سے آج ہی چور کو
کہا ماجرا اپنا سارا بیان
گرونگی مین بات اسکی تئین
گیا سکے تئین خاموش کو یہ وزیر
سنو اک کہانی ہون کرتی بیان

اور اسپر کیا پھر وہ اک اور کام
تو پھر چار و نے راہ منزل کی لی
سُراغ خریدار کو بھیجے
اچنبھا سا کچھ ہو گیا سربسر
اور انکا رہا کچھ نہ باقی نشان
کسے بھیجیے چور آپسمین یہان
وزیر پھر مروت سے کہنے لگا
تو ہی ہو خردمند عاقل تو بحث کر
کہ خیر آپ ایسا ہی کہتے ہین کیا
نہ جبتک کہ پکڑو دشمن خانہ بن کے تئین
کہ یون سانحہ ہم پہ وارد ہوا
ہو آئین وہ انصاف کی یہی بات
تھی ذات اسکی علم و فراست مین فرد
کہ یون واقعہ مجھپہ طاری ہوا
ہے مشہور گوہر پھر اُس زن کا نام
کہ کی جسنے چوری حقیقت مین ہوا
نہان کو کیا اُسپہ یکسر عیان
جو ہو دیگا جا بن چھپیگا نہین
تھی رہتی جہان وہ زن بے نظیر
ترے روبرو مین ہی شاہ جہان

حکایت زن عاقلہ روبروی ہر چہار علیحدہ علیحدہ برآمدن چہار لعل از نزد زرگر

تھے رہتے کسی شہر مین دو رفیق
یہ تھی رسم اُس شہر کی ظاہرا
تماشے کو آتے صغیر و کبیر

رفاقت مین باہم سدا اک طرح
کہ ہوتا تھا جب روز نوروز کا
وضیع و شریف اور برنا و پیر

محبت کے عالم مین وہ طاق تھے
تو دیا یک خلق کا ازدحام
قضارا وہ دونون جوان بے نظیر

وفا مین وہ مشہور آفاق تھے
رہا کرتا کئی دن ملک صبح و شام
گئے ملنے والان سیر کرنیکے تئین

جو دیکھیں تو اک خلق کا ہی ہجوم
تماشو کی ہر طرف ہے اک دھوم
سارو نسے ہیں ہر طرف جلوہ گر
اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر
اُسی دھوم میں وے دونوں وہ آشنا
ہوے اکدم گرسے جدا وان نما
اسمیں پھر ان دونوں نے وہاں
ہوا وارد اک جا کمیں ناگہاں
ہوا سے جو پردہ اُٹھا ایک بار
تو قدرت خدا کی ہوئی آشکار
لگا تلملانے دہیں متصل
لگا تھامنے ہاتھ رکھ رکھ کے دل
اسمیں وہ بچھڑا ہوا آشنا
کہیں آن پہونچا اُسے ڈھونڈھتا
لیا دوڑ ہیں دھر اپنے زانو پہ سر
لگا پوچھنے اسکے مژگان تر
ہوا دم کی دم میں تو کسکا شکار
گیا کون تیرے تئیں تیر مار
بتا کچھ تو اُسکا تو نام و نشان
کرتا جا کے لے آؤں میں اُسکو یہاں
خدا جانے کیسا طلسمات تھا
جو اکدم چھلاوا سا جاتا رہا
مگر اُسکے چہرے کے سب خط و خال
جنھوں سے وہ تھا اُنکی زینت کمال
رفیق اُنکے تئیں بوجھ کر سر بسر
لگا کھینچنے ایک کاغذ او پر
وہ کرتے ہی اُسکو نظر ایکبار
لگا کہنے ہاں سب یہ نقش و نگار
بس اکبار کاغذ کو وہ آشنا
لیے ہاتھ میں اپنے رخصت ہوا
پھر املاک و رساک لیل و نہار
ولیکن نہ پائی کہیں زینہار
وے دلمیں بخت اپنی محجوب تھا
کہ منھ آشنا کو دکھاؤں گا کیا
وے لیکہ مغموم تھا ہو رہا
نہ گھر پہنچ اپنے وہ ہرگز گیا
سُنی زن نے اُسکی یہ ہیں خبر
بلا کر کہا دائی کو زود تر
گئے بیاہ کر مجکو جس روز سے
میں مرتی ہوں اندوہ جانسوز سے
پھر اسپر جو مدت میں آئے بھی ہیں
تو اسطرح باہر رہے ہو کے سو
گئی لیکے دائی یہ زن کا پیام
سُنایا بخوبی اُسے یہ کلام
بھری دائی حسرت سے اور ادھر
لگی آنکر کہنے بی بی کے پاس
خدا جانے اسکا باعث ہے کیا
سمجھتی نہیں ہوں میں اسکو ذرا
کیا منھ پہ ناچار اپنے نقاب
چلی گھر سے کھاتی ہوئی پیچ و تاب

ہزاروں پریزاد و در نازنین
ہزاروں طرحدار اور مہ جبین
نہیں ہے خبر ایک کو ایک کی
یہ کثرت ہے کچھ خلق کی ہو رہی
نہ اُسکو رہی علق اُسکی خبر
نہ اُسنے یہ جانا گیا وہ کدھر
تو آیا میانہ اک اُسکو نظر
کہ تھی جسمیں محبوب رشک قمر
گرا پردہ پھر آن کی آن میں
جوان کی ہوئی بیکلی جان میں
ہوا خلق کا آگے سر پر ہجوم
تماشائیوں کی ہوئی آکے دھوم
جو دیکھے تو یہ کچھ ہے حال رفیق
ہوئی دیکھ کر اُسکی حالت رقیق
لگا کہنے اے دوست کیا حال ہے
یہ کسواسطے تیرا احوال ہے
ہوا کسکا زخمی بتا تو مجھے
کچھ اندوہ دل کا سُنا تو مجھے
جوان نے یہ سنکر زلا سے تمام
کہا یار بتلاؤں کیا اُسکا نام
نہ نام اُسکا پایا نہ اُسکا نشان
نہ معلوم کچھ کرنے پایا مکان
منقش وہ سب لیپ میں کھچ رہے
اگر اُسکو پوچھے تو کہدوں تجھے
ہوئی جب وہ تیار تصویر سی
تو اکبارگی ہاتھ میں اُسکو دی
بعینہ اُسی شکل کے ہیں کھنچے
اُسی شکل نے بیکلی دی مجھے
لگا ڈھونڈھنے ہر طرف اُسکے تئیں
کرے پیدا کر و چاکر اُسکو کہیں
ہوا اتفاقاً حیران وہ آشنا
بنا اُسی شہر کو پھر پھرا
اسی سوچ میں اپنے گھر سے غمیں
گیا حیرت آگیں و اندوہگیں
پڑا جا کسی گھر میں ہمسایہ کے
غم و درد و اندوہ اپنا لیے
کہ دائی یہ دے جا کے اُنکو پیام
کہ کیسا ہے سنگین دل کا یہ کام
نظر بھر کے میں تمکو دیکھا نہیں
مرا کوئی ارمان نکلا نہیں
بھلا ہے کوئی یہ محبت کی چال
ذرا تو اسے دلمیں کیجے خیال
جوان سُنکے اُسکے تئیں چپ رہا
جواب اسکا مطلق نہ اُسکو دیا
کہ میں نے تو بوجھا دو بات تمام
یہ کرتے نہیں کچھ وہ کلمہ کلام
ہوئی سنکے بی بی کے تئیں بیکلی
نہایت ہی بیتاب و مضطر ہوئی
کیا جا کے شوہر کے تئیں پھر سلام
لگی کہنے بیتابی اپنی تمام

کہ تبلاؤ تو اُسکا باعث مجھے
مین کبتک تڑپتی رہون صبح و شام
ہے اس جینے سے مجکو مرنا بھلا
وہین کھول کر آنکھ دیکھا اُسے
کہ بارے وہ مقصود حاصل ہوا
گیا اُٹھ کے گھر مین شتابی وہین
وہ ہی آشنا جان و دل سے مرا
سو ہی جان پر اُسکے اب آ بنی
خوشی میری گر تجکو منظور ہے
بُرا حال آتا ہے اُسکو نظر
بس اک عمر مین وہ ہی اک آشنا
اگر اُسکی خاطر نہ ہرگز رکھون
لگی کہنے کیا خوب یہ تو کوئی
لگے آگ اِس آشنائی کے تئین
جو ناموس کو اپنے غیرونکے پاس
بس اب چوڑیان پہنیے آج سے
وہ ہے کون اور ہے کدھر کی بلا
اگر زندگی ہو مری چاہیے
اور اُٹھکر شتابی چلو میرے ساتھ
سُنا زن نے اصرار شوہر عجب
کیا سارا نکھ سکھ سے بنا سنگار
کہ ہر طرح قربان مین ہون تیرے
پھر آتے مین کیا اُنکو آیا نظر
وہین سب طرف سے لیا آکے گھر
کہی زن نے تب اُنکے تئین اتنی بات

ہو کیون آنکھ گھر کے باہر رہے
رہون کب تلک جیتی بے ننگ نام
کہ اسطرح تجسے رہون مت جدا
نظر جو پڑا اُسکا نقشہ اُسے
تجسس مین تھا جسکے مین جابجا
لگا کہنے زن سے کہ اے نازنین
سراپا مجسم بصدق و صفا
مصیبت سہی ہے روز و شب آ بنی
نشے مین مرے گر تو مخمور ہے
خدا جانے کیا ہووے شام و سحر
زمانے مین میرے تئین ہے ملا
تو کب آشنا و نہین محبوب ہون
عجب طرح کی بات تمنے کہی
اور اسطرح کی باوفا مجھکے تئین
حوالے لگے کرنے ہو بجا اس
بس اب اوڑھنی اوڑھیے آج سے
مجھے اُسکے ملنے سے ہے کام کیا
وگر کچھ خوشی ہو مری چاہیے
کہ پکڑا دون جا ہاتھ مین اُسکی ہاتھ
تو لاچار دل مین کہا اپنے تب
نبی آن کی آن مین نو بہار
تو مختار ہے جسکے تئین چاہے دے
کہ ہین جو بیٹھے ہوئے راہ پر
لگے کہنے بس کیجیے اب دیر
کر ڈالو ابھی تم نہ کچھ مجھپہ بات

ہوئی مجھسے تقصیر ایسی وہ کیا
بھلا ہے اگر مار ڈالو مجھے
وہ شوہر اُس عمر مین بیہوش تھا
موافق نظر آیا کاغذ کے سب
پھرا واسطے جسکے مین سربسر
حقیقت مین یون ہے مری روداد
مجھے اُس سے ہے یاری و دوستی
نہین دیکھ سکتا مین اِس حال کو
تو کہتا ہون جس مین تجھے اُسکو مان
مرا دوست دریا رجانی ہے وہ
کہان دوست ملتا ہے ایسا کہین
سُنا زن نے شوہر کا جب یہ کلام
مگر کچھ دوانے ہوئے ہو گئے تم
کدھر ننگ غیرت تمھاری گئی
کہانا تمھین مرد ہے کیا ضرور
یہ ہرگز ہوا ہے نہ ہوگا کبھی
سنی باتین زن کی یہ شوہر نے جب
تو بولے کہ ہین جلد کرلو سنگار
محبت کے عالم مین ہین سرخرو
نہایت ہی مجبور معذور ہو
ہوئی پاس شوہر کے آکر کھڑی
چلے گھر سے پھر دونون ہو کے بہم
ہوئے خوش انھین دیکھکر ایکبار
اُتارو زر و زیور اپنا تمام
سُنو پہلے قصہ بگوش کر

کہ دیتے ہو مجکو یہ ایسی سزا
جدائی کا پر داغ مت دو مجھے
سنی زن کی آواز جو ہین ذرا
لگا دل مین کہنے یہ خوش ہو کہ عجب
سوا اپنے ہی گھر مین وہ آیا نظر
بنی ہے اب اسطرح سے آکے بات
جدائی نہین ہے کسی بات کی
یہ زحمت کرو اور اُسکے جنجال کو
چل اب اُس سے مل تا بچے اُسکی جان
مرا باعث زندگانی ہے وہ
کہ دنیا مین بو دوستی کی نہین
ہوئی اُسکو اکبار حیرت تمام
کدھر کو تمھاری ہوئی عقل گم
یکسطرح کی عقل ماری گئی
ہوئے اسقدر جو حمیت سے دور
کہ مین جا کے مُنھ دیکھون اُسکا کبھی
لگا کہنے بس دیر مت کیجیے اب
جہان تک کہ ہوتا ہے نقش و نگار
کہا اُن نہ خام لفظونمین کچھ
گئی اُٹھکے گوشے مین اکطرف کو
کہا رو کے جلد جیسی مرضی تیری
رضا جوئی مین نیکے ثابت قدم
کہ کیا مفت کا ہاتھ آیا شکار
نہین یہ ستم مین دونگا کرتین کام
کہ ہو ماجرا میرا کیا سربسر

پھر اُسنے وہ اپنی حکایت تمام
کہ جسدم پھر دنگی مین اُدھر سے ہو
ہوئے جو خوش سنکے زن کا کلام
جو شوہر کی ہو ایسی فرمان پذیر
کیا جسنے یون دوستی کا نباہ
زن و شوہر اکبار ہو شادمان
پھر اک جا کسی گھر مین زن کو بٹھا
زمین پر پڑا ہو بحال حزین
کہ افسوس حالت پہ اُسکی تمام
کہا اُسنے لے بس ہو اب ہوشیار
یہ سنتے ہی مُردہ سا وہ جی اُٹھا
بٹھا کر مقابل بس اُسکے شتاب
پھر اُسکے تئین اپنا سب ماجرا
تماشائی یون مجھ پہ رکھتی تھے دعوم
اس احوال مین سنکر آن کر
خدا اسکے تئین بہتری دے جزا
پلا شربت عناب لب کا مجھے
غرض اپنے دکھ درد کی گفتگو
بھوین تان کر اور بدل تیوری
اس آثار کو دیکھکر وہ حزین
وجہ اُسکی کی زن نے رو رو بیان
ہوا دوست حیران سمجھکر یہ حال
پھر آخر کے تئین آشنا کو بلا
خجالت رہی زندگی تک مجھے
ادا جسقدر تونے کی دوستی

حکایت تمام اور حقیقت تمام
بجا لا کے شوہر کے احکام کو
لگے آفرین کرنے ملکر تمام
اطاعت مین سچ مچ ہو یہ بے نظیر
اسے کہتے ہین دوستی واہ واہ
ہوئے منزل دوست کے تئین رواں
خبر کے لیے آپ اندر گیا
بد و نیک کی کچھ اُسے سُدھ نہین
خبر اپنی کرنے لگا لیکے نام
مین لایا اُسے جسکا تھا انتظار
لگا کرنے جان اور دل سے دعا
الگ ہو گیا تا ہو رفع حجاب
جو گذرا تھا ور وہ سنانے لگا
تھا اسطرح خلقت کا سر پہ ہجوم
گیا ڈھونڈھنے پھر جیدھر تدھر
جو لی اسطرح جان میری بچا
کہ دل کی حرارت مری تب بجھے
یون ہی زن کے تھا کہہ رہا روبرو
کس آنکھون سے تہدید کرنے لگی
لگا پوچھنے وجہ خفگی کے تئین
نگہ کی اشارون ہی سے سب عیان
اُٹھایا عجب طرح کا انفعال
بس اکبارگی پانون پر گر پڑا
کہ پھر آنکھ دیکھونگا کیونکر تجھے
جہانتک رہی یہ حکایت تری

مفصل کہی کر کے اک اک ادا
تو زیور یہ سب دونگی تمکو اُتار
کہ رحمت خدا کی ہو اس نیک تئین
ہر شوہر کو بھی اُسکے صد آفرین
کہ جا بس تعرض نہین مجھسے اب
مع الخیر پھر جا کے دروازے پر
جو دیکھے تو وہ دوست بیہوش ہے
رمق سی ہر اک جان باقی رہی
پڑی کان مین جو نہی اُسکی صدا
چل اُٹھا اور شتابی سنبھال آپکو
بلا لایا جا پھر یہ زن کے تئین
وہ مدہوش دیکھ اُسکو اکبارگی
کہ یون مین جھلک کو تری دیکھکر
سلامت رہے یہ مرا آشنا
بہت سعی کر کے بہت جستجو
بس اب تو مصیبت گئی کچھ تو
کہین ہاتھ رکھو مرے پر شتاب
ولے زن نہ زنہار گویا ہوئی
اور اکبار غصہ سے منہ کر کے لال
کہ کیون کس لیے اتنی ہو بد مزا
بجز چشمک و جنبش سر سوا
رہا دیر تک اک ندامت زدہ
کہ بخش اے دل و جان میری خطا
غلامونکا تیرے ہوا مین غلام
بہر حال اب سُن لے میرا سخن

اور آخر کے تئین پھر وعدہ کیا
یہی مجھ مین تم مین ہے قول اقرار
نہ ہوگا کوئی ثانی اسکا کہین
نہ اس سا بھی کوئی آشنا ہو کہین
لگے کہنے پھر اسکے تئین ملکے سب
کی دستک سے آنکلی اپنے خبر
بدستور ویسا ہی خاموش ہے
سو وہ بھی کوئی آن باقی رہی
رہین کھولکر آنکھ دیکھا ذرا
زیادہ بس اب تم نہ مغموم ہو
اُسی اپنے سرو سمن کے تئین
لگا دلمین کہنے یہی ہمدمی
ہوا آن کی آن مین بے خبر
جو اسوقت مین ہو نہ مجھ پاس آ
کیا بارے پیدا تجھے ماہرو
شتابی کہین مجھ سی ہو خندہ رو
کر تسکین باہے مرا اضطراب
نہ مطلق کسی طرح سے وا ہوئی
لگی دیکھنے ہو کے آشفتہ حال
سبب کیا کہو مجھسے کچھ تو ذرا
زبانسے نہ کوئی حرف اُسنے کہا
ندامت زدہ اور خجالت زدہ
مین کیا جانتا تھا یہ کچھ ہو وے گا
مین کیا کہون اسکو آشنائی کا نام
یہ ہے دین و دُنیا کی میری جان

مین اسکی بھی عصمت کا ممنون ہون
کہا ہے حکم شوہر کا لائی بجا
یہ کہہ سنکے دونونکو رخصت کیا
اسیمین ہوا آکے اُس جا گزار
کیا ڈھیر جا کر اُنھون کے حضور
تو بھر سے مردونکو ہے انفعال
زن و شو گئے گھر کو مسرور و شاد
وہ گوہر کہانی یہ جب کہہ چکی
کہا شاہ نے رحمت حق دوست پر
وزیر اپنے کو بھیجو میرے پاس
تو اُس سے بھی عورت نے پوچھا یونہین
پھر آیا وہ سوداگر اسمین فہان
جو شوہر کے احوال پر کر نظر
بلایا وہ زرگر کے تئین جسکے تھی
جو چورونے یون چھوڑا اُنکے تئین
سُنی جو ہین گوہر نے بس اتنی بات
کوئی جلدی اتنا بھی کہتا ہے بھید
سُنا جب زرگر نے سارا کلام
نکالا گھر سے جو لعلونکے تئین
گئی رات روشن ہوئی صبح جب
ملا پر نہ لعلونکا ہرگز نشان
ہون دیکھین تمہین لو بس ابکے کہا
اُسیوقت پھر شہ سے ماذون ہو
گیا آن کر دفعۃً دستگیر
ہوا جا کھڑا اسطرف کو وزیر

مین اسکی بھی غیرت کا مفتون ہون
ہم اپنے تئین یون اچھوتا رکھا
بہت اپنا عذر خجالت کیا
تھی جس جا وہ چورونکی بیٹھی قطار
بعین رضامندی صد سرور
جو مال اُسکا آگے ہوا پر حلال
ملی جیسی نیت تھی اُنکی مراد
تو پھر شاہزادہ سے کہنے لگی
خدا دوست پر جو ہوا اسقدر
کرتا اُسکی بھی عین حقیقت شناس
لگا کہنے سُنکے وزیر اُسکے تئین
سُنی اُسنے بھی سر بسر داستان
ہوئی تابع حکم وہ اسقدر
اور اُسکے بھی آگے کہانی کہی
فقط سُنکے اُسکے سخن کے تئین
تو اکبارگی اپنا پھیلا کے ہاتھ
تھی اتنی جلدی کی تجھے سے اب
لگا کانپنے اور لرزنے تمام
رکھا روبرو ہو کے بس تئین
بلا چارونکو پاس گوہر نے تب
خجالت ہوئی مجکو تجھسے ندان
اور آگے نہ یہ بات کچھ منہ پہ لاو
گیا بھیجے اُنکو بازار کو
بڑا قید خانہ مین جا کر وزیر
تھے حاضر جہاں سارے بزنا دیر

حقیقت مین کچھ نہین بیبیان
بس اب وے دونون گھر کو سدھارے شتاب
پھرے وانسے گھر کو زن و شوہم
وہین تب زن نے درخواست سے پیشتر
رہین اُسکا آ اسمین کہنے لگا
یہ کہہ اور اپنے بھی کچھ پاس ہے
کہ عصمت نے بھی کچھ نہ پایا خلل
کہ فرمائیے بارے شاہ جہان
وہ عورت نے سن شاہ سے اتنی بات
پھر آیا وزیر اور سُننے لگا
کہ کیا نیک طینت تھا وہ آشنا
لگا کہنے خوش ہوکے وہ بھی یونہین
پھر اُسکو بھی گوہر نے رخصت کیا
تو اکبار سُنکر وہ کہتا ہی کیا
اور اُسپر بھی زیور نہ اُسنے کیا
لگی کہنے بس لعل جلدی نکال
بہت کام مین اپنے تو خام ہے
کہا جی مین انکار کیا فائدہ
اور آہستہ پھر اُس سے رخصت ہوا
کہا مین نے ہر چند تفتیش کی
بس اب تجھ نہ سے مین وہی لعل
وزیر اپنے لعلونکو پا خوش ہوا
کھڑا اُٹھا غمگین سا مین کوتوال
سحر کے تئین لیگیا شاہ پاس
کہا شاہ نے عرض کر ماجرا

انھین سے ہے قائم زمین آسمان
ہے تا خیر میرے لیے اک عذاب
خوشی سے گئے وہ پھرتے تھے سوئی انجوم
اُتارا اپنے زیور کے تئین سر بسر
کہ زن اسطرح جب کہ وعدہ وفا
ملا اُسمین زیور حوالے کیے
اور اخلاص مین بھی تم آیا خلل
ہوا لطف کیا اسکا تم پر عیان
کہا بس تم اب جاؤ عالی صفات
اسیطرح جب وہ بھی اُسے سن چکا
جو زن کو وہین لیکے رخصت کیا
کہ رحمت ہے عورت پہ و آفرین
سزاوار تحسین و مدحت کیا
کہ ہے سخت یہ تو عجب کی جا
علاوہ برین آپ بھی کچھ دیا
نہین تو برا ہوویگا مرحال
یہ خامی کا سارا ترا کام ہے
جو معلوم ہوتا تھا سب ہو چکا
گیا اُسجگہ تھی جہان اُسکی جا
ہر اک طرح کی بات سب سے کہی
تمھارے ہین کھوئے گئے جیسے لعل
دعا دیکے گوہر کو گھر کو گیا
سمجھکر وہ بدبخت چوری کا مال
کہ تھا محکمہ و عدالت کے پاس
ترے ہاتھ یہ مال کیونکر لگا

وزیر اپنی روداد کو سربسر
لگا کہنے دست ادب باندھکر

کہا جا بلا لا اسے میری پاس
کہا سب حقیقت کرو نہیں قیاس

نظر کرتے ہی شہ نے شہزادہ پر
کہا بارے کہیے تم آئے کدھر

وہ شاہ اسکے تئیں سنکے حیران ہوا
پھر الطاف و شفقت سے خندان ہوا

سنو آگے اس سے تماشے کی بات
کہ ہوتی ہے اور آگے کیا واردات

نظر جو ہیں اسپر تک اسکی پڑی
وہ عاشق ہوئی اسکی یکبارگی

تڑپنے لگی تلملانے لگی
دوا دارو انکو رلانے لگی

ہوئی رفتہ رفتہ خبر باپ کو
بڑی چرچے میں آن کر گفتگو

کہا شہ نے شہزادی کو تب پیام
کہ اسطرح منظور ہے تم سے کام

کیا ہو کے خوش جان و دل سے قبول
غرض دو دن کیا تنگ میں آکے جھول

معین پھر اک کرکے وقت سعید
کہ تھا میمنت میں جو مانند عید

لکھے شرح گر اسکی یکسر قلم
تو دفتر کے دفتر ہیں ہیچ دین رقم

لگا رہنے خوش وہ شہ کامگار
تعیش میں کٹنے لگا روزگار

نئے سر سے سبکو فراغت ہوئی
وہی تازہ پھر شان و شوکت ہوئی

ہوئے واشد اور دلسے سب باغ باغ
مٹے جتنے سینوں پہ تھے غم کے داغ

سنا شہ نے جب شہزادی کا نام
کہ ہر کامگار سے لے مقام

گیا لیکے شہزادی کو پھر وزیر
جو رخشندہ تھا شکل ماہ منیر

کہی شاہزادے نے پھر سرگذشت
جو بیتی تھی اسپر بشہر اور دشت

حوالے کیے چاروں لعل اسکے تئیں
کہا مال و زر دی یہ ہرگز نہیں

گیا تھا وہ شہ پاس جب کامگار
جھروکے میں تھی دختر شہریار

لگا یکبیک عشق کا دل پہ تیر
ہوئی قید الفت میں خود اسیر

لگی سوکھنے دن بدن اسطرح
کہ شاخ خزان دیدہ ہو جسطرح

کہ یہ کچھ ہے شاہزادی کا حال
خدا جانے ہو ویگا کیسا حال

ہوا کامگار اسکے تئیں سنکے شاد
کہ الطاف غیبی نے بخشی مراد

ہوئی شاہ کو سن نہایت خوشی
تمہاری کی وصلت کے انجام کی

کیا بیاہ با حشمت و عز و شان
کہ تفصیل ہے جسکی فوق البیان

غرض جب ملا اسقدر مدعا
تو پھر رات دن اور صباح و مسا

کیا سب رفیقوں کے تئیں بھی نہال
تھے تکلیف میں سب کی جو خستہ حال

گئے بھول سب اپنا رنج و محن
بجائے خزان ہو گئی بہار چمن

اٹھائی تھی آوازنی جسقدر
مبدل وہ عشرت سے ہوئی سربسر

پھرے یکبیک جسطرح انکے دن
ہمارے تمہارے پھرین ویسے دن

گلگشت کردن جہاندار شاہ در باغ بہروربانو

غرض جب وہ طوطی یہ قصہ سبھی
جہاندار سے باغ مین کہہ چکی

لگا دل مین کہنے یہ امید لا
کہ جیسا ہوا ان سبھون کا بھلا

خدا سے نہیں توڑوں اپنی امید
وہی سب کرے ہے سیاہ و سفید

کہ اکبار پھر اسمین کیا دیکھتا
کہ کچھ شور و غل سا چمن مین اٹھا

بڑے دوڑتے پھرتے ہین باغبان
یہانسے وہان اور وہانسے یہان

بناتے ہین کچھ باغ کی ڈالیان
لگاتے ہین غنچون مین کچھ سبزیان

جہاندار حیرت کے عالم مین آ
کسی سے لگا پوچھنے ہو ذرا

تو بولا جواب اسنے یون کوئی
کہ آمد ہے یہ بہروربانو کی

جسے کہتے ہین دختر شہریار
ہے فرمان مین جسکے سارا دیار

تو فی الجملہ خاطر جہاندار کی
تسلی و تسکین پائی چلی

عجب کیا مرے دن بھی یون ہی پھرین
یہ راتین الم کی نہ یکسان رہین

یہ کہکر اٹھا اسطرف سوئے باغ
بحال حزین و دل داغ داغ

ہر اکطرف ہے آبپاشی کی دھوم
خیابان کو دھوتے ہین یہ کچھ ہجوم

لگاتے ہین فوارے حوضون مین لا
تکلف مین ہین سو بسو جا بجا

کہین جھاڑتے ہین چمن کے تئین
بناتے ہین سرو و سمن کے تئین

کہ بتلاؤ کیسی ہے یہ کھلبلی
یہ ہر سو کسلیے دھوم ہے مچی

کہا تب ہے جسکا یہ مشہور باغ
یہ ہے جس سے سرسبز و معمور باغ

سو وہ آج گلگشت کو آئیگی
کوئی دم مین تشریف فرمائیگی

ہم اُسکے لیے کرتے ہین بھوک و حرام
جہاندار سنتے ہی یہ خوش خبر
یہ کرتا ہی تھا اپنے دل سے کلام
کہ پیدا ہوئی خلیونکی قطار
لیے پالکی بیچ مین زرنگار
غریب اور ہراسان کسطرف کو
نظر کرکے سرتا بپا اُسکے تئین
پھر آشنا تو مغموم محزون ہی کیون
کھڑا ہی تو ششدر سا کسواسطے
کہان دل ہی مجکو کہان ہی دماغ
نہ گھر کی خبر نہ وطن کی مجھے
بس اُس پیرزن نے یہ سن گفتگو
کہ ہو سرتا پا ان بھی جس سے خجل
خدا جانے آیا ہی کسطرف سے
پھر آخر کو پردے کے تئین چھیدکر
پھر اُسنے مین گھر اکے اکبارگی
موافق پڑی سب طرح جیکے وہ
اسی کے لیے ہی مرا سب خیال
بس اب میرے دلکا بلا مجکو جو
ہوئی پھر جو بیتابی آشفتگی
سرشک مصیبت بہانے لگی
جو دن ہی تو یار جہاندار ہی
وہی دیکھنا بیٹھے تصویر کو
پشیمان کہنے سے اپنے ہوئی
پشیمان یہ اُس سے کہ کیون اتنی بات

کہ تا سب ہین اپنا طیار کام
خوشی سے روانہ ہوا سر بسر
کہ آئے سوا کہکے بس خاص و عام
ہوئی اہتمامونکی ہر سو پکار
کیے آئے ہین مورچھل باوقار
کھڑا رہ گیا نقش دیوار ہو
لگی پوچھنے پاس آکر وہین
سراپا ترا اتنا مفتون ہی کیون
سبب کیا ہی وحشی ہی جسواسطے
کہ اک لمحہ میری ہزارون مین داغ
نہ گل کی خبر نہ چمن کی مجھے
کہا وہین جا پھر دربانو کو
پری کا بھی جسپر نکل جائے دل
نہین خوب معلوم ہوتا مجھے
نظر کی جہاندار پر سر بسر
وہ تصویر جب پاس آئی وقت تھی
تو اکبارگی پھر دوانی سی ہو
اسی کے الم مین ہوئی ہین نڈھال
وے جو رہی باعث ورد و شور
تو کچھ باغ کی بھی ہلاکت کی
تڑپنے لگی تلملانے لگی
جو شب ہی تو پھر یہی انکار
وہی کرنا پھر پھر کے تقریر کو
کہ کیون مین نے ایسی خبر دی
کہی یک بیک احماقت کے ساتھ

لے سیم و زر ہمکو انعام مین
کہ بارے سہا تاکہ پھر کے نصیب
دکھائی دیا سب جلوس تزک
خواص اور خواجہ سرا ہر طرف
جہاندار دیکھا اس تجمل کے تئین
کہ آنے مین اک دایہ پیرزن
کہ کہہ تو مسافر ہی کس ملک کا
تجھے کیا مرض اور کیا درد ہی
جہاندار نے تب دیا یہ جواب
مجھے عشق کے سانپ نے ہی ڈسا
ہون اُس باغ مین کیسے دیوانہ وار
کہ صندوقچی اک عجب نوجوان
ہر اک بات کرتا ہی وہ دردناک
یہ سُن پھر ورانو دانی کی بات
ہوئی دیکھ کر وہین بے اختیار
شتابی صندوقچہ سے اُسکو نکال
لگی کہنے دائی سے سنتی ہو آئی
اسی موذی نے دی ہی ایذا مجھے
کہ ہاتھ اُسکا آنا ہی خیلے کٹھن
پھری فتنہ وہ مین گھر کو شتاب
خوشی وہ چہلین گئی ساری کل
نہ کھانا نہ پینا نہ سونا کبھی
نظر کرکے دائی اس احوال کو
مین کیا جانتی تھی یہ ہوگا یہ حال
جو یون پھول جیتی مرجھا گئی

وگرنہ ہون معتوب الزام مین
پھر آگے کبھی جو کچھ دکھائے نصیب
کہ پھر اُسمین کیا دیکھے ہی یک بیک
پس و پیش ترتیب سے صف بہ صف
لگا سمجھنے اپنے دلکو وہین
نہایت خفا سا وہ آگاہ فن
یہان کس طرح تیرا آنا ہوا
یہ کیون رنگ ہے سب ترا زرد ہی
کہ بتلاؤن کیا اپنا حال خراب
ہون مدت سے اس دام مین مین پھنسا
نہ جانون یہ صحرا ہی یا لالہ زار
دکھائی دیا باغ مین ہی عیان
کہ ہوتا ہی سنکر جگر چاک چاک
وہین چھاتی کوٹنے لگی کرکے گھات
بہانے لگی اشک خون زار زار
مقابل لگی کرنے سب خط و خال
اسی نے مری ہی حالت بنائی
اسی نے دیا ہی یہ سودا مجھے
نہ بیٹھنا کہ کھیلون مین نہ کچھ چمن
گری جا پلنگ پر بحال خراب
لگی رات دن رہنے نہایت ملول
نہ باتون مین مشغول ہوتا کبھی
مصیبت کو اور اسکی جنجال کو
نہ تھا میرا ہرگز وہم و خیال
قلق مین یہ اکبارگی آ گئی

پھر اتنے میں ناچار ہو باپ پاس
گئی ہوکے غمگین اور بیحواس
لگی کہنے گرجی کی پانون لان
تو کچھ بات دل کی کرون اب بیان

گئی دن سے میں شاہزادی کا حال
بُرا دیکھتی ہون بحزن و ملال
غم و فکر سے ہوگئی آہی سوکھ
کہ جیسے خزان بدر ہو کوئی روکھ

کھلی جاتی ہے شمع سان صبح دم
کبھی خشک لب ہے کبھی چشم نم
سنو جب تب کہتی ہے آہ سرد
ہوا جاتا ہے دمبدم رنگ زرد

نہ پالا تھا میں نے اُسے اسلیے
کہ بی بی کے یون حزن وہ جیے
ابھی اُسنے دنیا کا دیکھا ہے کیا
ہو تجھی ہی جان اُسکی یون مبتلا

نہیں تجھکو رہا کچھ اُسکی فکر
کبھی کچھ نہ شادی کا کرتے ہو ذکر
کرون اور کیا آگے اُس سے بیان
کہ سب جو غم کی ہے تجھپر عیان

سُنا شہ نے دائی کا جب کلام
وہین پاگیا اپنے ذہن میں تمام
کہ تصویر کی بھی خبر تھی اُسے
یہی چرچے آگے بھی تھی ہوئے

بس اُس وقت کہبار ہو بیحواس
ہوا زندگانی سے اپنی نراس
مشوش ہوا اور گھبرا گیا
بلاکر وزیرون سے کہنے لگا

کہ یون شاہزادی کا احوال ہے
یہ کچھ اُسکے جی کا نیا حال ہے
بتاؤ کرون اُسکی تدبیر کیا
خدا جانے ہے اسکی تقدیر کیا

وزیرون نے سنکر کیا التماس
کہ اے شاہ دانا ارسطو قیاس
اور اب ہے نہیں عرض کرسکتے ہم
جو کچھ اُسکا سنتے ہیں درد و الم

یہ حضرت نے گویا کرامات کی
کہ جا گھر ملی ہمکو اسبات کی
سو ناچار کرنا گزارش ہوا
کہ ہوتا چلا اب سخن برملا

مناسب ہے وصلت کی تدبیر ہے
دلے جلد ہووے نہ تاخیر ہو
دلے ہووے شادی جہاندار سات
کہ ہے غم میں اُسکے ہی ساری رعایت

اُسکی ہی تصویر پہ جو حال
اسی کا ہمیشہ رہا ہے خیال
اور اُسکے بھی مکتب حسب اور نسب
محقق ہیں ہم خاندان زادہ سب

کہ شاید ہے وہ زادہ شہریار
پدر بر پدر شاہ عالی وقار
وہی ایلچی جسکا تھا پھر گیا
وہی شہر سے جسکو باہر کیا

بس اس سے یہ گوہر ہو پیوند گر
تو مسرور ہو مملکت سر بسر
تامل کا ہرگز نہیں کچھ مقام
شتابی سے کر بیٹھیے اب کلام

شہنشہ نے سنکر یہ اُنکے جواب
کہا دائی ہے یہ راہ صواب
دلے پہلے اک شخص دستِ شناس
مناسب ہے جاوے جہاندار پاس

کرے پھر بھی اوضاع کی سب غور
کیا تب اور آداب بسیار طور
فراست کرے سادر اگر کہے
جو ہووے تسلی مجدد مجھے

گیا پھر وزیر اک جہاندار پاس
ذہن بس ذکی اور قیافہ شناس
ہر اک علم آداب کی گفتگو
فضیلت ہر اک طور کی ہو بہو

حکایت روایت میں دریافت کی
یہی بات آخر محقق ہوئی
کہ ہو سب کمالات میں بیبدل
حسب اور نسب میں بھی ہے بیبدل

کیا عرض آباد شہر سے تمام
ہوا اُسنکے خوش شاہ والا مقام
کہا خیر بہتر ہے شادی کرو
ولیکن شتابی سے انجام دو

گیا اُٹھ کے دولت سرا میں جہین
کہا بہرہ ور بانو کی ماکے تئین
کہ لو شاہزادی کی شادی کو و
سر انجام وصلت مرادی کرو

مبارک سلامت ہوئی ہر گھر
نشاط طرب ہو گئی سر بسر
لگے پھرنے سب ہاتھی گھبلے ہیم
فراموش سب ہو گئے رنج و غم

محل میں ہوئی کھلبلی ایکبار
لگے قہقہے ہونے بے اختیار
سُنی بہرہ ور بانو نے پھر خبر
شگفتہ ہوئی شکل گل سر بسر

بلائیں لگی لینے دائی کی جا
کہ جسکی زبانی یہ سب کچھ ہوا
سنو آگے سامان اب بیاہ کا
عروس اور داماد دلخواہ کا

منعقد شدن مجلس عروسی و دامادی جہاندار شاہ و بہرہ ور بانو

پلا ساقیا بادۂ لالہ گون
وزیرون نے سامان شادی کا سب
منگا زانچہ بھر دریا نو کا
معین ہوئے اہل خدمت تمام
کرین فکر پوشاک و اسباب کی
یہ سب کچھ جب اُس طرف کو جا چکا
ہوئے خیمے استادہ پر عظم و شان
لگی ایک مسند جواہر نگار
مرتب ہوئی بزم عیش و طرب
امیران اعظم کی آمد ہوئی
بندھا راگ و رناچ کا جو سمان
چلے آگے لینے امیر و وزیر
رکھا مسند ناز پر آ قدم
عجب کوئی عالم تھا اُس رات کا
وہ شربت کہ دولہا کے منھ سے بچا
بڑھا دو نکی پھر تو ہوئی دھوم علم
بٹھایا دُلہن کے تئین لا کے پاس
وہ مہندی کی بو باس رغبت فزا
ہوا آئینہ مصحف اُسمین عیان
یون ہی تھی دُلہن کو بھی حیرت تمام
نظر سے نظر جو ملی ایکبار
حنی پھر تو نوبات اُس گھات سے
تو گودی مین لے پھر دہا تو کو
دہیزون کے اسباب آئے تمام
مسند و تختی جواہر کے بھی بے بہا

سامان جس سے شادیکا موزون تھین
کیا کتنے اکدن مین تیار جب
پھر اک روز شادی معین کیا
جا کر اُسی باغ مین صبح و شام
زری کی تمامی کی کمخواب کی
تو آیا معین وہ دن بیاہ کا
تمامی کے کھینچے گئے سائبان
کہ شرمندہ ہو جس سے گل کی بہار
مغنی و مطرب ہوئے جمع سب
کہ محفل کرین گرم تا عیش کی
تو اُس لطف کا کب ہو مجھ سے بیان
ہوا اک ہجوم صغیر و کبیر
با قبال و دولت بجاہ و حشم
کہ عالم تھا گویا طلسمات کا
پلایا دُلہن کو شتابی سے جا
مبارک مبارک کا تھا شور عام
نچھاور لگی ہونے بے قیاس
وہ عطر دلہن جوڑا مہکتا ہوا
عیان ہو گیا تھا جو بیچ جہان
کہ حاصل ہوا اسطرح دل کا کام
خوشی نے کیا دلکو بے اختیار
کہ لذت ملی جسکی ہر بات سے
جہاندار اُٹھا تخت سے خندہ رو
عماری ہوئے کہائے تمام
اور اقسام خلعت بھی جیغہ طرّا

اسی دن کی مدت سے تھی آرزو
تو آ کر کیا شاہ سے التماس
محل مین بھی احکام پہنچے شتاب
جہاندار کے پاس حاضر رہین
لیجا دین محل مین سے ترک اور حبش
چراغان کا ٹھاٹھ باندھا گیا
بچھا فرش مخمل کا ایوان مین
دھرے شمعدان بلورین تمام
پھر آنے لگی مومنی جبکہ شام
طوائف نے آکر دکھائی چمک
اسی مین ہوئی منقضی آدھی رات
بصد تمکنت شاہ و بصد عز و جاہ
لگی چھٹنے گلریز اور ماہتاب
پڑھا جبکہ قاضی نے خطبہ متین
بجھی پیاس دونون کی بارے سہی
محل مین گیا پھر جہاندار شاہ
وہ مائیون کا نکھرا ہوا رنگ و رو
کہون کیا وہ پہلو جہاندار کا
جہاندار جون اُسکا نگران تھا
وہ تکتا تھا اُسکو یہ تکتی اُسے
ہوئی دھوم جلوی کی یکبارگی
کھلائے گئے پان لونے کے جب
محافے مین جلدی کیا لا سوار
کئی ناکلی پالکی زر نگار
ہزارون غلام اور ہزارون کنیز

اسے کے لیے آئی تھی گفتگو
ہوئی شاہ کو فرحت بیقیاس
کہ شہزادی مائیون بیٹھے شتاب
طیاری وہانکی بھی سب کچھ کرین
کہ ہو جس مین نوبت کے نقارہ و کوس
لب نہر پر سامنے جا بجا
زری کے بندھی پردے دالانمین
کہ ہر ایک پر تھا مرصع کا کام
توکی روغنی ایک ماڑی تمام
لگی تھاپ طبلونپہ پھر یک بیک
اُٹھا پھر یکبار شور برات
ہوا آکے داخل جہاندار شاہ
ہوا آکے داخل جہاندار شاہ
لگے ہار اور پان ملنے وہین
کہ تھی تشنگی کب سے مُنکے تئین
کیے سہرے مین نیچی نیچی نگاہ
وہ مُنھ تو لگی آئی ہوئی تیغ جو
ہوا دفعتہ رشک گلزار کا
تو اُس رسمی پردہ حیران تھا
حیا سے یہ کچھ کہ ڈھلکتی تھی سے
لگے گانے ٹونے سلونے سبھی
رہی دو گھڑی باقی جب اُس شبی
ہوا پھر تو رخصت کا شور ایکبار
کئی فیل اور اشترونکی قطار
ہزارون گران طے ہر ایک جنس

یہ سامان حشمت کیے سر بسر
مفصل کہاں تک بیاں ہو سکے
ہوئے جا کے داخل اسی باغ میں
ہوا دست خواہش بہم آستیں
بھر آخر کے تئیں صورت مستہر
وہ چادر پلنگ کی سب افشاں ہوئی
کہی نقل طوطی جہاندار نے
کہا بہروربانو نے بھی تمام
تبھی سے مرا حال ایسا ہوا
اُٹھے خوابگہ سے بلطف و خوشی
کسی طرح کا کچھ نہ تھا فکر و غم
دُلھن سے جہاندار شہ نے کہا
کہا اُسنے جو کچھ ہو مرضی تری
کہ حضرت سے جا کر دو التماس
کہ ہمراہ میرے رفاقت کرے
مشوش ہوا سن کے اکبارگی
کیا پھر مرخص جہاندار کو
عروس اور داماد عالی نژاد
کیا اپنی منزل میں آ جب مقام
کرے اے جہاندار مقصد ترا
تو خدمت سے تیری میں آزاد ہوں
جہاندار اُسکا یہ سُن التماس
جواہر کے دو دو بقچے بے بہا
کیا کوچ پھر شاہ نے صبحگاہ
پہنچنے کی رہ جبکہ طے کر چکا

چلا باغ کو اپنے وقت سحر
اگر فی المثل سو زباں ہو سکے
کہ تھے جبکہ گل ہجر کے داغ میں
ہوا گرم بازار راز و نیاز
لگی چہچہے بلبل کی گلبرگ پر
نمایاں بشکل گلستاں ہوئی
طلبگار نے اُس گرفتار نے
کہ تصویر نے یوں کہا میرا کام
کہوں تجھ سے کیا میں کہ کیسا ہوا
کہ خواہش سے آکے لگی حال ہوئی
جدائی نہ آپس میں تھی کوئی دم
کہ اے بہروربانو جان فزا
میں تابع ہوا جی رہونگی لونڈی تری
کہ اے شاہ جم جاہ والا اساس
اُسی گھر میں چلکر سکونت کرے
کہا لیک آخر بنا چارگی
اور اپنی بھی لخت دل زار کو
چلے چھوڑ کر شہر مینو سواد
تو اکبارگی طوطی نے کر سلام
خدا نے تجھے اعنایت کیا
جدھر میرا جی چاہے اڑتی پھروں
فسردہ ہوا اور نہایت اداس
بٹھا کر بخوبی مرخص کیا
باسباب حشمت بسامان جاہ
تو پھر یاد کر اسطرف کو مڑا

وہ ماہی مراتب بان و نشان
سخن مختصر اس تکلف کے ساتھ
گئے پھر جو خلوت میں دولہا دلھن
لگی چلنے لاگ اور لگی ہونے بات
رگ گل سے اکبار نکلا لہو
اُٹھا بیچ سے جبکہ شرم و حجاب
کہ اُلفت کی ہو جسطرح ابتدا
جو دیکھا گیا وہ ترا معبیر
غرض کہہ کے دکھ سکھ مرے یوں بہم
ہوئی رسم جو تھی کی بھی جب تمام
کئی سال یوں ہی ہوئے منقضی
ہوئی مجکو ماں باپ کی آرزو
بلا کر کسی کو دیا پھر پیام
بس اب مجکو خدمت سے رخصت کرو
سُنا باپ نے شاہزادی کے جب
کہ جسطرح ہو وے تمہاری خوشی
دیے وقت رخصت یہ تحفے کئی
پھر اپنے مقصد کی منزل کے تئیں
کیا عرض شاہ جہاندار سے
کیا دل میں تھا میں نے اپنے یہ عہد
بس اب آج سے مجکو آزاد کر
ہوئی بہروربانو بھی کچھ ملول
اُٹھی چھاتی ہوئی بس میں
لگا کرنے طرح تر لونکے تئیں
تھے ورنے دیے بھائی لڑتے جہاں

وہ نوبت کے بجنے کا صدر عظیم و شان
جہاندار شہ اور سب اہل برات
ہوئے ایک جا عندلیب و چمن
گئی کشمکش کہ ہوئے اُوں گھات
محبت میں باہم ہوئے سرخرو
بہم پھر لگے ہونے حرف و خطاب
مجھے اسطرح سے عشق ہوا
بتاتا تھا نام اپنا جو بے نظیر
بیاں کر کے سب داستان الم
فراغت سے کٹنے لگی پھر دلم
وطن کی پھر آخر تمنا ہوئی
چلی اب تو میرے تو اُس شہر کو
بعجز و بآداب و حسن کلام
بلا کر گئے شہزادی سے بھی کہو
کہ ہنگام رخصت ہو درپیش اب
تمہاری خوشی ہو ہماری خوشی
کہ یاران کو بھی حسب خواہش کئی
لگے کرنے طے دشت جنگل کے تئیں
بعید لطف و آداب گفتار سے
کہ شکوہ حبیب ہو مری عدد چوبہ
ہی مجکو انعام امداد کر
یہ ناچار درخواست کی وہ قبول
دعا میں گئی دیتی شہ کے تئیں
بیابان کے مرحلوں کے تئیں
جھنجھنو کی وہ نہیں چلا جسمیں بیان

محقق کراؤن وہ تونکی بود و باش
کیا دونون بچایون نے تب التماس
یہ لائق سلاطین ہی کے ہین سب
کیا عہد کے تئین حج تونے وفا
کہ پرگھٹ کا ہین فن سکھاتے تجھے
یہ کہکر سکھائے شہنشہ کو تب
گیا دانسے پھر اُسطرف کے تئین
کیا جا کے خدمت مین اُسکی سلام
جو کچھ شوق کے مرتبے تھے لکھے
ہے اس داستان کا یہ طرفہ بیان
وہ ہرمز کہ آگے ہوا جسکا ذکر
کہ مجھسے تو اخفائے مطلب کیا
غضب ہے جو یون ہی ہو ان بے نصیب
پھر آخر بعد سعی اور جستجو
قدم پر گرا اور بہ مکر و نفاق
ہون اُس آستان کا نمک خوردہ مین
کہا خوب رہ آج سے میرے پاس
ہوا نا گہان پھر یہ کیا ایکبار
کیا صید آہو کے تئین ایک جا
اور اُس فن سے نکل کا پرگھٹ تمام
جہاندار نے سُنکے اُسکو کہا
تکلیف سے کیا تو کہتا اُسے
یہ فن اسقدر سہل آسان نہین
اگر رو برو تیرے پرگھٹ کرون
کہا شہ نے دکھلاؤن اچھا تجھے

کیا اُنکو پیدا بسعی تلاش
کہا ای شاہ فرخندہ حق شناس
ضرورت ہے جنکی یہان انکی کب
سو لطف اسکا ہمکو نہایت ملا
جتن اُسکے سب ہین بتاتے تجھے
جو کچھ بھید پرگھٹ کے تھے یاد سب
بعد مدت وہ درویش عزلت نشین
کہی سرگذشت اپنی اُسنے تمام
کہ ہون اب قدم دیکھتا آپکے

بہت عذرت اُسنے کرکے ادا
نہین پھر نا کچھ اب انکا ضرور
بھلا یہ ہماری نشانی رہے
بس اسواسطے اور بھی ایک چیز
تو قالب مین جسکے ارادہ کرے
اُنھین سیکھ کر شاہ رخصت ہوا
کرامت سے جسکے ہوا تھا بلید
توقف کیا پھر کئی دن وہان
بس اب کیجیے موقوف سب اضطرار

مراجعت کردن جہاندار شاہ بدیار خود

یہ سنکر ہوئی اُسکو تشویش و فکر
اور آپ ہرمز بانو کو لے چلا
اور اسطرح باری تھی اُسکا نصیب
بہانا تھا کر بہت سو لسبو
لگا کرنے دن رات تھا اشتیاق
پھر دن تابکے خوار و افسردہ مین
ہوئی مرتبہ تو عقیدت سا ساس

کہ مطلوب پایا جہاندار نے
بس ایسا کروں جس سے ہون کامیاب
یہ دل مین حسد کے خیالات کر
ملا آکے جو تن جہاندار سے
کہ پھر یہ رفاقت مجھے ہو نصیب
جہاندار نے سُن یہ طرز کلام
یہ مکر اور تزویر کر سربسر

رفتن جہاندار شاہ بقالب آہو

وہین شہ سے ہرمز یہ کہنے لگا
تکلف ہے بیکار اسمین تمام
کہ ہرمز یہ مشکل ہے فن کون سا
کہ اُسے کر آتا نہ ہوئے جسے
جو حاصل ہوا ہوگا حضرت کے تئین
تو پھر مین گنہگار کیا جسے دن
لے اپنی آنکھون سے سب دیکھ لے

یکدم ای شاہ ہے مجکو یاد ایک فن
کہ قالب مین جسکے ارادہ کرون
مرے تئین بھی ہے یاد اُسکا جتن
لگا کہنے ہرمز یہ سب ہے خلاف
جہاندار سمجھا نہ اس بھید کو
کہا خون میرا ہو تمکو حلال
کیا تھا اُس آہو کے تئین شکار

انھین چار چیزین وہ دینے لگا
خوشی سے یہ تئین ہمنے نذر حضور
ترے پاس تا زندگانی رہے
ہین تیرے تجھے ہے جو خیلے عزیز
نکل اپنے قالب سے اُسمین رہے
بدستور اپنے وطن کو پھرا
وہ آنکھین کے تئین بند کر کے بلید
کیا باپ کے باتھ قصد وہان
ملاقات کا ہون مین امیدوار
کہ مقصد کے تئین جب ہوا شہ روان
کیا کام حرفت کا عیار نے
اور اُسکو پھراؤن بحال خراب
لگا ڈھونڈھنے شہ کو شام و سحر
بصد حالت خستہ و زار سے
قدیمی سعادت مجھے ہو نصیب
کی اُسپر نگاہ عنایت تمام
لگا پاس رہنے وہ شام و سحر
کہ نکلا جہاندار بہر شکار
جو ہرمز کو آتا نہین وہ جتن
نکل اپنے گھٹ مین سے اُسمین ہو ان
ہے معلوم مجکو بھی پرگھٹ کا فن
غلط کہتے ہین آپ کیجیے معاف
لگا کہنے اکبارگی غصہ ہو
اگر مجکو دکھلاؤ ایسا کمال
اُسی گھٹ مین جا تار ہا ایکبار

ہوا جبکہ قالب پھر اُسکا تہی
دیا چھوڑ بلبل نے گھٹ کے تئین
اُدھر یہ جہاندار گھٹ مین جا
بخوبی وہان جاکے داخل ہوا
لگی جھین کہنے کر اُس پر نگاہ
خدا جانیے کیا مصیبت پڑی
کیا کرتا ہر چند یہ عاجزی
جہاندار کو لیکہ مدت تمام
کسی نے بھی ہرگز نہ کی غور یہ
یہ بدبخت اُسکا ہوا جانشین
سگ شیر کا تب اُسسے دور ہوا
اُسی وہم مین تھا اُسے اضطرار
لگا کہنے تب اپنے دل مین لا
لگا پھرنے صحرا بہ صحرا تمام
کیا پھر یہ تقدیر نے اور کام
وہ صیاد اُسے لیکے گھر کو چلا
کیا کرتا طوطی کی ہر دم صدا
لگا کہنے اے طائر نیک خو
کہ نعمت یہ ہر شکر کرنا روا
دیا تب طوطی نے اُسکو جواب
فقیر اُسکو شکر ہوا اور خوش
نہایت تو کوئی خردمند ہو
کہا تب یہ طوطی نے اے بینوا
ملی صبح کو روشنی کس لیے
رہے پھر سدا ازرق اپنا ملا شر

تو پھر قمر کو بس یہ ہی فرصت ملی
سمایا شہنشہ کے گھٹ مین وہین
بشکل جہاندار شہ مین گیا
کہا دل مین مقصود حاصل ہوا
کہ یہ تو نہین وہ جہاندار شاہ
جہاندار پر کیسی آفت پڑی
وے پاس اُسکے یہ آتی نہ تھی
ہوئی تھی وہ چھوڑے دیا کے مقام
کہ یہ رہ ہر یا ہو کوئی اور یہ
ہوا مالک ملک تاج و نگین
سمجھکر یہی دل مین مضطر ہوا
کہ ناگہ ملا اُسکو ایک سبزہ زار
کہ آہو سے طوطی کا ہونا بھلا
کہین صبح کاٹی کہین کاٹی شام
کہ ناگہ ہوا وان گرفتار دام
پھر اک راہ مین بے نوا کو دیا
ادا کرتا رہ کے شکر خدا
نہایت ہی تو کوئی ہو نکتہ گو
تجھے کون سا خوان نعمت ملا
نہ کیونکر کرون شکر حق بیحساب
لگا رکھنے اُسکو بہر طور خوش
کہ جو بات تیری ہر اک پند ہو
مجھے ایک شاہ کے کہین ہاتھ ملا
سبب کیا دیا نور حق نے مجھے
اُسی سے ہے چلتی سبھو کی معاش

اور اُسنے بھی سیکھا تھا از بس فن
جہاندار اُدھر گھٹ مین آن ہو کے جا
چلا آیا خیمہ کے تئین ایکبار
ولے پھر رہا تو کچھ دیکھ کر
بصورت تو سب کچھ ہے اسکی مثال
سمجھکر یہی اپنے جی مین تمام
غرض بعد چندے صباح و مسا
خلائق چندان نہ تھا کچھ خیال
غرض پھر گیا بعد کئی ماہ و سال
اُدھر اب جہاندار کا سُنیے حال
کہ ایسا نہ ہو وے کسی کو کہین
نظر اک طرف گھانس پہ پڑ گئی
کہ آہو کے گھٹ سی پہ جارگی
قضارا ہوا اک چمن مین گزار
پھنسا دام صیاد مین یکدفعہ
ہوا خوش وہ درویش پاکر اُسے
یہ سُنکر وہ درویش حیران ہوا
یہ حیرت ہے مجکو ترے شکر پر
کہ جسپر تجھے اتنا شکر و سپاس
کہ صحبت ملی تجھے درویش کی
پھر اک روز اُس سے یہ کہنے لگا
کچھ اس وقت ایسی حکایات کر
کیے مین نے اُس سے یہ کتنے سوال
کہا اس لیے اسکو بخشا ہے نور
کہا اور مین نے پھر اُس سے سوال

وہی کر کے اُس فن کے ساتھ جتن
لگا چکنے سبزہ بیابان کا
یہان پھر دربانو تھی انتظار
گئی شبہہ تشکیک مین سر بسر
یہ بات تو نہین ویسا نہین قیل و قال
لگی رہنے اُس سعید صبح و شام
جہاندار کے باپ سے جا ملا
کہ اتنا کرین اُسکا تفتیش حال
جہاندار کے باپ نے انتقال
کہ پھرنے لگا جب وہ آہو مثال
کرے آکے لقمہ کوئی میرے تئین
تو اک طوطی ہر مردہ دیکھی پڑی
گیا گھٹ مین طوطی کے اکبار گی
کسی شاخ پر بیٹھا جا ایکبار
نہ پایا ذرا دیکھنے بھی چمن
لگا رکھنے چھاتی لگا کر اُسے
بہت خوش ہوا اور شادان ہوا
کہ شاکر ہے کیون اتنی شام و سحر
ذرا مجھے بھی کہ تو اے حق شناس
فراغت ہوئی سب کو درویش کی
کہ اے طائر نکتہ گو خوش نوا
کہ جسمین سراپا افادات کر
کہ بتلا تو اے طائر خوش مقال
کہ خلقت اُسی کی ہے ہمین ظہور
کہ بتلا تو اے طائر خوشخصال

ہوا سنگدل غنچہ کس واسطے
کہا سن کے پھر گل ہو کیوں اے چمند
کہا میں نے کیجے خلق کو کیا شعار
سنیں جبکہ باتیں یہ رو پوش نے
نہ اک لحظہ اک آن کرتا جدا
پڑا سیر کرتا تھا ادھر ادھر
کیا بینوا نے کسی سے سوال
خطا یہ ہی زیر محل شاہ کے
جب آئینہ میں عکس اسکا پڑا
کہ فتوی میں جاسکے قاضی کہے
ہیں محتاج قاضی کو فتویٰ کیوں
کھڑا دھوپ میں اک جگہ ہو کر
یہ سنتے ہی طوطی کا خلقت کلام
عجب کوئی عاقل ہمیشہ پر
یوں ہی چرچے جاتی ہوئی یہ خبر
لگی کہنے دلمیں کہ یہ ہو نہ ہو
گیا جب محل میں جہاندار شاہ
کہ یوں پہلے آ ہو کے گھٹ میں گیا
پھر اس طرح سے بینوا نے لیا
کہا تب جہاندار نے بس نہ رو
وے ایک تدبیر کہتا ہوں اب
رہا کرتی اکثر ہوں بیاد میں
نہ کچھ کھیل ہے اور نہ کچھ مشغلا
میں سنتی ہوں پر گھٹ ہے آنکھ بھی
وہ جب اپنے گھٹ سے نکل ایگا

وہ کیا ہے کہ غمگین ہے جس واسطے
ہوا کس لیے اسکا درجہ بلند
ہے بہتر ہو خوش جس سے پروردگار
خردمند نے معنی اندیش نے
تھا مالوف و مرغوب اسکا سدا
کہ اک جا ہجوم اسکو آیا نظر
کہ تبلاؤ کیسا ہے یہ قیل و قال
کھڑا ہاتھ میں تھا یہ آئینہ لے
تو آئینہ کا اسنے بوسہ لیا
سزا اس گنہ کی وہی پھر لے
ہیں سب منتظر اسکے کہنے کے کیوں
خبر و قصہ جان اسکی پرچھائیں پر
تعجب تحیر میں آئی تمام
نہیں ایسا دیکھا کوئی جانور
گئی پھر وہ بانو کو سر بسر
یہی ہے جہاندار فرخندہ خو
وہ قالب میں طوطی کے بانک آوہ
کئی روز سبزوں کو چرتا پھرا
پھر اس طرح آ تیرا ہمدم ہوا
نہ رو درد کے اتنا گھلا آپکو
کہ ہر وہ آوے ترے پاس جب
نہیں کچھ لگی رکھتی ہوں غمخوار میں
کہ جس میں ذرا بھی لگے دل مرا
تماشا ذرا اسکا دکھلا مجھے
کرے اور گھٹ بیچ جا کر قرار

کہا جمع رکھتا ہے جو سیم و زر
کہا وہ جو ہر اک سے ہو خندہ رو
لگا کہنے ترک بدی ہے بھلا
لگا کرنے طوطی کے تئیں آفرین
گیا شہر میں ایکدن سیر کو
کھڑے ہیں ہزاروں صغیر و کبیر
جواب انہیں نے اسکے یہ دیا
جھروکے میں تھی دختر شہ وہان
اسی جرم میں ہے یہ رنج و تعب
سنا طوطی بینوا نے یہ جب
سزا تو نہایت ہے اسکی عیان
کہ ایسے گنہ کی یہی ہے سزا
کہ دیکھو تو طوطی نے کس طرح کی
غرض شہر میں ہوئی زیادہ یہ بات
وہ سنتے ہی اکبارگی یہ کلام
دیے سول میں کتنے لعل یمن
تو رنج و غم اسپر بیتے تھے جو
پھر آ ہو سے طوطی ہوا اسطرح
یہ سنکر مصیبت کے اس سے کلام
خدا کے تئیں یاد کر بر محل
تو کہا اس سے اے شاہ والا گہر
کہ بہلاوے ٹک میرے دلکے تئیں
کسی طرح بہلاؤ میرے تئیں
کسی طرح تا غم غلط ہو مرا
میں طوطی کے گھٹ سے نکل اس گھڑی

لگی تلملانے دل اُسکے اس قدر
عزیز اسلیے ہو گیا سو بسو
کہ ہوتا ہے راضی اسی میں خدا
لگا جی میں رکھنے عزیز اسکی تئیں
لیے ساتھ وہ طائر نکتہ گو
اور اک شخص ہے کوئی انہیں بیچ
کہ صادر ہوئی ہے کچھ اُس سے خطا
ہوا جلوہ اسکا عیان ناگہان
لیے جاتے ہیں پاس قاضی کے اب
لگی کہنے حیران ہیں کیوں اس سبب
تامل ہے درکار کیا اسمیں یہاں
زیادہ اس سے آگے ہے ظلم و جفا
سزا ہے پسندیدہ اسکی یہی
کہ یوں کہتی ہے طوطی خوش صفات
سمجھ گئی حکایت کا مضمون تمام
لیا بینوا سے وہ طوطی وہیں
سنانے لگا بہرور بانو کو
نہ دام پھر آ گیا اس طرح
لگی بہرور بانو رونے تمام
رہی غمگین ساری کرتا ہی چلی
نہیں حال سے اپنے مجکو خبر
مجھے رہنے دیوے نہ اندوہگین
ذرا ہو یہ مشغول جان حزین
کہاں تک رہے ہو نہیں واس و خفا
سما جاؤنگا اپنے گھٹ میں تبھی

انسان شدن جہاندار شاہ از قالب طوطی

سنا شاہزادی نے جب یہ کلام
غرض آیا پھر محل بیچ جب
اسمین ترے دلکی گرہی خوشی
یہ کہکر منگا ایک آہو تئین
گیا اپنے گھٹ مین شتابی تھا
جہاندار اور بہرور بانو تب
وہی ملک و مال اور وہی سلطنت

کہی اُسنے یکسر یہ تقریر سب
تو ہون یہ تماشا دکھاتا ابھی
کیا مار کر اُسکے گھٹ مین وہین
وہ آہو کا آہو ہی بس رہ گیا
بدستور رہنے لگے روز و شب
وہی تاج و تخت اور وہی تمکنت

وہ سُنتے ہی خوش ہوکے کہنے لگا
ترا اسمین جی بہلے وہی ہو خوب
جہاندار کو بس یہ فرصت ملی
سزا اُسکو اپنے کیے کی ملی
گذرنے لگی عیش مین صبح و شام
تپش نے دہن فکر کر ایک بار

ہوئی وہ ہین مشغوف و شادکام
کہ دشوار یہ کام ہی کون سا
وہی بازیون بیچ باری ہی خوب
ملا اُسکو قالب جو اپنا تھی
کہ دیتا ہی جا گہ مکافات کی
لگی کٹنے جشن و خوشی مین تمام
کہی سال تاریخ باغ بہار

تتمہ

خاتمۃ الطبع

خدا کا شکر بے پایان ہی کہ کتاب مفید و لطافت اسلوب قصہ عجیب مجبوب مرغوب یعنی قصہ جہاندار و بہرور بانو کہ جسکا نام بہار دانش مشہور ہی اور فارسی زبان مین عبارت آرائی کے ساتھ وہ کتاب منشی عنایت اللہ کی معروف و مشہور ہی جسکے بیانات و قصص و حکایات سے مقصود اصلی یہ ہی کہ جو کیاد و مکار ہون اُنکی چاپلوسی و چکنی چکنی باتون پر فریفتہ نہ ہونا چاہیے اور جو اشیا کہ قابل اجتناب و احتراز کے ہین اُنسے بچنا چاہیے چونکہ اُن قصص کا پیرایہ بعنوان دگر ہی اور سوائے فارسی خوانون کے اُردو خوان اُسکے مضامین سے کہ مقصود اُسکا ایک پردہ نصیحت کا ہی کامیابی حاصل نہ کر سکتے تھے لہذا اسخنور خوش فکر شاعر نیکو سیر غواص محیط سخنوری آشنائے بحر زبان اُردو تپش تخلص نے نہایت فکر جان گزا اور مشقت لا انتہا سے اُن حکایات کو فارسی زبان سے اُردو مین نظم کا پیرایہ پہنایا اور شاہد کلام نے نئے لباس مین جوبن دکھایا اور شائقین دیدانے نظارہ سے لطف تازہ اُٹھایا الغرض یہ بہار دانش اُردو منظوم حسب خواہش شائقین مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین بسرپرستی عالیجناب معلی القاب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع دام اقبالہ بصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بصد حسن و خوبی ہزار خوش اسلوبی بماہ جون سنہ ۱۹۰۸ع بار ہشتم زیور طبع سے آراستہ ہوئی

خدا قبول کرے اسکی طبع ہشتم کو
پسند عالم و مقبول اہل شوق کی ہو

تاریخ طبع از عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ

شد طبع بارہشتم اردو بہار دانش
از التفات نیر و دور نظم یافت تزئین
تحریر کرد عاقل سال مسیحی او
اردو بہار دانش صبح عجیب عشرت آئین

دیوان رند مسمی بہ گلدستۂ عشق کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش

دیوان گویا از طبعزاد رسالدار فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر۔

دیوان غافل کلام سخنور ہمپایہ آتش و ناسخ

دیوان ذوق از نتیجہ فکر سخنور عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق۔

دیوان نیاز از روشنی صافی طبع نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی۔

دیوان شہیدی مصنفہ کرامت علیخان

دیوان لطف پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراج نامہ محامد سرور کائنات مصنفہ حافظ لطف علیخان بریلوی۔

نعت سروری غزلیات تمام ردیفون کی از بہار نمائے طبع بلند مفتی غلام سرور لاہوری۔

دیوان غالب دہلوی کئی مرتبہ یہ مختلف مقامات مین چھپا اور بکا اور ہنوز خواہش خریداران باقی ہے کیون نہو بڑے پایہ کا کلام ہی مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہی جسکا مثل و نظیر نہین اب

یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے نقل ہو کر طبع ہوا

دیوان قلق مسمی بہ مظہر عشق کلام استاد کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق

دیوان مخزن شوق غزلیات بطرح حضرت ذوق دہلوی مصنفہ ہرچند رائے سرودھنی تخلص ہرچند ایک کالم مین کلام ذوق دوسرے کالم مین کلام ہرچند

دیوان واسطی نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ

دیوان ہشیار مصنفہ کیول رام

دیوان صبا از میر وزیر علی صبا۔

دیوان ضامن از سید ضامن علیشاہ

دیوان خواجہ میر درد شاعر صاحب کمال

دیوان نواب علاء الدولہ از سید محی الدینخان بہادر فقیر۔

مجمع الاشعار غزلہای اردو و فارسی اساتذہ۔

چمنستان جوش دیوان نواب محمد حسنخان جوش از فرزندان حافظ رحمت خان۔

گلدستۂ امانت جسمین چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ

کتب اُردو

جامع الاخلاق ترجمۂ اُردو اخلاق جلالی ترجمۂ مولوی امانت اللہ۔

نکات احسانی۔ دو جلد مین ایک جلد مین نکات اُردو کا بیان دوسری مین نکات فارسی کا مصنفۂ مولوی حکیم احسان علی۔

ذخیرۂ سعادت۔ یہ بھاشی بلاس لشنگ کی دو فصل اول و آخر کا ترجمہ ہی تہذیب اخلاق مین مترجمہ لالہ لالجی کاکوری۔

دائرہ علم۔ حصہ اول انگریزی سے چند معلومات ترجمہ مولوی کریم بخش ترجمۂ منشی

ترجمۂ باصل رضوان شرح گلستان فارسی مترجمہ مولانا ابو الحسن۔

پندنامہ وحید۔ مصنفہ منشی محمد واجد علی۔

طلسم اخلاق۔ مولفۂ پنڈت سر کرشن وکیل۔

لال چندر کا مشتمل بر مضامین پند سودمند مولفہ منشی لال سنگھ

منہاج السالکین۔ ترجمہ جوگ لشٹ مترجمہ ابو الحسن

بودہ پرکاش۔ مصنفہ منشی شیو دیال۔

منبہات منظوم۔ موسوم بہ منبہات یکتا۔ عربی ترجمۂ اُردو از شیخ احمد بن علی۔

نصیحت نامہ ہندی۔ مصنفہ رائے بہادر کنھیالال

گلستان جنان۔ اُردو شرح بسط گلستان سعدی از سید رزاق بخش۔

کلمات قدسیہ الہاملت غوثیہ۔ مصنفہ شیخ فتح علی

کنز الاسرار۔ ترجمۂ اُردو نظم مثنوی شاہ بو علی قلندر۔

تحفہ سروری۔ از مفتی غلام سرور لاہوری۔

اکسیر ہدایت۔ ترجمۂ اُردو کیمیائے سعادت فارسی مترجمہ مولوی فخر الدین۔

مذاق العارفین۔ ترجمۂ اُردو احیاء العلوم عربی کامل

نجات المومنین۔ ذکر کرامات حضرت شاہ نجات اللہ مولفہ حافظ سراج الیقین۔

تہذیب النفوس۔ از سید فخر الدین حسین متخلص بہ سخن

تہذیب الاخلاق۔ مولفۂ مولوی نجم الحق۔

مثنوی سر حق۔ رموز تصوف مین از سید شاہ عطا حسین۔

پندنامہ حبیبی۔ نصائح واندرز از محمد حب علی خان۔

کیمیای حکمت۔ حصہ اول شرائف حلم و آداب راست گوئی کے فوائد حکمیہ و حکایات مصنفۂ مولوی وحید الدین احمد مدرس۔

بحر الحقیقۃ۔ اندرز و نصائح واسطے اصلاح نفس کے مصنفہ حسن تخلص۔

چشمۂ فیض۔ ترجمہ پندنامہ عطار ترجمہ مولوی عبد الغفور خان۔

گلدستۂ اخلاق۔ معروف بہ تالیف ہرگو بند مولفۂ بابو ہرگو بند سہائے۔

گلشن سروری۔ نظم مین تہذیب اخلاق کا بیان مولفۂ مفتی غلام سرور لاہوری۔

تہذیب احسانی۔ در ترتیب اخلاق انسانی مولفۂ حکیم احسان علی۔

ترجمہ اُردو عوارف المعارف۔ کامل دو جلد مین مترجمہ مولانا ابو الحسن فرید آبادی۔

رسالہ معرفۃ السلوک۔ از شاہ محمود خوش زبان

NJUMAN